٢٣٦٢
~~٣٤٢٦~~

علامهٔ حیدری عروت به

مسیّب نامه

مسیب کاه

علیه حمزه

واللّٰه عزیزٌ ذو انتقام

الحمد للّٰه که درین زمان سعید حصه ششم

غلبهٔ حیدری

معروف به

سیلاب نامه

بتاریخ پانزدهم ماه محرم الحرام سنه ۱۳۲۰ هجری

مطابق بست و چهارم ماه اپریل سنه ۱۹۰۲ عیسوی

در مطبع اثنا عشری طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین محمد والہ واصحابہ اجمعین اما بعد حمد ونعت کے خاکسار ذرۂ بیمقدار سید سجاد علی ناظرین کیخدمت مین عرض کرتا ہے کہ بعد ملاحظہ اس حصہ ششم کے مکترین کے حق مین دعاے خیر فرماوین اور اس تذکرہ شہدا کے سُننے سے ثواب بیحساب حاصل کرین وباللہ التوفیق وھو خیر رفیقا

معرکہ ۳۶ سی و ششم

سخن سرائے داستان صداقت نشان وناقل حکایات دلفریب وراستی انجام کے زبان معتمد بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسی دن امداد ابن زیاد کے لیئے جب فوج کثیر شام شقاوت نشان سے آئے کہ سب لوگ شمار مین ساٹھ ہزار فوج مین ہوگئے اور لشکر ظفر اثر مومنین مین کل نو دس ہزار آدمی باقی رہے ابن سلیمان نے متردد ہوکر ورقا ابن عازب سے کہا کہ اے دلاور اب اسمین مصلحت ہے ہماری فوج مین تو سپاہ بہت کم ہے اور ابن زیاد کے لشکر مین سپاہ

ادہمیان کی جمعیت ہوگئی ہے پس اے نامدار اگر مناسب ہووے تو آج میدان
کارزار سے کنارہ کش ہو کر ہم لوگ اپنے گھروں کی راہ لیں [illegible] سپاہ
مجتمع کر کے پھر آکر اس بدگہر سے پیکار جو ہو کر مطلب دلی حاصل کریں یہ سنکے
ورقائے نامدار نے منغص ہو کر کہا کہ اے ابن سلیمان عالیشان خاموش ہو کہ ایسی
باتیں تیری شان جرأت وہمت کے شایاں نہیں ہے اور اے دلاور سوائے
اس حرف کے اگر یہ بات ہماری سپاہ ہمت پناہ سن پائے گی تو ابھی شکستہ دل
ہو کر ایسی ہمت ہار دیگی کہ پھر ایک آدمی بھی تیرے پاس دم بھر نہ ٹھہرا رہے گا بلکہ تو حصول
مقصد سے مایوس و محروم ہو کر آوارہ دشت ادبار ہو جائے گا اور اے سردار محمد ابن
سلیمان ہر چند کہ تیری رائے کامل مناسب وقت ہے مگر صبر و تامل کے ساتھ بات
کرنی لازم ہے کہ اسوقت ایسے کلام کا موقع نہیں ہے اور اگرچہ فوج [illegible] دشمن بیشمار ہے
تو کیا ہوا فضل کردگار بھی تو بے حد وبے حساب ہے مصرع دشمن اگر قوی ست نگہبان
قوی تر است ؛ اور اے نور دیدہ من میں قبیلہ بنی ازدمیں نامہ بھیجکر لوگ امداد کے
لئے بلواتا ہوں تو بھی اپنے پدر مہربان سلیمان کے پاس خط لکھ کے اوسکے پاس
سے فوج بلوائے کہ بغیر از اس تدبیر کے اسدم کوئی بات مناسب نہیں ہے پس
محمد ابن سلیمان نے اس کلام ورقا کو مستحسن سمجھ کر اپنے باپ کے لئے چند کلمہ مختصر
فقط حال جنگ وجدال وطلب امداد میں لکھ کے عمیر کو نامہ دیکے جب شباشب
روانہ کر دیا تو ورقا نے بھی ایک رقعہ رقم کر کے قاصد کو دیکے قبیلہ بنی ازدمیں بھیجدیا
ولیکن جب صبح نمودار ہوئی اور ابن زیاد نے جنگ گاہ میں آکر اپنے لشکر کی صفیں
آراستہ کیں تو ورقائے نامور نے بھی اپنی سپاہ جرأت پناہ کو مقابلہ لشکر اور مرجانہ لعین میں
صف آرا کیا اور طبل جنگی فوج طرفین میں جب بجنے لگے تو سپاہ جانبین یکبار اپنے اپنے
مقام سے حرکت پذیر ہو کے آپس میں متقابل ہو کر ایسے مستعد مقاتلہ و محاربہ ہو گئے

کہ دونون طرف کے لوگون سے کارزار رستم اسفندیار کا سامان ظاہر ہوگیا اور
ہر ایک آپس مین گویا ایک دوسرے کے خون کا پیاسا تھا کہ بغیر گفتگو کے زبان
برش تیغ آبدار و سنان جانستان کے کوئی کسی سے کچھ ہمکلام نہوتا تھا غرض صبح سے
تمام بازار کارزار جب اسطرح پر گرم رہا اور بہت سی لاشین میدان قتال مین
جا بجا روے زمین پر مانند انبار خس و خاشاک ڈھیر ہوگئین تو چار ناچار وقت شام سوداے
کاسہ کشت تمام دیکھکر خریداران جنس خالص نام آوری جنگ گاہ سے اپنے اپنے لشکر گاہ کو
پھر گئے اور اوسدن بھی قریب پانچ سو جوانان شہامت نشان کے لشکر اسلام مین سے
ہر چند دار السلام مین جا کر منزل گزین ہوے والا فوج ستم کے پانچ ہزار نابکارون نے
بھی درجہنم پر جا کے قیام کیا اور وہ شب گذر گئی جب دوسرا دن آیا تو لشکر طرفین پھر
حرب گاہ مین آئے تا شام ایسے مشغول جنگ و جدال رہے کہ اوس روز بھی بہت سے
لوگ دونون طرف کے مارے گئے القصہ اسی طرح نو دن تک جب معرکہ جدال و قتال
گرمی پذیر رہا تو دسوین دن عراق کی بہت سی سپاہ بہر امداد ابن زیاد آگئی کہ اونکے
آنے سے فوج مشرکین کی ہمت دوبالا و عبید اللہ ابن زیاد کی قساوت قلب بہر
حرب افزون ہوگئی اور سپاہ جرات دستگاہ اہل دین کو ہر چند اس حال کے دیکھنے
سے خوف بدحواسی نے گھیر لیا مگر یہ غضنفر معرکہ آرا شہداے دشت کربلا علیہ السلام کے
حال پر نظر کر کے لشکر بدخصال کفار سے درستی کار جنگ و جدال مین کسی طرح باز نہ رہتا تا وقتیکہ
اوسی روز قریب ایک پہر کے دن آیا اور اوسی حال مین یکبار گرد عظیم ایک گوشہ صحرا سے ایسی
نمودار ہوئی کہ چادر غبار نے روے خورشید انور کو حجاب مین کر لیا اور دواد وش نگاہ در
داوینکے ہونے سے نشان اذا زلزلت الارض و شور قیامت کے آثار جب آشکار
ہوگئے تو صولت آمد فوج دریا موج دیکھکر دونو لشکر خیال کارزار سے باز رہ گئے اور
سپاہ دلیری دستگاہ مین مصروف ہوگئے ناگاہ عمیر ابن طارق نامور کا نشان لشکر

جب نمایان ہوا تو دیکھا کہ وہ دلاور دوبارہ ہزار مرد جرار بنی ازد ہمراہ لیے ہوئے لشکرگاہ
فوج مومنین کی طرف متوجہ ہوا اور بہ حال خوشنودی تمام جب کہ سپاہ اسلام
جسدم باہم تہنیت کے کلام کرنے لگے تو اہل شام کے دل پر رنج و الم سے ایسا
ابر سیہ غم چھا گیا کہ تیرہ دل گھبرا کر دیوانہ وار ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگے
مورخین بیان کرتے ہین اوس گروہ قلیل مین اعلام فیروزی نشان اس کثرت سے
تھے کہ گمان فوج کثیر اوس پر ہوتا تھا اور تمام میدان وفور علم ہاے زنگار رنگ سے اسدم
اسطرح پر غیرت بخش تختۂ گلزار ہو گیا تھا کہ دیدہ ہاے اہل بصیرت اوسکے تماشا سے روشنی
پذیر فرحت و سرور ہوتے تھے اور ابھی اس فوج دریاموج کے خیمے برپا نہو چکے تھے کہ
غبار بے پایان پھر ایک گوشۂ میدان سے نمایان ہوا لیکن اوس غبار کو دیکھ کر لشکر
طرفین اس خیال سے ایسے متردد ہوئے کہ باضطرار تمام ہر ایک شخص آپس مین دوسرے
سے کہنے لگا کہ دیکھیے یہ لوگ کسکی امداد کے لئے آتے ہین اور بعد شگاف ہونے دامن
غبار کے علامت گروہ شیعیان جناب حیدر کرار علیہ السلام کے آثار جب نمودار
ہوئے تو دیکھا کہ تیئس ۲۳ ہزار مرد جرار بنی خزاع مین سے ہمجدی محمد ابن سلیمان کے
ایسے نامدار لوگ دو اسپہ چلے آتے ہین کہ اوس گروہ حق پژوہ مین ہر ایک پہلوان
رشک قوت وہمت نریمان رستم دستان کو کار کارزار مین تعلیم دینے والا تھا اور
اسطرح کے ہر فن مین صاحب کمال عدیم المثال تھے کہ نوک سنان سے چشم ناظر
تماشاے نیزہ بازی مین سرمہ لگا دینے پر مہیا و تیر اندازی مین ایسے بے نظیر کہ اگر
چاہین تو تیزاب نوک پیکان سے دیدۂ سوفار سوزن کو قدح کر کے تشنۂ امتحان کے
تئین جام مشاہدہ سے سیراب کر دیوین اور بکمال تیغ زنی مین ایسے صاف دست
کہ مانند خیار تر سرہاے کرگدن کو ایک جنبش دست سے جو زنگ کرنے مین شہرۂ آفاق
تھے القصہ ان لوگون کے آنے سے محمد ابن سلیمان کو نہایت خوشی حاصل ہوئی اور

اور ہر ایک سے بغل گیر ہو کر خیریت احوال پرسی کرنے لگا تو دو پہر کے بعد پھر ایک گرد صحرا سے ایسی بلند ہوئی کہ زمانہ غبار سرخ معلوم ہونے لگا اور مقابلہ باد تند سے جب وہ انتشار غبار شگافتہ ہو گیا تو معلوم ہوا کہ ایک گروہ دلیر انبوہ تین ہزار آدمیوں کی جمعیت سے بانشان ہائے سرخ اس شان و شوکت سے چلا آتا ہے کہ سب نیزے ہاتھوں میں لیئے ہوئے کمانیں کاندھوں میں لٹکائے ترکش زیب پشت کیئے تلواریں کمروں سے لگائے گھوڑوں کی باگیں اوٹھائے برابر برابر باندھے ہوئے چلے آتے ہیں اور علامت باسعادت کے نشان سے جب ثابت ہوا کہ یہ سب لوگ غلام جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام گروہ قبیلہ بنی از بنی عم ورقا ابن عازب نامدار دشمن جان قوم بنی امیہ سے ہیں یہ حال دیکھ کر ورقائے نامور بالکمال سرور و شادمانی و کشادہ پیشانی شکر عنایت ایزد منان ادا کر کے ابن سلیمان سے کہنے لگا تو نے قدرت خداوند جہان کا بھی معاملہ کچھہ دیکھا یا نہیں کہ بسبب برکت ولائے جناب شیر یزدان علیہ السلام حضرت خداوند رحمن نے تو ہمکو شر اشرار سے محفوظ رکھ کے عین پاس دہر اس میں ہمارے لیئے یاور غمگسار بھیجکے لیسا ہمیں محفوظ کیا بیت منشیں ترش تو از گردش ایام کہ صبر * گرچہ تلخ است و لیکن بر شیرین دارد مشہور ہے کہ اوسدن بازار کارزار عدم خریداری جنس جدال و قتال مجاہدان دشمن شکار سے بہت گرم ہوا کس لیئے کہ خیال سودائے خوف و رجا میں لشکر طرفین کے لوگ ہر دم مصروف رہے اور وقت غروب آفتاب جب طرفین کی فوج سے طلایہ نکلا تو سپاہ جانبین جا کر اپنے خیاموں میں بے خوف آرام سے استراحت پذیر ہوئے القصہ دوسرے دن بعد نماز صبح سپاہ فوج مومنین یکدل ہو کر باہم جب اس بات پر قسمیہ ہوئے کہ اگر خلقت مشرق و مغرب ابن زیاد بانی فساد کی طرف مجتمع ہو کے ہم سے بر سر جنگ ہوگی تو زنہار ہم لوگ استراحت کے ارادے سے کمریں نہ کھولیں گے جب تک کہ یہ پسر زیاد زندہ رہیگا اور اسی بات پر متفق ہو کر تمام سپاہ شہامت دستگاہ نے ورقا ابن عازب

والیٔ وقار سے جاکر بطریقہ بیعت ادا کیا کہ بے سردار کے فوج تباہ و خراب رہتی ہے بس
جب ورقا ابن عازب نامدار پر سرداری فوج کی عہدے نے قرار پایا تو اوس دلاور
نے اپنے لشکر کے جوانوں کو مانند نیزہ و تلوار و سپر و زرہ وغیرہ کے جو دینا ضرور
تھا تقسیم کر کے لوگوں کو باراستگی تمام میدان میں لاکر علم ہائے زرنگار رنگ برنگ کے
پھریرے کھلوائے نظر مردم میں سامان گلزار کو جلوہ گری دے کے سپاہ کو بہر
حرب دشمن اسطرح پر صف آرا کیا کہ میمنہ و میسرہ لشکر محمد ابن سلیمان و طارق
کے سپرد کر کے آپ قلب لشکر میں جاکر کھڑا ہوا اور ام عامرہ مومنہ نے جب دیکھا
کہ مومنین حرب گاہ میں صف آرا ہو چکے ہیں وہ نور دیدہ پسر عفیف بھی اسباب جنگ
سے آراستہ ہوکر بہ کر و فر تمام لشکرگاہ سے نکل کے صف قلب لشکر کے سرے پر
جاکر کھڑے ہو رہے اور ابن زیاد نے فوج ورقا ابن عازب نیک سیر کو اسطرح پر آراستہ
دیکھا تو اپنے لشکر کو بھی میدان کارزار میں صف آرا کیا اور سرو نشان سپاہ تباہ کے
لشکر میں جابجا علم ہو گئے اور طبل جنگی بجنے لگا تو جوانان لشکر اسلام کے آواز طبل و
قرنا سنکر سب نشۂ جرأت و شجاعت میں جھومنے لگے اور بعضے اپنے رہوار و نکو بقصد
جنگ کاووں پر لگانے لگے غرضکہ طارق اعمش شیر دل اپنے رہوار کو چھیڑ کر رجز
پڑھتا ہوا اس شان سے سوئے میدان چلا کہ ایک ہاتھ میں تلوار اور دوسرے
میں نیزہ لیئے ہوئے شبرنگ گھوڑے پر سوار اور خود و زرہ و چار آئینہ سے آراستہ حرب گاہ
میں آکر بعد ادائے مدح جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام اعدایان دین یزید
ابن معاویہ و پسر زیاد وغیرہ کی مذمت بیان کر کے کہنے لگا کہ اے پسر مرجانہ لعنت خدا
تجھ پر بلکہ تیرے آبا و اجداد پر باوجود اس دعوے اسلام کے فرزند جناب خیر الانام
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت امام حسین علیہ السلام کو تو نے تشنہ لب و
شکم گرسنہ شہید کرایا اور اے بد دین کوئی کافر حربی اسطرح کا کام نہ کریگا جو تو نے کیا

کہ نام اسلام کا خراب کیا بخلاف تیرے زندہ درگور ہو جانے کا یہ مقام تھا کہ کفار تک [illegible] عمل
بد کے سبب سے جہپر لعنت کرتے ہیں بس اے نامرد اس عمل قبیح کی خجالت سے تجھکو تو کسی کو
منھ دکھانا روا نہ تھا اور اوسکے عوض جمعیت کر کے شیعیان جناب حیدر کرار علیہ
السلام سے لڑنے کو آتا ہے اے پسر زیاد میں تجھسے بلکہ یزید سے بھی اندیشناک نہیں ہون
تو عبث اس جمعیت پر نازان ہو کر قلب لشکر میں کھڑا ہے کہ مجھے اپنا گروہ دکھاتا ہے اے
ستمگر میں غلام جناب حیدر و صفدر علیہ السلام ہون اگر تجھے تقویت امداد یزید سے
دعوی ہمت و دلاوری ہووے تو سپر تلوار پکڑ کے میدان میں آ کر مجھ سے دو دو ہاتھ لڑ لے
دیکھون تو بنی امیہ کی اولاد میں تو کیسا بہادر اور دلیر ہے اور اے شخص بھلا ان بیچارے
چند درہم کے اجورہ دار سپاہیون کو رزمگاہ میں بھیجکر اپنی جان کو میرے ہاتھ سے کیون اتنا
بچاتا ہے واللہ اگر خواہش خدائے برتر بھی میرے قصد کے شریک ہے تو میں تجھے بے مارے
نہ چھوڑونگا کیونکہ جسطرح تو میرا دشمن جان ہے میں بھی اسی طرح تیرے خون کا پیاسا
ہون لازم ہے کہ آج تو خود حربگاہ میں آ کر مجھ سے میدان داری کرتا اور بندگان خدا جو تجھ سے
قتل سے محفوظ رہیں لکھا ہے کہ ابن زیاد گفتگوئے طارق ابن اعمش سے ازبس خفیف
و خجل ہو کر ایک مرتبہ اپنی سپاہ دین تباہ کی طرف دیکھ کے بہ تغیظ تمام کہنے لگا کہ ہے کوئی
ایسا دلاور جو کہ اس زبان آور کو زبان تیغ و سنان سے جواب دیکے خاموشی مرگ سے
آشنا کر دیوے یہ سنکے ایک بدکردار فوج شام کے سردارون میں سے کہ دس ہزار نابکارون
کا افسر تھا ہمیشہ وہ لعین تنہا میدان کارزار میں پانچ سو مردان کار کے برابر مقابلہ عدوین
کام کرتا تھا ایک بار اپنے پرے سے نکلکر ابن زیاد سے وعدہ قتل طارق اعمش کر کے
جنگگاہ میں آ کر بعد تعریف یزید و ابن زیاد نیزے کو تان کر مرکب کو کاوے پر لگا کے
جسد طارق نامور پر حملہ ور ہوا تو وہ دلاور بھی نیزہ لیکے اوس سے مقابل ہو گیا اور جب
تین وار نیزون کے آپس میں ایک دوسرے کے خالی گئے تو چوتھے وار میں طارق نامدار نے

یا حیدر کرار علیہ السلام کہہ کر ایک نیزہ اوسکو مار کر پشت مرکب سے جدا کر کے اس زور سے روے زمین پر دے مارا کہ تمام استخوان اوس بے ایمان کے ٹوٹ کر ریزہ ریزہ ہوگئے

محاربہ و مجادلہ لشکر یزید از طارق نامدار معہ دیگر دلاوران جرار از فوج اشرار اہل نار

پس سیاہ دین نے یہ حال اوس نیک خصال کا دیکھ کے بعد نعرۂ تکبیر جب شور احسنت اوس دلیر کی شان مین بلند کیا اور فوج ابن زیاد کو ایسی حیرت ہوئی کہ ایک دوسرے کی صورت دیکھ کے کہنے لگا کہ اے برادر خدا خیر کرے آج بے طرح یہ شگون بد اول جنگ مین ہوا ہے کہ ایسا نامآور پہلوان رشک جرأت و ہمت سام و نریمان طارق کے ہاتھ سے مارا گیا ہے کہ جسکے مارے جانے سے کمر ہمت لشکر شام ٹوٹ گئی

اور اسی حال مین ایک اور خونخوار لشکر کفار سے جنگ گاہ مین آکے طارق نامور
سے مقابل ہوا پس اس دلیر نے اوسکے سر پر ایک وار تلوار کا ایسا کیا کہ صاف وہ
ستمگر دو ہو کر واصل جہنم ہو گیا تو ایک اور مردود ثانی نمرود تاؤ پیچ کھا کے حربگاہ
مین مثل برق آکر طارق عالی گہر سے مقابل ہوا مگر اس دیندار نے اوسے بھی بات
کرنے کی مہلت نہ دی اور ایک چشم زدن مین سوے دوزخ روانہ کیا اور اوسی طرح
پے در پے ستر آدمیون کو لشکر اہل نار مین سے جب واصل جہنم کیا تو یہ حال پر ملال دیکھکر
ابن زیاد کا مونھ رنج وبیم سے زرد ہو گیا اور لشکر مومنین سے صداے واہ واہ و فوج
بیدین سے نعرہ آہ آہ کا غل جسدم بلند ہوا تو قریب اس حال کے اوس بیدین کا احوال
پہونچا کہ ہول کے مارے مرغ روح بدذات قفس تن سے پرواز کر جاوے پس طارق
الجمش نامور نے جب پھر مبارز طلب کیا اور کسی بدبخت کا حوصلہ میدان جنگ مین
آنے کا نہ پڑا تو ابن زیاد ہر ایک کا مونھ دیکھکر کہنے لگا کہ اے یارو کچھ دیکھتے ہو اس
ابوترابی کو کہ کیسی آفت ناگہانی سے سامنا پڑ گیا ہے اور کسی طرح اس بلا سے
نجات نہین ہوتی ہے پس اے ایہا الناس بجان یزید ابن معاویہ اگر یہ کسی حیلہ سے
مارا جاوے اور اس بے جگر کا سر میرے پاس کوئی بطور نذر لاوے تو مین خلعت
و زر سے ایسا سرفراز کرون کہ قارون سے ہمسری کا دعوی کرنے لگے اور اسی طرح
کے کلمات بیہودہ و فریبندہ اوس بیدین نے بہت سے بک کر ہر چند اپنا مغز خالی کیا
ولیکن اوس بدگہر سے کسی نابکار نے بسبب خوف جان حکم میدان داری نہ لیا
بیان کرتے ہین کہ اوسدم ابن زیاد حیرت و فکر مین تھا کہ اب کیا ہوگا اور ایک طرف
غلبہ حال شجاعت طارق نامور نے بیدینون کو غرق بحر تحیر کیا تھا اور دوسری سمت
سے احوال پہلو تہی رفقانے بدکردار کی روح ناپاک کو دستگیر اندیشہ ہزیمت و ہلاکت
کر کے مانند نقشہ تصویر کر دیا اور جب کسی بدخو نے طارق جنگجو سے عزم رزم نہ کیا تو

ناچار بہ بہر کردار مرکز کو مہمیز کر کے آپ سوے رزمگاہ عازم ہوا کہ یکبار ایک جفاکار
صعلوک شامی نامی اپنی جا سے حرکت کر کے پسر زیاد کے روبرو جا کر کہنے لگا کہ اے
امیر تو آپ بہر رزم طارق اعمش کیون نہین جاتا ہے حکومت شہر موصل تو میرے
نام پر مسلم کر دے تو مین جنگ طارق کا عازم ہو کر اوسے مار کر تیری نذر کے لیئے
اوسکا سر لے آؤن یہ سنکے وہ ملعون خوش ہوا اور جواب دیا کہ اے صعلوک
طارق کا سر لانے کے صلہ مین امیری موصل کیا چیز ہے وہان سے تا شام جتنے
شہر ہین ایسے تیرے تابع فرمان کر دونگا کہ مانند میرے سب تیرے حلقہ بگوش ہینگے
غرض وہ بداصل دیوصورت غریب غول سیرت مین آکے راہی میدان نبرد ہو کر
طارق دیندار کے برابر جا کے ایک بار اپنی دلیری دہہادری کے عقیدہ بد پر
بہت سا فخر و مباہات کرنے لگا کہ اوس سفاک دشمن اولاد پاک جناب صاحب
لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ دستور رہتا کہ جب کسی کو محبان جناب
شیر یزدان علیہ السلام مین سے قتل کرتا تہا تو اوس شہید کے خون سے
اوسکا نام و نقشہ کاغذ مین رقم کر کے بصورت تعویز بازو پر باندھ لیتا تہا پس طارق
نامدار نے جب یہ بیہودہ گوئی اوس نابکار کی سنی اور اوس ملعون کو بغض اہلبیت
رسالت علیہم الصلوٰۃ والسلام مین شدید تر پایا تو باہستگی تمام پوچھا کہ
اے لعین اپنا نام و نسب وطن تو اظہار کر کہ آیا تو عراقی ہے یا شامی یا اور کسی
ملک کا رہنے والا ہے اے جوان ہر چند ظاہر مین تو بڑا قد آور ہے والا بسبب
سیرت بدعداوت جناب شاہ ولایت علیہ السلام کہ تجھ مین موجود ہے
تیرا قد بلند و جسم قوی میری نظر ہمت مین پست و ضعیف معلوم ہوتا ہے مشہور
ہے کہ وہ بدانجام طارق کا یہ کلام سنکے بغیظ تمام کہنے لگا کہ اے ابوتراابی کیا تو
مجھے نہین جانتا تمام عالم مین میرا نام مثل آفتاب و ماہتاب روشن ہے اے

بے خبر بن صعلوک شامی دشمنی علی وآل علی علیہم السلام عم بین تمام ملاعین نامی ہوئیں کہ شوم بقتل محبان علی واولاد نبی علیہم الصلوۃ والسلام میرا ہر کچہہ کام نہیں ہے بلکہ اب تجہے آپ معلوم ہوجاویگا کہ محبت آل سفیان مین تجھ سے مین کیا سلوک کرتا ہون یہ سنکے طارق نامور نے جواب دیا کہ اے لئیم تو اپنی زبان سے مملوکی ملک جحیم کا اقرار کرتا ہے خیر دیکھہ تو مین تجھ سے کسطرح پیش آکر تجھے دستگیر اجل کرکے سوے دوزخ روانہ کرتا ہون کہ زمین و آسمان اور وحش وطیور تیرے حال زار اور میرے کار کو دیکھکر متحیر ہونگے اور اے بدگہر مدت سے مین تو تیری تلاش مین تہا شکر خدا کہ آج تو مجھے نظر پڑا بس اب تو میرے ہاتھ سے کہان بچ کر جاسکتا ہے یہ کہہ کے طارق نامور نیزے کو تان کر مرکب کو جولان مین لا کے جب اوس لعین پر حملہ آور ہوا تو اوسنے جلد دستی کرکے ایسا ایک نیزہ پہلوے طارق دیندار پر مارا کہ وہ دلاور اوس زخم کاری سے بیتاب ہوکر قاش زین سے روے زمین پر گر پڑا بس عمیر ابن طارق اپنے چچازاد بھائی کا یہ حال دیکھہ کے گھوڑے کو ڈپٹ کر مثل برق صعلوک بدگہر کے برابر پہونچکر اور اوس پر حملہ ور ہوکے مصروف پیکار ہوا تو کئی مومنون نے دوڑ کر طارق نامور کی لاش اوٹھالی اور لشکر مین لیجاکے جسدم ورقا کے روبرو اوس دیندار کو زمین پر رکھہ دیا تو اوس دلاور نے یکبار ہوش مین آکر آنکھین کھول کے ورقا سے کہا کہ اے نامور ہزار شکر بارگاہ جناب کبریا مین کہ اپنی آرزو کے موافق صحراے کربلا مین دلاے جناب آل عبا علیہم السلام مین مارا گیا لیکن اے سردار مین تجھ سے ایک وصیت کرتا ہون لازم ہے کہ اوسکو بتوجہ دل عمل مین لاکر مجھے اپنا ممنون احسان کرنا اے ورقا ابن عازب مین جسدم اس دنیاے فانی سے سوے عالم جاودانی چلا جاؤن تو یہ تعویذ جو میرے بازو پر بندہا ہوا ہے اسے کھول کر بعد مطالعہ عبارت جو کچہہ لکھا ہو وے موافق اوسکے عمل مین لانا اور اے برادر یہ مکتوب بہت دنون رقم کرکے اس خیال سے

مین نے اپنے بازو پر باندھ رکھا ہے کہ شاید بوقت مرگ مجھ کو وصیت کرنے کے حواس
نہ رہین تو اوسکے مضمون کو دیکھ کر لوگ سب کام جو مجھے درکار ہین کر لیوین غرض بس یہہ
کہہ کر مرغ روح اوس دلاور کا سیر گلگشت بہشت کا مشتاق ہو کر جب قفس
تن سے نکل گیا تو رفقاے نامدار نے بچشم اشکبار اوسکے بازو سے وہ تعویذ کھولکر
پڑھنا شروع کیا تو دیکھا کہ اوس مومن پاک نے لکھا تہا کہ اے مسلمانو جب دم اس
دنیاے ناپایدار سے مین راہی دار القرار ہو جاؤن تو مجھے دشت کربلا مین لیجا کے
دفن کرنا اور جو کچھہ مال و زر میرا بعد اصراف دفن و کفن باقی رہے وہ سب خدمت
سید الساجدین علیہ السلام مین بھیجدینا کہ مینے اپنی جان و دولت کو اونکی
راہ مین فدا کرنے کا عہد خداے برتر سے کیا ہے اور میرے زن و فرزند کا اسمین
کچھہ حصہ نہین ہے یہ سب اوسی جناب کی خدمت مین پہونچا کر میرا سلام بہی اوس
امام کی جناب مین عرض کر دینا پس ایہا المومنین جو کوئی یہ وصیت میری بجالاکر
روح رسول خدا علیہ الصلواۃ والسلام کو خوشنود و مجھے ممنون کریگا خداوند
دو جہان اوس سے راضی ہووے گا اور حتی الامکان جو شخص اس وصیت کے
بجالانے مین قصور کرے گا وہ پیش خدا و رسول و جناب ائمہ ہدیٰ علیہم السلام
مشغول الذمہ ہے القصہ یہ سب مضمون مکتوب پڑھ کر رفقاے عالی گہر نے
موافق تحریر عمل کر کے اور اوس مومن پاک کی لاش کو جوار گنج شہیدان مین
لیجا کے جب دفن کر دیا تو بعد اوسکے تمام مال و زر اوس نیک سیر کا فی الفور
خدمت جناب امام زین العابدین علیہ السلام مین بھجوا دیا کہتے ہین کہ عمیر ابن طارق
عالی وقار جب صعلوک بدگہر سے مقابل ہوا اور بعد رد و بدل بیشمار اوس دلاور نے
ایک تیر صعلوک بے پیر پر لگایا تو وہ خدنگ قضا آہنگ بسبب بقاے حیات
ملعون کچھہ کارگر نہ ہوا اور اوس لعین نے بغیظ تمام حملہ ور ہو کر دہوکا دیکے ایک نیزہ

اس زور سے امیر طارق دلیر پر لگایا کہ باوجود دو کنٹے سپر قبہ دار پر کہ اوس نامور نے اوسکے
وار کو اوسپر روکا تہا وہ خشت فولادی سپر و زرہ کو توڑ کر ناف عمیر سے گذر کر پشت سے
نمایان ہوا بس عمیر دیندار اوس ضربت جانگاہ سے بے طاقت ہو کر کلمہ شہادت زبان پر
جاری کیا اور گھوڑے سے زمین پر گر کر راہی بہشت برین ہوا تو صعلوک ستمگر
گھوڑے سے اوتر کے اپنے عقیدہ کے موافق خنجر سے سر عمیر ابن طارق تن سے جدا
کرنے کے خیال و تحریمہ و تصویرہ اسم کی درستی ساماں میں مشغول ہونے لگا
تو ام عامرہ مومنہ بہی گھوڑے کو دوڑا کے بسیار مثل اجل اوس بدعمل کے سر پر جا پہونچی
اور ضربت سنان جانستان سے اوس بے ایمان کو بے جان کر کے حکومت دوزخ کے
عوض مرتبہ صدر نشینی الیون جہنم دیکے لاش عمیر ابن طارق جنگاہ سے اوٹھا کر حبیب
ورقا کے پاس لے آئی تو اس مصیبت جانکاہ سے وہ دیندار ایسا اشکبار ہوا کہ
تمام لشکر اسلام اوسکے رونے سے بہ آہ و نالہ ابن طارق کے ماتم میں رونے لگا اور حبیب
اوس دیندار کو بہی طارق اعمش کے برابر پہلوے گنج شہیدان معرکہ دشت کربلا میں
بصد حزن و الم دفن کر چلے تو ام عامرہ مومنہ پہر حرب گاہ میں جا کر لشکر اہل شر سے
مبارز طلب ہوئی مگر لشکر یزیدیان میں سے کوئی شقی اوس صالحہ کے مقابلہ کے لیے
اس سبب سے نہ آیا کہ سب ملعونوں کے دلوں میں اوسکی دہشت اس درجہ
سما گئی تہی کہ جب اوس مومنہ کو ستم شعار میدان کارزار میں آتے دیکہتے تہے
تو اکثر بدگہر بد حواس ہو کر آپس میں ایک دوسرے سے اوسکی طرف اشارہ کر کے
کہتے تہے کہ خدا خیر کرے پہر وہی دلیر صف شکن حرب گاہ کی سمت آتا ہے غرض
ابن زیاد اپنے لشکر روبہ شعار کا یہ حال دیکھ کر جب غضبناک ہو کے ہر ایک سے
کہنے لگا کہ اسکلم ہمتو ایک سوار سے تمہارا یہ حال ہے کہ اوسکے مقابلہ سے منہ چراتے
ہو بہلا اتنی ہمت تو نہ ہارو کہ مردان دلاور کے لیے یہ بات معیوب ہے ای جوانون

اگر یزید سے تمکو خلعت و انعام لینا ہے تو سب لوگ یکبارگی حملہ ور ہوکے اس ابوترابی
کو تیغ و سنان تیر و تبر سے ایسا زخمی کرو کہ تاب گریز بہی باقی نہ رہے اور اگر اسطرح مقابلہ کے
لڑنے مین اس سے کوئی اندیشہ ہووے تو کہان ہین کماندار و خدنگ انداز کہ اس
ایک سوار کو اول بارش باران تیر سے مجروح و عاجز کرکے پہر تہ تیغ بیدریغ کرین
اے جفا شعارون جو شخص اسے مار کر اسکا سر لادے گا شامات و موصل کی حکومت
سے اوسکو سرفراز کرکے مال و زر سے بے نیاز و مالا مال کردونگا بس جب اوس مکار
نے ایسی باتین کرکے اون بیدینون کو راضی کیا تو ایک مشرک اس طمع خام کے
خیال سے آگہوڑے کو چہیڑ کر راہی جنگاہ ہوا اور ام عامرہ مومنہ کے برابر آکے جب
مصروف پیکار ہوا تو اوس شیر بیشہ شجاعت نے ایک دم زدن مین اوس نابکار کو
مار کر دار فنا سے سوے دار البوار روانہ کردیا بلکہ سر اوس بیدین کا از روے کین خنجر آبدار
سے جدا کرکے لشکر ستم کو دکہا کر جسد دم جنگاہ مین پہینک دیا تو ایک اور بدبخت
اپنے دل کو سخت کرکے حرب گاہ مین آکر ام عامرہ صالحہ سے برسر پرخاش ہوا
ولیکن بنت عفیف نامور نے اوس نطفہ شیطان کو بہی باوجود سنگینی سامان
حرب و اسلحہ و جوشنین پے درپے ضربتون کے کہانے سے جب نظر رفقا مین
خفیف و حقیر کرکے واصل جہنم کیا تو تیسری بار ایک اور ستمگر اون دونون سے
اسلحہ و جوشن مین زیادہ آراستہ مطیع خاص اصحاب ثلاثہ مرکب کو ڈپٹ کر مثل
برق رزمگاہ مین آکر اوس مومنہ سے دوچار ہوگیا اور جب بعد رد و بدل بحساب
زہ افسر اصحاب نار بہی واصل جہنم ہوا تو ایک اور بدگہر بہی اوسی طرح باغ دنیا سے
داخل خارستان دوزخ ہوا اور پے درپے اونتالیس ناریون کو مار کر مانند گندہ
جہنم جسد دم زمین پر ڈالدیا تو جواس خمسہ سپاہ ابن زیاد بدنہاد معہ اوس بانی
فساد کے ایسلیے پراگندہ ہوگئے کہ پہر کسی بدکردار مین حوصلہ مقابلہ و مجادلہ اوس شیر

بیشہ دلاوری سے باقی نہ رہا مشہور ہے کہ اوسدم ہر چند ام عامرہ مومنہ نے مبارز طلب
کیا اور لشکر کفار مین سے ایک نابکار بھی بہر کارزار راہی حرب گاہ نہوا تو یہ حال اون بد
نالون کا دیکھکر ام عامرہ قلب لشکر کفار کے برابر جا کر پور زیاد بد نہاد کو مخاطب کر کے
پکاری کہ اے پسر مرجانہ ملعون اگر تجھ مین بالذات دلاوران معرکہ وغا سے لڑنے کی
ہمت نہین ہے تو یہ سب سلاح و جوشن اپنے تن نجس پر آراستہ کر کے میان مصافگاہ
قلب لشکر مین آکر کیون کھڑا ہوا ہے اے بے حیا جب یہ سامان رزم زیب بدن
کر کے مردان پیکار کی صف مین آکر استادہ ہوا ہے تو پھر آپ کیون نہین بہر حرب
دلاوران جنگجو رزمگاہ مین آکر ہنر مردانگی دکھاتا ہے اور بھلا ان چار درہمون کے
اجورہ دارون کے تئین سردارون کے مقابلہ کے لیئے بھیجکر عبث انکو کیون ہلاک
کرواتا ہے اس بات سے تجھے کیا حاصل ہوگا بس اے مردود اگر کچھ بھی تجھے دعوای
مردی و دلاوری ہے تو اسوقت عازم حرب گاہ ہو کر مجھسے مشغول وغا ہو والا معجر
و مقنع کا لباس اختیار کر کے مانند عورتون کے گھر مین بیٹھ رہ کہ تیری اس دستار بیحیائی
سے پارچہ نجس بہتر ہے القصہ عامرہ مومنہ کی ان باتون سے اوس بیدین کو جب
کچھ شرم و حیا دامنگیر ہوئی اور اسلحہ و جوشن سے خوب آراستہ ہو کے ایک مرکب
باد رفتار پر سوار ہو کے آپ عازم میدان قتال ہونے لگا تو یہ حال دیکھکر فوج بدنہاد
نے یکمرتبہ ہر سمت سے مثل اہل فریاد شور بے حساب بلند کیا کہ اے امیر خبردار اس
جوان رستم شان سے تو زنہار عازم پیکار نہونا کیونکہ فقط تیری ذات کی سلامتی سے
ہمکو اپنی حیات کی امیدواری ہے اور جسدم تو مارا گیا تو ہمارا جیتا رہنا مرنے سے
بھی بدتر ہے اے پسر زیاد اگر تجھکو اپنی جان کا کچھ پاس و خیال نہین ہے تو ہمارے
حال پر رحم کر کہ اپنی ایک جان دیکے ہم ہزارون فدائیون کو خراب و برباد کرنا کچھ
اچھی بات نہین ہے اور اسی حال مین بسیار نامی ایک حرامی طوس کا رہنے والا

ابن زیاد بدنہاد کے روبرو آکے جب کہنے لگا کہ اے امیر قسم ہے سر یزید پلید وگور
معاویہ علیہ الہاویہ کی مین بلاے ہوس مال وزر مین اصلا مبتلا نہین ہونگا فقط
دشمن کشی کا فخر اپنے لیئے بس جانتا ہون کس لیئے کہ مردان دلاور کے لیئے یہ دولت
لازوال ایسی ہے کہ اسکے سبب سے تا قیامت جہان مین مشہور و معروف رہیگا اور
مین تجھکو بھی صورتا مرتبہ و منزلت مین مثل یزید پلید سمجھتا ہون کہ وہ خلیفہ عصر
اور تو اوسکا نایب ہے پس امیدوار ہون کہ امیر کوفہ پہلے مجھے رخصت حربگاہ سے
سرفراز کرے تا مین جا کے اوس دشمن سے مقابل ہون اور اپنے مطالب دلی
حاصل کرون اور اے پسر زیاد ہر چند کہ مجھے ایسے لوگون سے کہ قبایل عرب و
عجم مین نامور نہین مقابل ہونے مین تامل ہے الا جب آپ سرور لشکر اوس سے
لڑائی کا عازم ہوا ہے تو بناچاری اوسکے قتل پر مستعد ہونا پڑا اے سرور لشکر شام
لازم ہے کہ تو ذرا تامل کر تا مین اس زنگ ملال کو آئینہ خاطر احباب سرداران
آل بنی امیہ سے زائل کر کے ثواب جہاد سے کامیاب ہو جاؤن اور اگر یہ ملازم سرکار
اس کام کے انصرام مین عاجز ہو جاوے تو پھر سردار لشکر کفار اوسکی درستی مین مصروف
ہونے کا محتاج ہے غرض اوس لعین کی اس گفتگو سے ابن زیاد کے تن بیجان مین
جان آگئی تو وہ ملعون خندہ پیشانی ہو کر اوس نابکار کو دعاے خیر سے یاد کر کے
کہنے لگا کہ اے دلاور جا مانند تیرے نام کے دولت طول عمر بھی تیرے لیئے اس جہان
فانی مین بصد شادمانی و نعمت ہمیشہ باقی رہے پس یہ سنکے وہ ملعون یکبار
خود زرہ و چار آئینہ وغیرہ سے مسلح و مکمل و تمام سلاح جنگ سے آراستہ ہو کر
تلوار علم کیئے اور ایک کمند دل پسند فتراک زین سے باندھے ہوئے مرکب بادپا کو
جولان کرتا ہوا جب رزمگاہ مین آیا تو اوسکے آنے سے عجب طرح کا تہلکہ دل
مومنین مین پڑ گیا بیان کرتے ہین کہ وہ شقی کمند افگنی مین اپنا مثل نہ پاتے ہین

ہنر رکھتا تھا اور تیر اندازی و نیزہ بازی کے فن مین بھی ایسا بیمثال تھا
کہ اوس شہریر سے مقابل ہونے مین بڑے بڑے سپاہیون کو تامل و پیش تھا
اور وہ بدگہر بصد کر و فرام عامرہ مومنہ کے برابر جب آ کہڑا ہوا بجای شمشیر تلوار کو
ہاتھ مین تول کے یہ کلمات نازیبا زبان پر لایا کہ میرا مثل آج اس زمانہ مین نہین
ہے اگر رستم و سہراب ہوتے تو میری غلامی کا حلقہ کان مین ڈالتے القصہ
عامرہ اوس مردود کے ان کلمات واہیات سے طیش و غضب مین آ کے
تلوار کو نیام سے کھینچ کر کہنے لگی کہ اے بیدین مینے تجھ سے اکثر بیہودہ مقال
اس زمانے مین آخر کو پریشان حال ہو جاتے دیکھے ہین اے بدکردار اب
زبان کو ایسے کلمات بیجا سے کوتاہ کر کے ہاتھ کو بہر کارزار دراز کر کہ اجل تیری رفاقت
کے لیئے رزم گاہ مین موجود ہے اور جو ہوس تیرے جی مین ہووے اوسے جلدی
عمل مین لا ورنہ اس جہان فانی سے آرزومند ہو کے ملک جاودانی چلا جاویگا
اور اے بدسیر یہ تمام ہذیان جو بکا ہے تو بھلا اوس مین سے ایک تھوڑا سا آئمال
میرے سامنے بھی تو اظہار کر تا مجھے بھی معلوم ہو جاوے کہ تو کیسا دلاور جنگجو
ہے جو اپنے حال پر اسقدر فخر و مباہات کرتا ہے اے لعین بس اب جد و جہد عدو
افگنی مین جلدی کر تا دیکھین کہ آج کون فتحیاب ہوتا ہے یہ سنتے وہ ملعون
غضبناک ہو کر جب ام عامرہ مومنہ پر حملہ آور ہوا اور آپس مین دونون جنگجو
شمشیر زنی کے ہنر کو ایک دوسرے کے تئین دکھانے لگے تو بڑے عرصہ تک دونون
دلیرون مین تلوار کی لڑائی رہی مگر کسی پر جب کسی کا وار کارگر نہ ہوا اور دونون
دلاور کار تیغ زنی سے تنگ ہو کر تلوارین پھینک کر باہم کمربند یکدیگر مین ہاتھ ڈال کر
اس ارادے سے زور آزمائی کرنے لگے کہ ایک دوسرے کو پشت مرکب سے جدا کر کے
روے زمین پر دے مارین یکبار سپاہ جانبین اونکا تماشا دیکھنے مین مصروف ہوئی کہ

اور اسی خلل سے سبب باہم دونوں نے اس درجہ پر زور کیا کہ ہر ایک کا کلیجہ موہنہ
کو آنے لگا تو یکبا کمربندون کو استواری سے سست دنا خنون سے خون جاری
دیکھکر بنا چاری اس کار سے بہی باز آکے ایک دوسرے کی کمربند سے ہاتھ اوٹھاکر
علیحدہ جا کھڑی ہوئی القصہ جسدم بسیار ستم شعار اپنی سیہ قلبی سے کمند افگنی پر آمادہ
ہوکے فتراکِ زین سے کمند تاب دار کو کھولکر گھوڑے کو کاوے پر لگا کے حلقہ زدن
ہونے لگا تو ام عامرہ مومنہ نے یہ حال اوس بدمآل کا دیکھکر یکبار اپنے چہرۂ پاک
رشکِ آفتاب سے نقاب اولٹکر اوس نابکار کو خواب غفلت کینہ جوئی سے بیدار کرکے
السا شراب تحیر سے بدمست کر دیا کہ وہ بدگہر بصورت القصویر سکتہ مین ہوکر تدبیر کار
جنگ آوری سے باز رہ کے چپکا کہڑا ہو گیا اور ام عامرہ مومنہ نے اوس بیدین کو
جب اس بلا مین مبتلا دیکھا تو اپنے دل مین سمجھ گئی کہ یہ لعین حلقہ کمند اجل مین
گرفتار ہو چکا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اب اسکے قتل کرنے مین کچھ درنگ نہین ہے
بس یہ خیال کرکے جب اوس مومنہ نے پکار کر کہا کہ اے لعین بلائے مدہوشی تحیر
مین اسقدر مبتلا ہوکے کارپیکار جوئی سے باز رہنا مناسب نہین ہے لازم ہے
کہ ذرا ہوش مین آکے آراستگی سامان مرگ مین مصروف ہو سکے وہ ملعون نگون
بخت بسبب نکہت خوش کلامی مومنہ پاک مستی خمار حیرت سے ہوش مین آکے جب
پوچھنے لگا کہ اے پری رخسار سچ بتلا دے کہ تو کون ہے اگر انسان ہے تو مینے حسن و
لطافت کا آدمی آجتک زمانے مین کبھی اپنی اس عمر مین نہ دیکھا اور نہ سنا ہے ام عامرہ
نے جواب دیا کہ اے لعین مین رشک حوران بہشت برین بہترین صورت ملائکہ
فلک حلم خدائے جہان آفرین سے بسیرت و ہیئت انسانی قتل اعدایان شیعیان جناب
شیر یزدان علیہ السلام پر مامور ہون لکھا ہے کہ یہ شیرین گفتاری اوس مومنکی دیکھکر
بسیار نابکار بے اختیار سرشار نشہ شراب تردد و تحیر ہوکر جسدم فرط تشنگی ثبوت احوال سے

مثل صدف زمین کھونی سے ام عامرہ کا مونہہ دیکھنے لگا تو اوس صالحہ نے بسرعت
تمام اوس بدکار کے دہن ناپاک پر ایک نیزہ ایسا لگایا کہ زبان اوس بے ایمان
کی نیزے کے ساتھ گدی کے پار نکل گئی جب نیزہ اوس مومنہ نے کھینچا تو وہ
نابکار گھوڑے سے منہہ کے بھل زمین پر گرکے راہی سوے دوزخ ہوگیا تو لشکر
اسلام سے شور احسنت وفوج شام سے نالہ واحسرتا ایسا بلند ہوا کہ ابن زیاد
قتل لسیلہ سے باخبر ہوکے کچھ کھسیانا سا ہوکر اپنی سپاہ گمراہ سے پکار کر کہنے لگا
کہ اے یاروں اب بہت سے لوگ یکمرتبہ جا کر اس سفاک بیباک کو گھیر کے بہت
جلدی سے ہلاک کرو کہ اسکی جرات کے ستم نے میرے خانمان راحت وآرام کو
یکسر خراب تباہ کردیا ہے یہ سنکے دو سو سوار جرار لشکر کفار بین سے آمادہ کارزار
ہوکے جب سوے حربگاہ چلے تو ام عامرہ مومنہ یہ حال دیکھکر نام جناب
شیر خدا علیہ السلام ورد زبان کرکے گھوڑے کو جولان مین لاکر اون بدگہر دگرگون
پر حملہ ور ہوکے ضربت تیغ آبدار بیدینون کو قتل کرنے لگی اور ہر چند وہ ستم شعار
بھی چار طرف سے اوس ہزبر بیشہ وغا پر حربے لگاتے تھے الا فضل ایزد بیہمال
سے اوس مومنہ پر کوئی کارگر نہوتا تھا لیکن یہ جس نابکار پر وار تلوار کا کرتی تھی ہر
سوار کو مع مرکب بچار کرکے زمین پر گرا کے راہی بئس المصیر کردیتی تھی پس محمد
ابن سلیمان نامور نے جب یہ دیکھا کہ ام عامرہ مومنہ ملعونون کے نرغے مین
گھری ہوئی ہے وہ دلاور ایک بار مرکب کو ڈپٹ کر بہ برق کردار اوس مومنہ کی مدد
کے لیے جنگگاہ مین جا پہونچا اور سپاہ بیدین کو قتل کرنے لگا اوسدم حربگاہ
مین اون دونون دلاورون نے ایکسو دس آدمی اون دو سو بدبختون مین سے
اپنی بہادری ودلاوری سے مار کر واصل جہنم کیے اور یقین ہے کہ اگر اوس دن
شام نہو جاتی تو اوس گروہ شام مین سے صبح قیامت تک بجز عرصہ محشر ہرگز

نہین کسی بیدین کا نشانہ لگتا غرض جب وقت شام نے گروہ بدانجام سیاہ کفار شام کی جانین بچانے کے لیے اپنا قدم درمیان مین کیا تو دونو سردار عالی وقار غضنفر معرکہ آرائے جہاد وقتل روبہ شعاران لشکر شام ستم انجام سے ہاتھ اوٹھا کے حرب گاہ سے اپنے لشکر کی طرف راہی ہوگئے اور سیاہ ابن زیاد بھی اس بات کو غنیمت جانکر اپنی جان بچاکر جب سوے صف لشکر کمبختی اثر چلے گئے تو فوج اہل اسلام محمد ابن سلیمان وام عامرہ کو بہ پیشکش نقد تحسین و آفرین بیشمار محفوظ کرکے بزینت تمام اون دونون کو بیچ مین لیئے ہوئے جانب لشکرگاہ روانہ ہوئے اور لشکرگاہ مین پہونچکے ایک مومن اون دونون جوانون کی سلامتی جان و تن خصوصًا حال ام عامرہ پر شکر بے انتہا بارگاہ کبریا مین بجالا کر مشاہدہ قدرت حافظ حقیقی حمد و ثناے ایزدی مین بجان و دل مصروف ہوئے گروہ مومنہ اوسدن عجب طرح کے تہلکہ عظیم غلبۂ اعدا و بارش بے حساب آلات حرب اور زحمت جراحت سے محفوظ رہے تھے ان اللہ حفیظ لما یشاء و هو خیر الحافظین

معرکہ سی و ہفتم ۳۷

مصور بہزاد نگار و معانی رقم مرقع اخبار احوال کارزار مجاہدین دیندار نے نقشہ حال نیرنگی روزگار کو اس صورت پر کھینچا ہے کہ اوسی شب کو بعد الفراغ نماز و اکل و شرب آب و طعام محمد ابن سلیمان نامور طول زمانہ جنگ و جدال مین مآل کار اپنے لشکر کا برا سوچ کے ورقا ابن عازب عالی وقار سے کہا کہ اے دلاور ہرچند کہ جیتاب پور زیاد ستم ایجاد جیتا ہے ہم لوگون کو کسی طرح پر چین و آرام سے کام نہین ہے مگر اسدم میری نظر مین سواے اس تدبیر کے اور کوئی بات مناسب نہین ہے کہ جسطرح ہوسکے ان بدکارون پر جمعیت کثیر سے جنگاہ مین لڑکے کسی صورت پر ہم مقاصد دلی کو پہونچین گے اور علاوہ اس بات کے جسقدر کوشش کرکے ہم لوگ ان بدگہرون کو قتل کرینگے اوسی سے

زیادہ یکبار ہر طرف سے لوگ انکی امداد کے لیئے آجاتے ہیں چنانچہ ایسا موقع
کئی مرتبہ درپیش ہو چکا ہے اور جب ایسا سامان ان بے ایمانوں کے لیے مہیا ہو
ہے تو یہ ولد القلب اول سے زیادہ جنگ و جدال پر مستقیم ہو کے کینہ جوئی پر آمادہ
ہو جاتے ہیں پس اے نامور انکا تو یہ حال ہے اور ہمارے لشکر کے ہزاروں مرد جرار
ابتک تلف ہو گئے پر کسی طرف سے ایک طفل صغیر بھی ہماری امداد کے لیے نہ آیا
اے ابن عازب عالی وقار اگر اسی طرح پر چند روز یہ معاملہ روبکار رہیگا تو یقین ہے
کہ ہماری سپاہ میں سے ایک جوان بھی زندہ نہ بچیگا اور جب باوجود ہلاک ہونے
تمام سپاہ ہمت پناہ کے بھی ہم لوگ حصول مدعا سے محروم رہے تو ہم لوگوں کی اتنی
جد و کوشش کرنی بھی بیفائدہ ہو جاویگی پس اے نامدار اگر تیرے نزدیک بھی مصلحت
ہووے تو آج شب کو ہم لوگ دور جا کے ان سیہ بختوں کو قتل کریں کہ خدا ہمارا
ہے اس امر کی کامیابی مطلب مقصود نہیں ہے الحاصل ورقا ابن عازب عالی گہر
نے جب یہ تقریر محمد ابن سلیمان عالی نشان کی سنی تو اوس دلاور نے اوسکی تدبیر کو
پسند کر کے لشکرگاہ ابن زیاد بد نہاد پر شبخون کرنے کا اسطور پر سامان کیا کہ کچھ لوگ
محمد ابن سلیمان کی ہمراہی میں دیکے اوس نامور سے کہا کہ تو لشکرگاہ اہل
ستم پر بائیں طرف سے حملہ آور ہو اور میں داہنی طرف جا کر ان لعینوں کو قتل کرتا ہوں
اور ام عامرہ مومنہ سے کہا کہ اے صالحہ چند دم ہم لشکر اہل ظلم سے مشغول حرب و ضرب
ہونگے تو لازم ہے کہ اوسدم تو بھی سپاہ نصرت پناہ اہل دین کو ہمراہ لیکر ہماری
امداد کے لیئے آنا تا آج سب لوگ جانبازی کر کے دشمنان دین کو مار کر روے
زمین سے نابود کر دیویں الغرض محمد ابن سلیمان والا مکان تین ہزار آدمیوں
کی جمعیت سے جب لشکرگاہ پور زیاد لعین کی بائیں جانب راہی ہوا تو اسیقدر لشکر
ظفر اثر ہمراہ لیکر ورقا ابن عازب نامور بھی دست راست لشکرگاہ ابن زیاد بد نہاد

کی طرف روانہ ہوا اور اتفاقاً پسر مرجانہ بھی اوسی شب کو اپنے لشکر شقاوت اثر کے
سرداران کو بلا کے سبب سے یہ کلمات درد و مصیبت آیات بلفظ حزن و ملال
جب بیان کرنے لگا کہ اے جوانو ن دوستان جناب شبیر بنردان علیہ السلام
کا کیا علاج کرون کہ اس رنج و الم سے دمبدم میری روح تحلیل ہوئی جاتی ہے
اے کاشکے دایۂ زمانہ نے وقت ولادت مجھے آب مرگ سے نہلایا اور عوض شیر
مادر زہر ہلاکت مجھکو پلایا ہوتا کہ مین اوسی دن لباس ہستی کے بدلے خلعت
نیستی سے ملبوس ہو کر سزاوار اس خلعت نازیبا کے اندوہ والم نہوتا اور
ایہا الناس اگر نظر انصاف سے ملاحظہ کرو تو حقیقت مین مجھسے ننگ مردان
آل بنی امیہ کا دار دنیا مین جیتا رہنا سراسر محل حیف و ندامت ہے کہ ایک
کمترین لشکر زمانہ ام عامرہ سے بسبب کم ہمتی رفقا کے جنگ مین سربر نہین
ہو سکتا ہون باوجودیکہ اس فوج کثیر سے اوسکے قتل کی تدبیر مین شب و روز
مبتلائے فکر و تردد رہتا ہون اور جب اون دلاوران معرکہ عزا مثل ورقا ابن عازب
و محمد ابن سلیمان وغیرہ سے کارزار درپیش ہووے گی تو اوسوقت کیونکر صورت نجات
اونکے ہاتھ سے متصور ہووے گی کسلیئے کہ ہماری سپاہ مین ایسا کوئی دلیر صاحب
شمشیر اونکا حریف نہین معلوم ہوتا ہے کہ وہ حربگاہ مین اونسے مقابل ہو کر
اونہین ہلاک کرکے ملک نام آوری پر متصرف ہووے گا اور اے یارو اگر تمہاری
رائے بھی میری تدبیر کے موافق ہووے تو میرے نزدیک مناسب ہے کہ آج
اس پردۂ شب مین ہم ان سب کو عین غفلت خواب مین تہ تیغ کرکے اونکے
دست زبردست محاربہ و مقاتلہ سے نجات حاصل کر لیوین یہ سنکے عمر سعد یکبار
تمام حضار مجلس سے پہلے بول اوٹھا کہ اے امیر کوفہ جو بات کہ تیرے ذہن عالی مین
آئی ہے اسی امر کو میرا دل بھی گوارا کیئے ہوئے ہے پس امیدوار اس عنایت بیغایت کا

مون کہ اگر مناسب و مصلحت ہووے تو کچھہ فوج میرے ہمراہ کر دو تا مین ابن سعد
جاکر ابوترابیون پر شبخون کرون مشہور ہے کہ یہ کلام اوس بدانجام کا سنکے
ابن زیاد نے خوش ہوکر بیس ہزار مرد جرار شام و بصرہ اوس بدگہر کے ہمراہ کر کے
کہا کہ اے ابن سعد تو آگے چل کے اونکے قتل مین متوجہ ہو مین بہی ایک دم ہوکے
بعد تیرے پیچھے آتا ہون اور عمر سعد اوس گروہ کو ہمراہ لیکے جب روانہ ہوا تو اتفاقاً
اثنائے راہ مین ورقا ابن عازب نامدار سے وہ دوچار ہوگیا وہ بیدار بہی اوسی
راہ سے چلا جاتا تہا اور یہ دونون لشکر جب باہم مقابل ہوگئے تو پہلے دونون طرف
سے ایسی تیراندازی ہوئی کہ بہت سے لوگ جانبین کے مجروح و ہلاک ہوگئے
ولیکن بعد اوسکے جب نیزہ و شمشیر پر نوبت آئی اور محمد ابن سلیمان بہی اس
حال سے مطلع ہوا کہ ورقائے نامور فوج کثیر ابن زیاد سے فلان مقام پر لڑرہا ہے
وہ دلاور بہی امداد ابن عازب کے لیئے آکے مصروف قتل اشقیا ہوا غرضکہ ایک
کشت و خون ہونے لگا کہ ہر شخص کی زبان سے نعرۂ الحفیظ بلند ہوا اور کسی جنگجو کے
تیر و نیزہ و شمشیر کا وار جب خالی نہ پڑا تو ایک دم بھر کے عرصہ مین اوس میدان وغا
مین ہر سمت لاشون کے انبار ہوگئے بس عمر سعد لعین یہ حال دیکھ کے عزم فرار کو
قصد قرار پر افضل سمجھکر جب عنان مرکب کو پھیر کے آوارہ دشت ادبار ہوگیا اور
نشان لشکر بدسیر بہی سرنگون ہوگیا تو تمام سپاہ بہی اوس گمراہ کی یکمرتبہ جنگ و
جدال سے ہاتھ اوٹھا کے ہمپائے بیدین راہی وادی فرار ہوئے اور ابن زیاد لعین
بعد عمر بیدین چالیس ہزار آدمیون کی جمعیت لیکے دوسری طرف سے جو سوئے
لشکرگاہ مومنین روانہ ہوا تہا تو ام عامرہ مومنہ بہی جاسوسون سے یہ حال سنکے
بارہ ہزار دلاوران نامدار کو ہمراہ لیکر اوسی سمت جاکے ایسی مصروف وغا ہوئی
کہ چشم فلک نے کبھی اسطرح کی لڑائی نہین دیکھی تہی کہتے ہین جب بعد کارزار

بیشمار وقتل سپاہ طرفین یکبار آثار صبح نمودار ہو گئے اور دیدۂ مردم ناحق شناس مین
تمام وکمال احوال افواج طرفین بمعاینہ ذرہ ذرہ منکشف ہونے لگا تو سپاہ ام عامرہ کثرت
لشکر ابن زیاد سراپا فساد کو دیکھکر ایسی گھبرائی کہ بعض شخص بدحواس و پراگندہ خاطر ہو کے
میدان جنگ سے فرار ہوئے اور فقط دو سو جوان باایمان کہ ہر ایک پہلوان رستم شان
تہا جب گرد ام عامرہ مومنہ کے کھڑے رہ گئے تو وہ صالحہ اون بدعمل فراریون کا یہ حال
دیکھ کے پکار کر کہنے لگی کہ اے مومنو یہ کیا کم بختی و شامت تمہارے شامل حال ہوئی کہ
ایسے وقت مین دشمنان دین و آل جناب ختم المرسلین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے
مقابلے سے منہ پھیر کے داغ خجالت و ذلت سے پیشانی نام دلاوری کو داغ دار کرتے ہو
اور ہر چند اوس مومنہ نے کہا کہ اے جوانو خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ سے شرم
کر کے وفائے عہد پر مستعد ہو کر نام جنگ جویان نامدار شیعیان جناب شاہ مردان
علیہ السلام کو روشن کرو کہ یہ بات آئین مردی و مروت کے سزاوار ہے اون بدعہد
فراریون مین سے کسی نے اوسکے کلام پر عمل نہ کیا اور آوارہ دشت ادبار ہو کے داغ رسوائی
و بے اعتمادی سے اپنے چہرہ نام آوری کو داغ بدنامی سے سیہ کر دیا القصہ جب
وہ گروہ ناحق شناس وسوسہ شیطانی سے رہ نورد جادۂ فرار ہو گیا تو ام عامرہ مومنہ
اوس جمعیت قلیل سے ابن زیاد بدنہاد کی اوس فوج کثیر سے ایسی بر سر جدال و قتال
ہوئی کہ بہت سے شامیون کو مار کر واصل جہنم کر دیا اور وہ مومنہ صالحہ مع رفقائے ہمت
جانبازی کو اپنا رفیق شفیق کر کے تحصیل دولت خوشنودی خدا و رسول خدا علیہ
الصلوٰۃ والسلام مین جب مصروف رہی تو تھوڑے سے عرصہ مین وہ سب لاور
اوس مومنہ صادقہ کے صلائے رفاقت مین سوئے خلد پہونچے اور وہ شیر شجاعت
بیشہ میدان وغا مین تنہا رہ گئی تو تائید ایزدی پر نظر کر کے قتل کفار پر آمادہ ہو کر
جسطرف فرقہ ستم پر حملہ ور ہوئی ہر حملہ مین تیس چالیس آدمیون کو ضرب نیزہ و شمشیر سے

مارکر سوسوا ... عدم روانہ کرنے لگی تو اوسدم ابن زیاد اوس مومنہ کی اس شجاعت
و ہمت کو دیکھکر اپنی فوج کو بصد لعنت و ملامت کہنے لگا کہ اے نامردو لعنت ہے

حرب عامرہ مومنہ صالحہ و فوج اسلام از لشکر ابن زیاد بدنہاد

تمہاری اس زندگی بیفائدہ پر کہ تم قریب چالیس ہزار آدمیون کے ایک سے ایک مرد
جرار سوار و پیادہ زحمت جراحت سے سلامت با اسلحہ بیشمار میدان کارزار مین کھڑے
ہوئے ہو اور ایک عورت کہ وہ فقط نیزہ و شمشیر سے لڑ رہی ہے عہدہ بر آ نہین ہو سکتے
اور اوسکا رعب اسقدر تم پر چھا گیا ہے کہ اوسکے مقابلے سے جان چھپاتے ہو اور بالفرض
اگر یہی ہے کہ تم اوس کے قریب سے نہین لڑ سکتے ہو تو دور سے باران تیر و خدنگ
تیر برسائے اسکو ہلاک کرو تا اسکی فکر سے تو فارغ ہو جاوین بس یہ کلام اوسکا سنکے
وہ گروہ ستم کچھہ غیرت مین آکر جب ہر سمت سے تیر و تکا ینہ اوس مومنہ صالحہ پر برسانے
لگے تو ام عامرہ صالحہ بھی برق کردار حملہ زن ہو کے اونکے غول کو مانند غولون کے طرف

صحراؤن پراگندہ کرنے لگی اور اون ملعونون کے حربون سے جب سپر حفاظت
ایزدی نے زحمت جراحات سے اوسے محفوظ رکہا تو وہ مومنہ بہ تائید آسمانی اپنے
حال کی شمشیر دیکہا اور بہی مثل شیر مست ہر سو گھوڑے کو ڈپٹ کر نیزہ و شمشیر سے
بے پیرون کو زیر و زبر کرکے حال شجاعت و دلیری دکہانے لگی الاحب تنگا پوے
بے انتہا سے تنگ ہوا اوس مومنہ کا تہک کے ایک جا پر گر پڑا تو کمند اندازان لشکر
بیدینان نے چار سمت سے کمندین پہینک کر اوس غزال رعنائے عرصہ شیر دلی کو دام
کمندین گرفتار کرکے بصد خواری و زاری روبروے ابن زیاد کے پیش کیا اور وہ
لعین جفا آئین گرفتاری ام عامرہ سے جب بے حد و حساب بلاے سرور شادمانی مین
مبتلا ہوا تو غلبہ مسرت بے پایان سے دیوانہ وار بصد اضطرار عنان مرکب کو سوے
لشکر گاہ شقاوت پناہ پہیر کے اپنی سپاہ گمراہ سے کہنے لگا کہ اے یارو مین آگے
چلتا ہون اب تم لوگ تمام مال و اسباب مقتولان ہمراہیان ام عامرہ کا بخوبی
لوٹ کے اسکو میرے پاس لے آؤ یہ کہہ کے جب وہ لعین سوے لشکر گاہ چلا
گیا تو اوس بیدین کی سپاہ درپے غارت اثاث مقتولان لشکر دین ہوکر تہوڑی
دیر کے بعد ام عامرہ کو اپنے لشکر گاہ کے سمت لیکر روانہ ہوے لکہا ہے کہ ورقا
ابن عازب نامور و محمد ابن سلیمان عالی گہر ابن سعد کو ہزیمت دیکے با فتح و ظفر
جسدم اپنے لشکر گاہ مین آئے تو دیکہا کہ وہان سب خیام خالی ہین پس یہ حال
دیکہ کر اون دلاورون نے بصد تحیر و ملال جاسوسون کو بلا کے کہا کہ اس حال کو
دریافت تو کرو کہ یہ سب سپاہ ہمت پناہ ہماری مع ام عامرہ مومنہ کدہر گئی
ہے یہ سنکے خبردارون نے خبر لگا کے جب آکر کہا کہ اے دیندارو تم لوگ جب
اوسطرف گئے تو بعد تمہارے ام عامرہ مومنہ بہی معہ سپاہ خبر آمد ابن زیاد لعین سنکے
اوس بد دین تباہ سے لڑنے گئی تہی مگر سب ہمراہی اوس مومنہ کے فرار ہو گئے تو وہ مومنہ

گرفتار سپاہ بیدین ہوکے لشکرگاہ ابن زیاد بدنہاد مین گئی بلکہ سوا اسکے اور جو کچھ
احوال کہ معلوم ہوا تہا جب اون لوگون نے بیان کیا تو ورقا ابن عازب نامدار
و محمد ابن سلیمان عالی وقار گرفتاری ام عامرہ و قلت سپاہ سے دل شکستہ و ملول ہوا
اون لوگون کو جو کہ اونکے پاس تھے ہمراہ لیکر دشت کربلا سے سوے صحراے نجف
چلے گئے الا جسدم صحراے نجف مین پہونچے تو ورقا نے نامورا نے لوگون سے کہنے لگا
کہ اے یارو مجھے گرفتاری ام عامرہ کا رنج بے حساب ہے ولیکن کیا کرون کہ مجھکو
اوسکے احوال کی مفصل اطلاع نہین ہے کہ آیا وہ مومنہ کسطور سے کہان ہے اور
دیکھیے ابن زیاد بدنہاد اوس سے کیا سلوک کرتا ہے ایسا نہو کہ وہ غصہ مین آکے اوسے
بہی ہلاک کر ڈالے کہ نام و نشان عبداللہ عفیف روے زمین پر باقی نرہے و ایہا المومنین
بخداے عز و جل اگر وہ دست ستمگر سے زندہ بچے تو انشاءاللہ الرحمن امداد روح پاک
جناب ائمہ ہدا علیہم السلام سے آج کل مین اوسے جاکر چھوڑا لاتا ہون اور بلا اوسکے
اگر مجھے اوسکا حال معلوم ہو جاتا کہ وہ کہان ہے تو مین ابہی اوسکی رہائی کی کوشش کر
پور زیاد سراپا فساد اوسکی سپاہ نے ین تباہ کو چاہ اندوہ و الم مین محبوس کر دون یہ سنکے
ایک شخص نے ابن عازب عالی گہر سے کہا کہ اے امیر مین ام عامرہ مومنہ کی خبر لانے کے
لیئے جاتا ہون انشاءاللہ تعالی اگر دست عدو سے زندہ بچا تو سب حال دریافت
کرکے تجہسے بیان کیئے دیتا ہون یہ کہکے وہ دلیر مانند شیر ببر بے خوف و خطر لشکرگاہ ابن زیاد
بدگہر کی طرف چلا اور اوس لعین نے باوجود سننے اس احوال کہ ورقا ابن عازب
و محمد ابن سلیمان لشکرگاہ کو چھوڑ کر کسی طرف چلے گئے ہین اس خیال سے اپنے
مقام سے حرکت نہ کی تہی کہ مبادا وہ دیندار اپنی جمعیت معقول بہم پہونچا کے
آج کل مین پہر کارزار آوین غرض یہ دیندار جب اوس ستمگار کے لشکر مین
پہونچا اور اپنے حسن طبیعت سے اون بیگانون سے آشنائی بہم پہونچا کر ایک وقت

دربار ابن زیاد غدار مین گیا تو دیکھا کہ وہ لعین مسند عالی پر بیٹھا ہوا اپنی فوج کے
سرداروں سے کہہ رہا ہے کہ اے یارو ابھی یہان سے کوچ کرکے سوئے کوفہ چلا جانا
صلاح نہین ہے تا وقتیکہ حال ورقا سے کما حقہٗ اطلاع نہوگی کہ وہ اسی جوار مین کہین
ٹھہرا ہوا ہے یا اپنی قوم و قبیلہ مین چلا گیا ہے یہ کلام اوس ولد الحرام کا سنکے جب
سبنے کہا کہ اے امیر یہی بات مناسب ہے جو تو کہتا ہے ابن عازب کے فتنہ
و فساد سے غافل ہو جانا خوب نہین ہے وہ بڑا مرد مدبر و بے جگر ہے کہتے ہین کہ
اوس بیدین نے موافق خواہش دل سب سے یہ جواب سنا تو حاجب سے کہا کہ ام عامرہ
کو معہ اون دو سو آدمیوں کے جو لوگ کہ اس سپاہ کے گرفتار ہوئے ہین جلد میرے
روبرو لا کہ مین اونسے کچھہ دریافت کرون پس جب وہ اوس گروہ مومنین کو
معہ ام عامرہ مسلسل بطوق و زنجیر اوس بے پیر کے روبرو لایا تو وہ از روے اشکبار
بخشم و غضب ام عامرہ مومنہ سے کہنے لگا کہ اے پیر عفیف تونے بھی اپنے باپ کی
طرح ہر چند میری خرابی مین تا مقدور کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا تھا لیکن فضل ایزد
بے ہمال جو میرا شامل حال تھا تو دیکھہ تجکو بھی اوس ذو الجلال نے کیسا ذلیل و خوار
کیا پس اب تو ہی بتلا کہ مین تیرا کیا حال کرون اسی طرح مسلسل بطوق و زنجیر
تجھے سوے دمشق پیش یزید ابن معاویہ بھیجدون کہ وہ اپنے ہاتھ سے تجھے تیری
سزا کو پہونچا دے یا اسیدم جسطرح گرفتاری طوق و زنجیر ہے پابند سلسلہ اجل بھی
کردون اور اے ام عامرہ کیا تو نہین جانتی تھی کہ عزت یافتگان بارگاہ کبریا صاحب
نصیب لوگون سے مقابل کرکے اپنی جان و مال سے ہاتھہ دھونا پڑتا ہے اور تو
بہت محبت علی و آل علی علیہم السلام کا دعوی کیا کرتی تھی پھر اب اسوقت
وہ لوگ تیری امداد کو کیون نہین آتے ہین اری نادان اب بھی میرا طریقہ اختیار کر
کہ اس رنج و مصیبت سے نجات پاکے مرتبہ اعلی حاصل کر اور السان کو جہان

استراحت دنیوی سے سبب موافق مرتبہ کچھہ نہو تو اوسکی زندگی کس کام کی بیٹے
لازم ہے کہ اب بھی اپنے اس خیال بیہودہ سے باز آکر میری نصیحت کو مان لے
کہ تو ہر دل عزیز ہے یہ سنکے ام عامرہ مومنہ نے جواب دیا کہ اے بیدین تو محبت
علی و آل علی علیہ السلام کا مجھے کیا طعنہ دیتا ہے یہ بات تو ازل کے دن سے
میرے آب و گل کے ساتھ خمیر ہوئی ہے بھلا اس سے تو مین کب دست بردار ہونے والی
ہون اور اے لعین بھلا از روے انصاف تو اس بات کا مجھکو جواب دے کہ اگر
محبت علی و آل نبی علیہم الصلوٰۃ والسلام بد چیز ہے تو رسول اکرم صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم نے حکم خداے برتر سے انکے دشمنون کے باب مین کلمات مذمت کیون
فرماے ہین پس جس شخص کو دنیا مین ولاے جناب حیدر کرار اولاد رسول مختار
علیہم الصلوٰۃ والسلام سے کام نہین ہے یہ تو بتلا کہ اوسکا کار عقبیٰ کس طرح
سر انجام ہووے گا اور اے پسر زیاد اگر دشمن آل عبا علیہم السلام جہان مین بادشاہ
ہفت اقلیم ہے تو کس کام کا کہ کار آخرت تو اوسکا تمام خراب و تباہ ہے اور نزد خداوند
کردگار دشمن جناب ائمہ اطہار علیہم السلام میرے نزدیک سگ و خوک و گبر
و ترسا سے بدتر ہے اور اے بدگہر تو مجھے مار ڈالنے سے کیا ڈراتا ہے مین تجھسے بلکہ
تیرے امیر یزید سے کسی حال مین کچھہ اندیشہ ناک نہین ہون کیونکہ مین تو جب جناب
حیدر و صفدر و آل اطہار رسول مختار علیہم الصلوٰۃ والسلام ہین اس
دنیاے دنی سے گذر جائینگے آرزو مین ہر دم و ہر لحظہ رہتی ہون اور بالفرض اگر
تو نے مجھے مار ڈالا تو ایک قطرہ آبکے نکالنے سے دریا کم نہو گا اور اے ستمگر مجھ ایک
حقیر و ذلیل عورت کے قتل کرنے سے اگر اندیشہ کینہ جوئی رجال مومنین سے تو
فارغ ہو جاوے تو خیر کیا مضائقہ ہے مین حاضر ہون مجھے قتل کر مگر اے ابن زیاد
بدنہاد میری اس بات کو بھی یاد رکھنا کہ اہل حق کو عبث آزار پہونچانے اور قتل

کرنے مین بڑا فساد برپا ہوتا ہے راوی کہتا ہے کہ عبداللہ زیاد بدنہاد کو اس گفتگو سے
ام عامرہ نیک سیرت سے جب خجالت حاصل ہوئی تو وہ بدگہر بہرہ دس سے کچھ کلام
نہو کر شیث ابن ربعی و شمر سعد بدنہاد کو اپنے پاس بلاکے کہنے لگا کہ اے دلاورو
تم آج ان قیدیون کو شہر کوفہ مین لیجا کر قلعہ مین بہوشیاری تمام انکو محبوس کر دو
کہ مین وہان آکر جو مصلحت انکے مقدمہ مین دیکھونگا ویسا عمل مین لاؤنگا اور
یہ کہکر کچھہ فوج اونکے ہمراہ کر کے مع مال و اسباب غنیمت مومنین اور عابدین نے
اونکو جب راہی کوفہ کیا تو وہ جاسوس اس حال سے باخبر ہو کے مانند باد صبا وہان سے
سوے صحراے نجف روانہ ہو کے ورقا ابن عازب سے جاکر تمام و کمال حال حکایت
مفصل بیان کرنے لگا کہ وہ دیندار اس حال کے سننے سے خوشحال ہو کر اوسیدم اپنی
تمام سپاہ کو جوشن و سلاح سے بخوبی آراستہ کرواکے گھوڑے پر سوار ہو کر کہنے لگا
کہ انشاء اللہ الرحمن امداد جناب ائمہ اطہار علیہم السلام سے ابھی جاکے ام عامرہ مومنہ
کو قیدگروہ کفار سے رہائی دلاتا ہون یہ سنکے محمد ابن سلیمان نامدار بھی مرکب پر سوار
ہو کے معہ خزاع ورقاے عالی گہر کے پاس جب آیا تو ابن عازب نامور اوس دلاور کو
اپنے گھوڑے کے برابر استادہ کر کے تمام سپاہ ہمت پناہ سے کہنے لگا کہ ایہا الناس
بالفرض التقدیر اگر نامساعدت زمانہ ناہنجار سے مین تم لوگون کی جمعیت سے الگ ہو جاؤن
تو محمد ابن سلیمان کو میرے مقام پر جان کے اسکے تابع فرمان رہنا کہ جو بات مین چاہتا
ہون اوسی امر کا یہ بھی طالب ہے یہ کہکے تمام سپاہ کو بہ تاکید آراستگی سلاح و جوشن
کر کے وہ دلاور معہ ابن سلیمان عالیوقار طے راہ پر آمادہ ہو کے رات دن چلکر
جب شامات کے قریب پہونچا تو معلوم ہوا کہ لشکر ابن سعد بدنہاد بھی اوسی صحرا
مین منزل گزین ہے کہ شور پاسبانون کا بلند تہا بس ورقاے نامدار کو جبکہ اس
حال سے اطلاع کامل حاصل ہوئی تو اوس دلاور نے عنان مرکب کو تھام کے

تھوڑی دیر دم لیکر تا وقتیکہ کچھ رات گذر گئی یکبار وہان سے گھوڑون کو اوپٹی پر لگا کر
لشکرگاہ ابن سعد بدنہاد کا راستہ لیا اور مثال قہر حضرت قہار اون ستمگارون کے قلب
لشکر مین پہونچا اور ایسا تیر و نیزہ و شمشیر سے کام لینے لگا کہ تمام لشکر مخالف کے
لوگ تہہ و بالا ہو کر الحفیظ و الامان پکارنے لگے اور اسطرحکا شور و غل لشکر ابن سعد
بدنہاد مین سے بلند ہوا کہ شاید خفتگان خواب عدم بہی وہ غوغا سنکے گمان شور
قیامت کرکے بیدار ہو گئے ہون القصہ عمر سعد بدنہاد و شبیث لعین جسدم یہ شور
عظیم سنکے نیند سے چونکے تو بدکردار خادمون سے کہنے لگے کہ اے ملعونو یہ کیسا شور
وغل ہے کسی سے اس حال کو دریافت کرو اون بیدینون کے خود ہوش و حواس
جو اوس خروش عظیم سے پراگندہ ہو رہے تہے تو یکبار سب نابکار پکار کر کہنے لگے
کہ اے امیر اس قہر خدا کا حال ہم کس سے پوچہین کوئی بہی اس حال سے ماہر نہین ہے
کہ یہ کیا بلائے ناگہانی اس قوم پر یکم تبہ ٹوٹ پڑی ہے الا عقلیہ معلوم ہوتا ہے کہ فوج
دریا موج شیعیان جناب حیدر کرار علیہ السلام نے بیحد و بیشمار کسی سمت سے
دفعتاً قلب لشکرگاہ مین آکر سپاہ گمراہ کے قتل پر ایسی مستعد ہوئی ہے کہ کسی کا حوصلہ
نہین پڑتا ہے کہ بعزم کارزار اونکے منہہ چڑہے یہ سنکے وہ دونون نسناس بیحواس
اپنے خیمون سے نکلکر جلدی کے گھوڑے جو تیار کھڑے ہوئے تہے اونپر سوار ہو کر
جب ہر طرف دیکھنے لگے تو بیدینون نے اپنی سپاہ دین تباہ کو بہاگنے اور غازیان
اسلام کو ایسا درپئے قتل کفار دیکھا کہ بدکردارون کو سوائے بہاگ جانے کے اور کسی
تدبیر نے ذہن ناقص مین رسائی نہ کی بس وہ دونون اپنی سپاہ کو چھوڑ کر بہاگ گئے
اور اکثر بدانجام اہل شام مین سے آمادہ جنگ و جدال ہوئے تو مومنین نے اون کا ذوالفقار
ایسا پسپا اور زخمی کیا کہ اون لعینون کو سوائے بہاگنے کے اور کچھ نہ بن پڑا یہان تک کہ
بہت سے لعین ہتھیار پھینک کر جان بچانے کے خیال سے اپنے رفیقون کی لاشون مین جا کر

مثل مردہ لیٹ رہے ہو بیت سے آدمی بھاگ کر ہر طرف صحرا مین پریشان ہو گئے
تو دینداروں نے تمام شب اونکو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر مار ڈالا چنانچہ تین ہزار آدمی
لشکر کفار مین سے اوس رات کو قتل ہو کر راہی ملک عدم ہو گئے اور جب آثار صبح
نمودار ہوئے تو ورقاے نامدار نے ام عامرہ مومنہ کو معہ سب محبوسون کے کہ
بند طوق و زنجیر مین گرفتار ایک خیمے کے اندر بیٹھے ہوئے دیکھا پس اوس دیندار
نے بند ستم سے رہائی دیکر ہر ایک کو اسپ و سلاح عنایت فرمایا کہ ہر ایک مومن
اپنے تئین سلاح سے آراستہ کرکے مرکب پر سوار ہوا و لیکن ام عامرہ مومنہ کہ بسبب
اذیت بیشمار زد و کوب و گرانی طوق و زنجیر و زحمت فاقہ متواترہ سے نہایت
درجہ ناطاقت ہو گئی تہی اور گھوڑے پر سوار ہونے کے قابل نہ تہی مایوسی سے ایک
ایک کا منہ دیکھتی تہی جب محمد ابن سلیمان و ورقا ابن عازب نے یہ حال اوس
نیک خصال کا دیکھا تو اون دینداروں نے اوسے ہاتھون کا سہارا دیا کہ وہ صالحہ
اون ناموروں کی اعانت سے گھوڑے پر سوار ہوئی لکھا ہے کہ ام عامرہ مومنہ کا
احوال اون اذیتون سے اس درجہ پر پہونچا تہا کہ اوس مومنہ کی زندگی مین تعجب
تہا الغرض جب ورقاے نامدار قتل و غارت لشکر کفار و درستی کارہاے دشوار محبوسان
شیعیان جناب شیر یزدان علیہ السلام سے فراغت کر چکا تو وہ عالی وقار
قروہان سے با فتح و ظفر مع تمامی احباب و مال بے حساب غنیمت تھوڑی دور آگے
بڑھ کے ایک قریہ کے متصل جا کے گھوڑے سے اوتر پڑا اور سب کو بہر حصول آب و
نان ارشاد کرکے مساکین و محتاجین و یتیمون کو وہان سے بلوا کر بہت سا مال و زر
جب تقسیم کر چکا تو اپنی سپاہ کو بہی علی قدر مراتب بموجب دستور مال و زر بے انتہا
بانٹ کے کہنے لگا کہ ایہا المومنین اب یہ بتلاؤ کہ ابن زیاد سے لڑنے کی کیا تدبیر ہے
یہ سنکے محمد ابن سلیمان نے کہا کہ اے عم نامدار اگر میرے کہنے پر خیال فرمایئے تو اسوقت

اس بددین سے مقابل ہونا کسی طرح صلاح نہیں ہے تاوقتیکہ سپاہ معقول ہمارے
پاس مجتمع نہولیوے کس لیے کہ اوس روسیاہ کے ہمراہ اب بھی فوج کثیر ہے اور ہمارے
پاس اتنی جمعیت قلیل ہے کہ اوسکے لشکر کے لوگون کی عشر عشیر بھی نہین ہے اور اگر
مرکوز خاطر عاطر اوس کافر سے ابھی لڑکے بے حصول مدعا اپنی جان کو ہلاکت
مین ڈالنا منظور ہے تو بسم اللہ یہ غلام بھی آپکے رکاب سعادت مآب میں تادم
واپسین موجود ہے بس ورقا ابن عازب نامور نے جب یہ گفتگو اوس نیک نہاد کی
سنی ملتسم ہوکے کہا کہ اے راحت جان میرے نزدیک بھی یہی بات مناسب ہے
جو تیری رائے صائب مین آئی ہے کسلیئے کہ ہمکو تو اس دشمن دین قاتل سبط خیر البشر
صلعم کا ہلاک کرنا مدنظر ہے اور یہ امر اسدم بسبب قلت جمعیت کے ہماری لیئے
مہیا ہونا غیر ممکن ہے پھر کیون عمداً اپنے تئین مصیبت و بلا مین گرفتار کرکے دشمن کو
شادمان کرین پس اے نور دیدہ بہر صورت اسوقت بھی مناسب ہے کہ ہم لوگ طرح
دیکر اپنے اپنے مقام پر جاکے فکر جمعیت سپاہ کو پیش نہاد خاطر کرین اور انشاء اللہ تعالیٰ
جب پھر سب سامان جنگ بخوبی مہیا ہو جاویگا تو اوس بد نہاد سے مقابل
ہوکر اپنی مراد برلاوینگے مشہور ہے کہ جب اس بات نے قرار پایا اور ہر شخص ایک
دوسرے سے وداع ہونے لگا تو اوسدم محمد ابن سلیمان نے بصورت التماس ورقائے
نامدار سے کہا کہ اے عم عالی وقار ایک بات اس کمترین کو اپنے بارے مین آپکی جناب
مین عرض کرنا ہے لیکن اپنی معافی گستاخی کا امیدوار ہون حالانکہ یہ امر میری بیحیائی
پر دلالت کرتا ہے لیکن مصرعہ کرمہائے تو مارا کرد گستاخ ؛ اے عم ذی حشم اگر موجب
فرمان خدا و رسول خدا عقد ام عامرہ کا میرے ساتھ ہو جاوے تو دور از شفقت بزرگانہ
نہوگا اور یہ امر موجب خوشنودی خدا و رسول خدا ہے لہذا اگر آپ مع اپنے لشکر ظفر پیکر
میرے ہمراہ تکلیف فرماکر میرے پدر عالیقدر کے پاس تشریف لے چلکر اس امر کو منظور

کر ادین یہ کلمہ سنکے ورقا ابن عازب غازی نے محمد ابن سلیمان کو بہت سی تحسین
وآفرین کی اور کہا کہ اے نوردیدہ مرحبا صد مرحبا تری پاک طینتی پر کہ تو نے بوجہ
احسن مجھسے اپنا مطلب دلی موافق میری خواہش دل کے اظہار کیا ہے
انشاء اللہ تعالی اس امر کے انصرام کرنے مین وہ کوشش کرونگا کہ خوشنودی
خدا و رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر متصرف ہو جاؤن الحمد للہ کہ تو نے موافق
احکام خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ بخواہش تمام طبیعت اس امر کو مجھ سے
بیان کیا **نظم** ہزار حمد اگر فضل ایزد باری ٭ درست کرنے مین اس کام کے کرے
یاری ٭ مجھے ثواب ہو اور تیرا مدعا نکلے ٭ خدا کرے یہ ترے دل کا مدعا نکلے ٭ اور یہ
کہکے ورقاے نامور معہ لشکر وہان سے کوچ کر کے جب سلیمان ابن صرد عالی گہر
کی طرف راہی ہوا تو اوس نامدار نے پہلے سے ایک قاصد کو آگے روانہ کر کے اپنے
آنے کے حال سے اوس خوش خصال کو مطلع کیا اور جسدم سلیمان ابن صرد
عالیشان کو حال آمد ورقا و محمد سے آگاہی ہوئی تو اوس نامدار نے بہت سے
لوگ استقبال کے لیے بہیجے کہ وہ لوگ بعزت و توقیر تمام ورقا کو سلیمان کے مکان
پر لے آئے اور جب ورقا ابن عازب عالیوقار معہ جمعیت رفقا دروازہ سلیمان
پر پہونچے تو وہ نیک مرد عصا تھام کر بطور استقبال لینے کو آیا اور اوس سے بصد
سرور و شادمانی بغلگیر ہوکے جب محمد اپنے پارہ جگر کیطرف متوجہ ہوا تو وہ سعادتمند
اپنے پدر مہربان کے پیرون پر جھک کے بوسہ زن ہوکر دونون آنکھین پیرون سے
ملنے لگا کہ سلیمان نے اوس اپنے سرور سینہ کو چھاتی سے لگا کر پیشانی فرزند دلبند کو
چوم کے بعد لطف و عنایت و تحسین و آفرین بیشمار آنکھون مین آنسو بھر کے کہا
کہ مرحبا اے نوردیدہ تو نے یہ رنج و زحمت محض براے رضاے الہی اختیار کر کے روے
مبارک جناب احمد مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مجھے سرخرو کیا اور بعد اسکے

سلیمان عالیشان لشکر کے سب جوانون سے بہی جو کہ شایان خاطرداری
و تواضع و مہربانی تہا اوسیطرح پیش آ کے ورقا کو معہ تمام رؤسا و افسران
فوج دیوانخانے مین لیجا کے بیٹھ کے جب سب حال جنگ و جدال پسر زیاد
و صورت شہادت شہداے مومنین مثل ابن سعید وغیرہ پوچہنے لگا تو ورقا
نے سب احوال بیان کر کے کہا کہ اے امیر رؤساے گروہ بنی خزاعہ ہمنے ہر چند
کوشش کر کے سپاہ بے انتہا پسر زیاد کی ہلاک و تباہ کر ڈالی مگر لاکھ آدمیون کی
جمعیت سے کبہی اوسکی سپاہ مین اس سبب سے کمی نہوئی کہ ہر طرف سے لوگ اوسکی امداد
کے لیئے آتے رہے اور ایسا موقع ہوتا تہا کہ اگر سو آدمی اوسکے لشکر کے مارے جاتے
تہے تو ہزار آدمی اونکے بدلے اور آکر اوسکے شریک ہوتے تہے القصہ اے سردار اگر جناب
صاحب ذو الفقار علیہ السلام کچہہ اپنا معجزہ ظاہر کر کے اوسکو سوے عدم روانہ
کر دے تو البتہ اوسکی ہلاکی ممکن ہے والا اس فوج قلیل سے ہم لوگون کا مدعای دلی
بر نہ آئیگا یہ سنکے سلیمان نے کہا کہ اے ورقا ابن عازب نامور اب میرے خروج کی باری
آئی ہے پس اب مین ہون او رپسر زیاد ہے انشاء اللہ تعالی ہر سمت سے لوگون کو بلوا کر
فوج عظیم مجتمع کر کے اوسکو خراب و برباد کر دونگا اور اوسیدم اس مضمون کے خط
لکھ لکھ کر ہر ایک طرف قبائل مومنین عرب مین روانہ کیئے کہ اے محبان جناب شیر
یزدان و طالبان انتقام خون ناحق جناب شہیدان علیہما السلام جسکو اپنی جان
و مال اس راہ نیک انتقام خون فرزند فاطمہ زہرا علیہا السلام مین فدا کر کے دولت
خوشنودی خدا و رسولخدا علیہ الصلوٰۃ والسلام حاصل کرنی منظور ہووے وہ میرے
پاس آکر اس مقدمہ کی درستی مین مشورہ کرے تا باہم یکدل ہو کر دشمنان دین
مین کوشش کر کے مدعاے دلی بر لاوین اور بعد اسکے سلیمان عالی مکان جب
دسترخوان بچہوا کر با جمعیت افسران فوج و ورقاے عالی گہر کہانا کہلا کے ہر ایک سردار

لشکر کو بہر استراحت تکلیف فرما ہوا تو ورقا کو مقام خلوت مین لیجا کر کچھہ باتین
کرنے لگا اور اوسی حال مین ابن عازب نامدار نے موقع پاکے جنب سلیمان
ذیشان سے کہا کہ اے برادر تو رسم دامادی محمد کیون نہین بجا لاتا ہے آیا تئین
کیا مصلحت سمجھا ہے تو اے سرور بخدا اول اس کام مین تجھے متوجہ ہونا لازم
ہے کہ یہ کار پسر و دختر والدین پر بار ہے اور اگر تو میری راے سے موافقت کرکے
از روے مصلحت ام عامرہ بنت عبد اللہ عفیف سے اسکی وصلت کو
اختیار کرے تو نہایت مناسب ہے کہ فحواے کلام محمد سے مجھے اوسکی
خواستگاری کی علامت ثابت ہوتی ہے اور اے سلیمان اگر اس امر کو تو بھی
مصلحت سمجھے تو بہت مناسب ہے کیونکہ ایسا نہو کہ محمد کو اوسکی طرف
میلان کامل ہووے اور اس امر مین تغافل کیا جاوے تو اس صورت پر اوسکی
پریشانی خاطر متصور ہے یہ سنکے سلیمان ابن صرد نے متبسم ہوکر جواب دیا کہ اے
ابن عازب عالی وقار زہے نصیب میرے فرزند ارجمند محمد کے اگر ام عامرہ اس
بات کو قبول کرے اور اس امر کی درستی مین سعی کرے تو بجز نیکی کے کسی صورت پر
بدی نہین ہے کس لیے کہ یہ عفیف نامور غیرت و شرافت مین مجھ سے بہتر نہین تو بدتر
بھی نہین پس ورقاے نامدار اندر سلیمان عالیوقار سے کلام کرکے اور کر ام عامرہ موسنہ
کے پاس جاکے بعد پرسش احوال مزاج بدلداری تمام اوس حال سے کچھہ ذکر نیرنگی
زمانہ و حال نیک و بد روزگار درمیان مین لاکر کہنے لگا کہ اے مریم سیرت اگر تو میری بات
کو بگوش ہوش سنکر بدل قبول کرے تو مین ایک امر کا سوال تجھ سے درستی کو زبان کرتا ہون
اوس بات کو اپنے نزدیک تیرے باب مین نہایت مناسب و با مصلحت جانتا ہون
اے نور دیدہ لازم ہے کہ وصلت محمد ابن سلیمان کو اختیار کر کہ وہ جوان فرزند مردانہ مرد جرار
صاحب غیرت و نیک خصال حسب و نسب مین تیرا ہمسر ہے اور بھی دستور زمانہ ہے

کہ اپنے ہمجنس کا ہر ایک شخص طالب ہوتا ہے بلکہ حکم خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم بھی یہی ہے کہ اپنے ہمسر و ہمجنس کی صحبت اختیار کرکے ہمارے احکاموں کو
عمل مین لاؤ پس اے راحت جان عم یہ امر فقط موافق حکم خدا و جناب رسول اکرم
علیہ الصلوٰۃ والسلام تجھ سے اظہار کیا گیا ہے مناسب ہے کہ اس امر کو قبول
کرکے مجھے اپنا وکیل و مختار کردے تا اس کام کے سرانجام مین مصروف ہوکر اپنی راے
کے موافق عمل مین لاؤن مشہور ہے کہ یہ گفتگو ورقا سنکے ام عامرہ مومنہ نے
شرمگین ہوکر سر کو جھکا کے یہ کہا کہ اے عم نامور بہتر از پدر مین تیری ادنیٰ ترین
کنیزون مین سے ہون تجھکو میرے تمام مقدمون مین اختیار باقی ہے یہ سنکے
ورقا ابن عازب نامور نے جاکے سلیمان ابن صرد کو بعد تہنیت درستی مقدمہ دامادی
پس بموجب اقبال ام عامرہ مومنہ اطلاع دی کہ اے نامدار اب سامان عروسی
کی درستی مین متوجہ ہو کہ خواہش خداے عزوجل سے یہ کام بزمنیت انصرام
بخوبی آراستہ ہوچکا ہے سلیمان نے کہا کہ اے برادر جس طرح کا سامان شادی
فرزند و دختر میری شان کے شایان ہے وہ امر تو مین اوس دن تک نہ کرونگا
جب تک کہ عوض خون قاسم تازہ داماد فرزند نازنین جناب امام حسین علیہ
السلام ابن زیاد و اوسکے تمام قاتلون سے نہ لیلونگا ولیکن حسب الضرورت
اسوقت مجلس عقد کو ترتیب دے لیکے فقط ذکر احکام خدا و رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام
اگر درمیان مین آجاوے تو مضائقہ نہین ہے اور اگر سواے اسکے اور سطر جو منظور
ہووے تو اس امر کے لیے ابھی تامل کرنا پڑے گا پس ورقا نے جب یہ جواب
سلیمان سے سنا تو کہا کہ خیر اے ذیشان جس طرح تجھے منظور ہوا اسکا سامان کم
کہ کار امروز کو فردا پر رکھنا مناسب نہین ہے پس ورقا نے مشاطہ کو طلب کرکے
زیور و لباس عروسی مکلف سے ام عامرہ مومنہ کو جب آراستہ کروایا تو سلیمان

ابن صر ودینہار نے وضیع و شریف محلہ کو محفل عقد مین بلوا کر خوان ولیمہ پر مہمان کیا اور محمد کو لباس دامادی پنہا کے جب مجلس عقد مین لا کر بٹھایا تو مجلس طرب کے بدلے محفل عزا کا سامان مہیا ہو گیا۔

نظم

یہ کہتا ہے ایک راوی خوشخصال — مجھے یاد ہے خوب وہ سب انکا حال
سلیمان ذیجاہ والا مکان — نہ لایا بجا کچھ بھی رسم جہان
نہ ساچق نہ مہندی نہ کی وہ برات — کہ ہوتے ہین جو باجے گاجے کے سات
فقط کی یہی بات جو تھی ضرور — کیا کچھ نہ سامان عیش و سرور
بنا جبکہ دولہا بصد زیب و فر — محمد سلیمان کا نور نظر
لگا رونے وہ مومن نیک ذات — بصد نالہ و آہ مل مل کے ہات
سلیمان بھی از بس ہوا نعرہ زن — بیان کر کے احوال ابن حسن
غرض تھے جو حاضر وہان مومنین — کوئی نعرہ زن تھا کوئی تھا حزین
ہوا شور گریہ بہر سو بپا — کہ سامان محشر ہویدا ہوا
بجز نالۂ وا حسینؑ و حسنؑ — نہ تھا ذکر کچھ پیش ہر مرد و زن
وہ شادی کی محفل نہ تھی زینہار — بپا بزم ماتم تھی با چشم زار

القصہ جب صیغہ عقد پڑھا گیا اور رسم عقد نکاح درمیان مین آ چکی تو ورقا ابن عازب نامور دوسرے دن سلیمان سے رخصت ہو کے اپنی سپاہ کو ہمراہ لیکر اپنے گھر کیطرف جا کر جمعیت سپاہ مین مصروف ہوا اور سلیمان بھی انتظار جواب باصواب خطوط مین رہ گئے درستی سامان ضروری جنگ و جدال اسلحہ وغیرہ مین مشغول ہوا واللہ اعلم بحقیقت الحال۔

معرکہ سی و ہشتم ۳۸

راوی صداقت شعار مورخ راست گردار ابو مخنف لوط ابن یحییٰ ازدی نے

بیان کیا ہے کہ جب ابن زیاد کو خبر پہونچی کہ محمد ابن سلیمان و ورقا ابن عازب
شیبث و ابن سعد بھی منزل ساباطمین شب خون کے لیئے جاکر لشکر شام کو قتل
کرکے ام عامرہ کو مع تمام اسیرون کے قید سے رہا کر کے لے گئے تو وہ لعین اس خبر
وحشت اثر کو سنکر نہایت حیران ہوا اور اوسی وقت فوج ستم شعار کو ہمراہ لیکر شہر
کوفہ کے سمت راہی ہوکر عرصہ قلیل مین آکے داخل دارالامارہ کوفہ ہوا اور ستمگر نے
جاسوسون کو حکم دیا کہ محمد ابن سلیمان و ورقا کی جلد خبر لا کہ وہ کہان پر اوترے
ہوئے ہین یہ سنکے یکبار خبر دارون نے خبر لگا کر اوس بانی ستم سے آکے جب اظہار
کیا کہ ورقا و محمد ابن سلیمان ابن صرد خزاعی کے عقد مواصلت کو ام عامرہ مومنہ سے
بہم پہونچا کے اپنے گھر واپس گیا ہے اوسکو ہر چند کہ اپنے دو دشمنون کا ایک جا پر
بیٹھنا ناگوار ہوا ولیکن اونکی توجہہ بزم عشرت کا حال سنکے آپ ہی جفاکار رباطپیمان
تمام انتظار امورات پیش نہاد خاطر مین متوجہ ہو گیا کہ شیعیان جناب علی ابن
ابیطالب علیہ السلام کو وہ ہر حیلہ سے آزار پہونچا کر بہت سے مومنون کو
جنکے اثر شجاعت و علامت کینہ جوئی کی خبر اوس بدگہر کو پہونچی بے قصور اون
دلاورون کو گرفتار کر کے قید خانے مین بعذاب شدید قید کرنے لگا اور جب اکثر
دیندار لاچار ہو کر شہر کوفہ سے اپنا ملک و مال چھوڑ کر اطراف و جوانب کے شہرون
مین چلے گئے اور اوس ستمگار کو یہ حال معلوم ہوا کہ محبان جناب امیرالمومنین
علیہ السلام میرے خوف سے اکثر شہر کوفہ سے نکل گئے ہین تو اوس جفاشعار نے
خوش ہو کر ایک روز منادی کو طلب کیا اور حکم دیا کہ شہر کے ہر کوچہ و بازار مین جاکر
یہ ندا کر کہ جو شخص دوستی جناب ابوتراب علیہ السلام اختیار کرکے اوس عالیجناب
کو ذکر خیر سے یاد کریگا یا اونکے دوستون کو اپنے گھر مین رہنے دیویگا تو بمجرد معلوم ہونے
اس خبر کے صاحب خانہ کو حکم قتل دیکے گھر بار اوسکا لوٹ لیا جائیگا کس لیئے کہ

دشمنی خلیفہ زمان کے جرم سے اوسکا خون کرنا گناہ نہین ہے اور مال اوسکا صرف
کرنا حرام نہین ہے بیان کرتے ہین کہ جب منادی نے شہر مین ہر طرف یہ ندا کی تو
اس خبر کے سننے سے شیعیان جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام حکم
تقیہ کو عمل مین لاکر اوسکے ظلم کے ڈر سے کبھی نام مبارک جناب امیر علیہ السلام
کو باعلان زبان پر نہ لائے اور کبھی اونکے روبرو اگر حضرت کا ذکر بھی کچھہ کیا تو یہ دیندار
دیندار بھی خوف ہلاکت جان سے بہ حقارت و مذمت نام مبارک جناب کو یاد کرتے
تھے القصہ اس رنج سے اور بھی اکثر غلامان حضرت شیر خدا علیہ السلام ترک معاملات
کرکے اپنے گھرون مین چھپکر بیٹھہ رہے اور جس کسی مین صورت اوقات بسری سوای
پیشہ وری کے نہ تھی وہ ناچار شہر کوفہ سے فرار ہو گیا اور علاوہ اس بدعت کے
ایک اور ظلم تازہ اوس فرعون خونی نے روا رکھا تھا کہ شہر کوفہ سے کوئی شخص بے
اجازت اوسکے باہر نہ جانے پاتا تھا بس اس سبب سے اور بھی زیادہ مومنین گرفتار ہو کر
محبوس ستم ہو جاتے تھے کہ وہ اپنے روبرو بلا کر جب پوچھتا تھا کہ تم کون ہو اور کیا سبب
اور کیا کام ہے جو اس شہر سے نکلے جاتے ہو مومنین رعب سے اوس نابکار کے کچھہ بات
نہ بنا سکتے تھے اور خاموش ہو کر سر جھکا کے متفکر ہو جاتے تھے تو وہ سمجھ جاتا تھا
کہ یہ شیعہ جناب ابو تراب علیہ السلام ہے اسی جرم خاموشی کی علت مین
بے تامل و تساہل اوسے قید کر لیتا تھا راوی بیان کرتا ہے کہ کثیر ابن عامر ہمدانی
نامی ایک معلم از بس متقی و پرہیزگار غلام جناب علی ابن ابیطالب علیہ
السلام صاحب مال و منال اوس زمانہ مین شہر کوفہ کے رئیسون کے لڑکون کو
قرآن مجید پڑھایا کرتا تھا اور ہر چند یہ پیشہ معلمی اوس دیندار کو بسبب تعلیم کرنے
آل بنی امیہ کے نہایت ناگوار تھا کس لیئے کہ اسکو محبت اہلبیت رسالت
مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس سبب سے نہایت تعصب تھا کہ یہ دیندار

خدمت جناب حیدر کرار علیہ السلام مین ہمیشہ برس تک شب و روز
حاضرہ کے تحصیل احادیث نبوی مین مصروف رہا تہا چنانچہ جنگ صفین مین
بہی ہمراہ رکاب ظفر باب جناب شاہ ولایت علیہ السلام رہ کے شریک
اہل جہاد ہوا تہا ولیکن بخیال حفاظت جان و مال بصورت آذوقہ مین جا
وناچار اوس زمانہ مین اس پیشہ کو ترک نہ کرسکا کہ اگر ایک قلم اسے ترک کردیتا
صواب سے محروم وحصول آذوقہ سے مایوس ہوجاتا اور سوا اسکے دشمنان دین
دوستی اہلبیت نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تہمت کرکے اوسے ہی
قتل کرڈالتے یہ بات سوچ کے چار و ناچار وہ دیندار تقیہ کرکے اونکی صحبت کو
اختیار کیئے ہوے تہا الا اونکی باتون سے مذاق زندگی اوسکا مدام تلخ رہتا تہا
ولیکن ایکدن وہ صاحب دین لڑکون کو سبق پڑہاکر قریب نماز ظہر بسبب شدت
گرمی ہوا کے تشنہ کام ہوکر تلاش آب سرد مین مکتب کے دروازے پر آکے بیٹھا تو
دیکہا کہ ایک سقا کوزہ عراقی کاندہے پر دھرے ہوے ایک آبخورہ بلورین ہاتھ مین
لیئے ہوے دروازہ مکتب پر سے اوس دیندار کے روبرو ہوکر گذرا جب کثیر نے
دیکہا کہ سقا کوزہ آب سرد لیے ہوے آتا ہے اوس نے ایک بار اوسکو بلاکے تھوڑا سا
پانی اوس سے طلب کیا تو وہ سقا بہی شیعیان جناب ساقی کوثر علیہ السلام مین سے
تہا بلکہ جب سے جناب مظلوم کربلا علیہ السلام تشنہ لب کنارے نہر فرات شہید ہوئی
تہے اوسنے یہ پیشہ اختیار کرکے اکثر مومنین کو عین شدت گرما مین بہ نیت ثواب
آب سرد نام مظلوم کربلا علیہ السلام پر پلانا شروع کیا تہا غرض جب اوس سقہ نے
آبخورے کو دھوکر پانی بھر کے معلم کے ہاتھ مین دیا تو کثیر نے وہ لیکے ارادہ پینے کا
کیا تو اوس دیندار کو تشنگی جناب امام حسین علیہ السلام کا مع جمعیت شہدا و اہل بیت
رسالت علیہم السلام کا خیال آگیا پس اشکبار ہوکر وہ کوزہ آب سقے کو پھیر کے

دشمنان دین پر لعنت کرنے لگا اور ایک راوی نے بیان کیا ہے کہ معلم نے پانی
سے کہ قاتلان جناب امام حسین علیہ السلام پر جب اسطرح لعنت کرنی شروع
کی کہ لعنت خدا اوس قوم پر جنہنے سبط نبی پر معہ اہل بیت رسالت صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم آب و دانہ بند کر کے اوس امام تشنہ کام کو باصد جور و جفا معہ
اصحاب واقربا کنارہ نہر فرات شہید کیا بیان کرتے ہین وہان مکتب مین ایک
سنان ابن انس کا بیٹا بھی جو مشغول تلاوت قرآن تھا اوسنے جب سنا
کہ معلم قاتلان فرزند فاطمۃ الزہرا علیہا السلام اور اون لوگون پر جنہون نے
اوس شاہ تشنہ کام پر آب و دانہ بند کیا تھا لعنت کر رہا ہے وہ بدبخت خبیث ملت
جمیعت عرب کا طلبگار ہو کر اپنے دل مین کہنے لگا کہ یہ معلم شیعیان حضرت ابو تراب
علیہ السلام مین سے معلوم ہوتا ہے کسلیے کہ باعلان قاتلان امام حسین علیہ
السلام پر لعنت کرتا ہے اور بالفرض اگرچہ شمر ذی الجوشن قاتل فرزند نبی صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم مشہور ہے پر میرا باپ سنان ابن انس بھی تو اونکے قتل مین
شریک تھا پس اوس بدگہر نے خیال کر کے اپنی جگہ سے اوٹھ کر معلم کے روبرو
آ کے جب بغیظ تمام کھڑا ہو کر کہنے لگا کہ اے شیخ تو جان بوجھ کے میرے سامنے
قاتلان فرزند احمد مختار علیہ الصلوٰۃ والسلام پر لعنت کرتا ہے اے معلم تجھے
کیا معلوم نہین ہے کہ حکم خلیفہ زمان یزید ابن معاویہ پسر ابوسفیان کے حکم کیسے
عبید اللہ زیاد نے جب یہ جہاد کیا تو شمر ذی الجوشن و ابن سعد و سنان ابن
انس وغیرہ نے اس کام مین متفق ہو کر امام حسین ابن علی علیہما السلام کو شہید کیا
بلکہ اونہین لوگون نے حکم یزید سے فرزند رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پانی کو
بند کر کے اس لڑائی کو سر کیا ہے پس اے معلم تو کس لیے قاتلان امام حسین پر لعنت و
ملامت کرتا ہے یہ سنکے کثیر ابن عامر اوس ملعون زادے سے خائف ہو کر بعجز کہنے لگا

کہ کیا یہ کلمہ میری زبان سے نکلا ہے شاید سہواً شدت غلبۂ غنودگی میں میری
زبان سے یہ کلام ناروا بیساختہ نکل گیا ہووے مگر تو اس فکر کو زنہار کسی کے
روبرو نہ کرنا کسلیے کہ انسان سہو و خطا سے فارغ نہیں ہے پس وہ معلم سے یہ جواب
سنکے کچھ غصہ ہو کر اپنی جگہ پر بیٹھ کر دل میں کہنے لگا کہ حیف ہے میری حمیت پر
کہ میرے روبرو ایسی بات کہی اور میں سنکر درگذر کروں تو سہی کہ ایسی بلا
میں اسکو گرفتار کردوں کہ کبھی اوس سے یہ نجات نہ پاوے القصہ وہ بعد تھوڑی
دیر کے کیر سے کہنے لگا کہ اے معلم اگر اجازت دے تو رفع ضرورت کے لیے اپنے گھر
جاؤں یہ سنکے معلم نے چار و ناچار اجازت دی کہ ایسا نہو کہ میں اسکے نہ جانے
دوں اور یہ زادہ شیطان ابن سنان رنجیدہ خاطر ہو کر عمداً اس حال کو اپنے
پدر و مادر سے بیان کرے ولیکن اوسے یہ نہ معلوم تھا کہ وہ اوسی کے تدارک کے
لیے عمداً جاتا ہے القصہ جب وہ مکتب خانے سے نکلکر اپنے گھر کی طرف چلا تو راہ
میں ایک چہار دیواری شکستہ تھی یکمرتبہ اوسمیں اوس خانہ خراب نے جاکر پہلے
اپنے سب کپڑے پھاڑ ڈالے اور پھر ایک پتھر اوٹھا کے اپنے تمام جسم کو سر سے تا
ناخن پا اوسنے خوب جابجا زحمت ضرب سے جب زخمی کرلیا اور اپنے کپڑے
خون سے آلودہ کرکے خاک میں لوٹ کر روتا ہوا اپنے گھر میں گیا اور جب اوسکے
ماں باپ نے اس حال سے اوس بدمآل کو دیکھا تو گھبرا کر وہ بد سیر پوچھنے لگی
کہ اے نورعین تیرا یہ حال کرکے کسنے ہمیں بیچین کیا ہے وہ باآہ و نالہ و بیقراری کہنے
لگا کہ معلم نے مجھکو اس بات کے حسد سے اس درجہ کو پہونچایا ہے کہ ایک سقہ
آج مکتب میں آیا اور معلم نے اوس پانی کا آبخورہ لے کے ہونٹھوں سے لگا کر
پھر اوسے حوالے کرکے اشکبار ہو کر قاتلان جناب امام حسین علیہ السلام پر
پانی بند کرکے اوس مظلوم کو پیاسا شہید کیا ہے لعنت خدا و رسول صلی اللہ علیہ

و آلہ وسلم اون لوگون پر تا قیامت ہو مین نے یہ بات سنکر جب کہا کہ اے معلم
تو جان لو کچھ کہ لعنت کسپر کرتا ہے کہنے لگا کہ اے حرامزادے یزید ابن معاویہ
و عبید اللہ زیاد و عمر سعد و شمر ذی الجوشن و سنان ابن انس پر لعنت کرتا ہون
کہ ان لوگون نے فرزند رسول علیہ الصلواۃ والسلام کو بے جرم و گناہ بھوکھا
پیاسا شہید کیا ہے یہ سنکے مجھے بھی دین کی حمیت و تعصب مذہب سے جب
غصہ آگیا تو مین نے بھی کہا کہ اے معلم لعنت خدا تجھپر اور تیرے دوستون پر کیا
شامت نے تیری تجھے گھیرا ہے کہ تو زبان سنبھال کے بات نہین کرتا ہے بس
اے پدر یہ معلم اب سنکے میرا ہاتھ پکڑ کے مجھے اپنے گھر مین لیگیا اور وہان جا کر میرے
ہاتھ پیر رسی سے باندھ کے اور زمین مین ڈالکر خوب طمانچے اور گھونسے اور لاتین مار کر
اوسنے میرا یہ حال کر دیا بلکہ چاہتا تھا کہ تلوار لا کے مجھکو مار ڈالے مگر جب وہ تلوار
لینے کو گیا تو مین دانتون سے رسی کو کاٹ کے وہان سے فرار ہو کر یہانتک آیا ہون
یہ سنان ابن انس نے جب اوس سے سنا تو غصہ سے مانند شعلہ آتش کانپنے لگا
اور جلدی سے اوسکا ہاتھ پکڑ کے عبید اللہ زیاد کے دروازے پر لیجا کر با فریاد و
فغان کلمہ النصیحۃ النصیحہ پکار کے کہنے لگا کہ اے امیر جلدی میرے حال سے آگاہ
ہو کہ مجھکو کچھ بات بطور نصیحت تجھ سے کہنی ہے اور ابن زیاد یہ شور سنکر خادمون
سے کہنے لگا کہ دیکھو تو یہ کون شخص غل مچا رہا ہے ناگاہ حاجب نے آکے کہا کہ اے
امیر کوفہ سنان ابن انس نخعی اپنے بیٹے کا ہاتھ پکڑے ہوئے با حال تباہ دروازے
پر کھڑا ہوا یہ داد و بیداد کر رہا ہے لازم ہے کہ تو اپنے پاس بلا کے اوسکے احوال کو
سنے کہ وہ بھی امیدوار اسی امر کا ہے یہ سنکے اوسنے حاجب سے کہا کہ جا جلدی
اوسکو میرے پاس لے آ کہ دیکھون اوس ہوا خواہ یزید پر کیا ظلم ہوا الغرض جب
سنان ابن انس اپنے پسر کو لیکر ابن زیاد کے روبرو گیا تو ابن زیاد ابن سنان کو

اوس حالت سے دیکھ کے متعجب ہو کر پوچھنے لگا کہ اے سنان یہ کیا حال ہے
کسنے اس لڑکے کو اسطرح پر مارا ہے کہ تمام کپڑے اسکے خون سے سرخ ہین سنان ابن
انس نے کہا کہ اے امیر یہ تیرے نخل رفاقت کے سایہ مین راحت اختیار کرنے کا ہمکو
پھل ملا ہے کہ معلم کثیر ابن عامر نے آج خلیفہ زمان یزید مع شمر و عمر سعد و مجھ پر جب
لعنت کی تو اسنے بہ تعصب مذہب اوسکو جواب دیا کہ اے معلم ان لوگون سنے
بحکم یزید اون لوگون کو قتل کیا ہے تو کس سبب سے سزاوار لعنت انکو جانتا ہے بس
اے امیر اوسنے یہ سنکے جواب کے بدلے ہاتھ پیر اسکے باندھ کے لاتین اور گھونسے
مار کر یہ حال اسکا کیا اور علاوہ اسکے اے امیر کوفہ میرا فرزند حلال زادہ ہے معلم
نے اسکو حرامزادہ کیا سمجھ کے کہا ہے اور اگر یہ حرامزادہ ہوتا تو بھلا مقدمہ دین
و آئین مین کیون اتنی کد کرتا اور اے پسر ابوسفیان آجتک ہمکو گمان تھا کہ یہ
نمکخوار سرکار بنی امیہ سے ہم لوگون کا یہ دوست ہوگا ولیکن یہ نہ معلوم تھا کہ محب
جناب ابوتراب علیہ السلام و تشنہ خون دوستان بنی امیہ ہے القصہ اسی طرح کی
باتین بہت سی سنان ابن انس نے پسر زیاد سے جب کہین تو وہ غضبناک ہو کر
ایک حاجب کو بلا کے کہنے لگا کہ تو جا کے اوس معلم کو بخواری تمام باسر و پای برہنہ
ابھی گرفتار کر لیں وہ حاجب اور چند نفر اپنے ہمراہ لیکر دروازہ مکتب پر پہونچکے
پیادون سے کہنے لگا کہ مدرسہ مین جا کے بخواری معلم کو پکڑ لاؤ کہ وہ یکبار سب آدمی
مکتب مین در آئے اور کثیر کو مکتب مین سے پکڑ کے باسر و پای برہنہ پگڑی سے اوسکی
گردن کو باندھ کر پسر زیاد کے پاس لے آئے اور جب اس ذلت و خواری سے معلم
ابن زیاد کے روبرو پہونچا تو وہ کثیر سے کہنے لگا کہ اے رافضی تو یہ غنیمت نہین جانتا
ہے کہ مملکت امیر شام مین بعزت و استراحت تمام اوقات بسر کرے بلکہ ہماری نعمتین
کھا کے حفظ و مراتب حمایت مین ہم لوگون کے رہتا ہے پس اے احمق اس ہمارے

شکر النعمت کے بدلے دشمنونکا ہمارے پاس کرکے اور مذمت امیر کو اپنے نزدیک
بھلا جانتا ہے اے معلم فقط یہی دلیل تیرے زعم مین محکم واستوار نہوگی کہ فرزند
حیدر کرار علیہ السلام کو ہم نے شہید کیا اور یہ سخن تیرے دھیان مین نہین
آتا ہے کہ خلیفہ زمان یزید ابن معاویہ پر یہ دعوی بیجا ہے اونسے خروج کیا ہے
پس اگر ایک ایسے شخص کو ہمنے قتل کیا تو کونسا گناہ ہمپر عاید ہوتا ہے اور سوائے
اسکے جو شخص اپنے قتل پر آمادہ ہو اوسکو اگر کوئی مدعی قتل نہ کرے تو آپ ہی
اپنے خون کا مشغول الذمہ ہوجاتا ہے بھلا جناب امام حسین ابن علی علیہ السلام
نے ہمارے قتل کرنے مین کب کوتاہی کی تھی کہ ہم اونکے قتل سے باز رہتے اور
اے معلم یہ تیرے عمل بد اب مجھپر ظاہر ہوے ہین پس سزاوار ہے کہ مین تجھکو بھی
ہلاک کرون کس لیئے کہ مخالف مذہب کا قتل کرنا بہر صورت اہل شرع پر لازم
و واجب ہے بیان کرتے ہین معلم یہ تقریر اوس بے پیر کی سنکے کہنے لگا کہ اے
امیر مینے کونسا ایسا قصور کیا ہے کہ جسکے عوض مین قتل کرنا میرا تجھپر واجب ہوگیا
اے پسر زیاد اگر کوئی شخص ازروے عداوت و بہتان تجھ سے کچھہ حال کسی کا بیان
کرے تو لازم ہے کہ ازروے انصاف تو اوسکو کماحقہ دریافت کرلیوے اور
بھلا یہ کب روا ہے کہ مدعی کے کہنے سے بے ثبوت حق کسی بے گناہ کو قتل و اذیت
مین مبتلا کرتا ہے ابن زیاد یہ سنکے غصہ مین باواز بلند کہنے لگا کہ اے معلم یہ لڑکا نادان
بھلا تجھپر کیا بہتان کریگا مرتجا تیرے گناہ کا گواہ اسکا حال تباہ موجود ہے اور
اگر اس کینہ سے تونے اسکا یہ حال نہین کیا تو پھر کونسا گناہ تیرا اسنے کیا تھا کہ تونے
یہ حال اسکا کیا ہے اوسدم معلم نے خائف و ہراسان ہوکر کہا کہ اے امیر کوفہ نہاک
مین اس معاملہ سے آگاہ نہین ہون اگر تجھکو میرا کہنا باور نہین آتا ہے تو اور لڑکے
جو مدرسہ مین بیٹھے ہین اونسے بلاکر اس حال کو دریافت کرلے بخدا اگر مین نے

اسکو ایک طمانچہ بہی مارا ہو تو مجہکو اوسکے عوض مین تو گردن مارنا اے پسر زیاد یہ لڑکا
مار پیٹ کا مجہپر سراسر اتہام و بہتان کرتا ہے اور سوائے اسکے اگر مینے کلمہ لعن زبان سے
نکالا ہے تو اور لڑکون نے بہی سنا ہوگا پس جس وقت وہ اگر میرے اس عمل کی گواہی
دیونگے تو مینے اپنے قتل و ایذا کا تجہکو مختار کردیا اور جب معلم نے بہت سی باتین اس طرح
اوسسے کہین تو عبید اللہ زیاد نے جواب دیا کا اے معلم یہ سب تقریر تیری بیجا ہے میرے
نزدیک اس لڑکے کی گواہی سچی ہے تیرے ہزار ابوترابیون کی گواہی سے اور یہ کہکر
پسر زیاد اوسدم حاجب سے کہنے لگا اسکو طوق و زنجیر مین گرفتار کرکے زندان ابوترابی
مین لیجا کر بند کردے غرضکہ حاجب نے اوس دیندار کا ہاتھ پکڑکے در زندان پر لیجا کر طوق
و زنجیر پہنا کے تہہ خانے مین لٹکا کر اوسکو چھوڑ دیا اور زندان بانون نے یک مرتبہ در
زندان کا بند کر لیا تو شب دیجور سے بہی زیادہ تاریکی اوس تہہ خانے مین ہوگئی اور
کثیر ابن عامر کو جب اوس تاریکی سے ایک ہول دلمین پیدا ہوئی تو گھبرا کر یا حیدر کرار
علیہ السلام کہکی زانو پر سر رکھ کر بیٹھ گیا اور تاریکی کنج لحد کا دل مین دھیان کرکے کہنے لگا
کہ اے تن و جان اس رنج کو دوستی اہلبیت اطہار علیہم السلام مین راحت جان سے
صبر کر کہ تیرا امام زمان سید الساجدین علیہ السلام نور چشم جناب پسر شیر یزدان علیہم السلام
اس سے بہی زیادہ تر بلاؤن مین صابر و شاکر رہا ہے اور اے دل کیا تیرے لیئے یہ قید خانہ زندان
صندوق یزید سے بہی زیادہ تر ہے کہ تیرے مولا کو تو یزید نے صندوق مین بند کرکے زمین مین
دفن کر دیا تہا اور معلم یہی باتین اپنے دل مین سوچکے مصیبت آل رسول صلی اللہ علیہ
والسلام مین اشکباری کر رہا تہا کہ یکایک خوشبو معلوم ہوئی پھر ایک روشنی اوس تہہ خانے
مین پیدا ہوئی پس معلم متعجب ہوکر اوس روشنی کیطرف دیکہنے لگا تو ناگاہ بیڑیون کی جھنک
بلکہ آواز رونے کی سی بھی کچھہ اوسنے سنی اور کثیر ابن عامر جب اوٹھ کر اوسطرف راہی ہوا تو
دیکہا کہ ایک جوان رعنا کھڑے ہوئے گرزی کے سے پہنے ہوئے طوق و زنجیر مین مسلسل

پوست آہو کے فرش پر بیٹھا ہوا نام جناب رسالتمآب و حیدر کرار علیہما الصلوٰۃ
والسلام ورد زبان کرکے اشکباری مین مصروف ہے اور ناخن دست و پا و موی
سر و ریش بھی اوس شیر کے حد سے زیادہ بڑہے ہوئے ہین شاید ناخدا ترس بنی امیہ
اس باب مین بھی اوسکے مزاحم ہے کیونکہ کفار اسیرونکو سخت تکلیف دیتے ہین القصہ
معلم کو جب معلوم ہوا کہ یہ شخص بھی محب آل احمد مختار علیہم الصلوٰۃ والسلام ہے
آگے بڑھ کے اوسکو سلام کرکے کہنے لگا کہ اے آزاد مرد بندۂ خدا تو کس گناہ کی سبب
سے اس عذاب شدید مین گرفتار ہے اوس نوجوان عالی خاندان نے جب بوی
محبت اوس پیر مرد کے بشرہ سے پائی تو بہت سا متبسم ہوکر جواب دینے لگا کہ
اے مونس جان شکستہ دلان و انیس محبان شاہ شہیدان مین یا سدار محبی لائے
جناب شاہ ولایت علیہ السلام سے اور اونکی اولاد امجاد کی محبت کے سبب سے
اس گوشہ زندان مین گرفتار ہون الا یہ سب رنج میری نظر مین ذرہ کے مثال ہین
کس لیئے کہ میرا مولاے دوجہان حلال مشکلات انس و جان ہے ولیکن جب
معلم نے نام جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام اوس مومن
کی زبان سے سنا تو یکبار اشکبار ہوکر پوچھنے لگا کہ اے دلاور تو اپنے نام و نسب
مجھکو آگاہ کر کہ تو کس شجر باغ عزت و شرافت کا ثمر ہے اور کس گلستان عظمت و
جلالت کا گل مراد ہے یہ سنکے وہ ثمر نخل خاندان عالی باچشمہاے اشکبار کہنے لگا
کہ اے بلند شان میرا نام مختار ابن ابو عبیدہ ثقفی ہے بس کثیر ابن ہمام یہ سنکر
دوڑ کے سر مختار کو چھاتی سے لگا کر دونون آنکھون اور جبین کا اوسکے بوسہ لیکر کہا
کہ خداوند عالم تجھے اس قید ستم سے نجات دیکے مطلب دلی سے کامیاب کرے مختار
نامدار نے یہ لطف و عنایت اوس مرد پیر کی دیکھکر کہنے لگا کہ اے مہربان تو بھی اپنے
نام و نشان سے مجھے آگاہ کر کہ تو کس بحر شرافت کے صدف نجابت کا گوہر یکتا ہے

معلم نے کہا اے مختار دیندار میرا نام کثیر ابن عامر ہمدانی ہے کہ اطفال رؤسائے
اہل کوفہ کو قرآن پڑھایا کرتا تھا یہ سنکے مختار نامور نے کہا کہ سبحان اللہ ان گمراہون نے
کیا مرتبہ علمی کی قدر دانی کر کے تجھے مرتبہ اعلی کو پہونچایا اے معلم مین تو بسبب
دوستی آل عبا صلعم و عداوت انتقام خون ناحق جناب سید الشہدا علیہ السلام
گرفتار ہوا بھلا تجھکو کس گناہ پر ملعونون نے اس رنج و بلا مین مبتلا کیا ہے معلم نے
کہا کہ اے مختار عالی وقار مجھے بھی اسی سبب سے کفارون نے پابند سلسلہ جفا کر کے
قید کیا ہے اور تمام احوال بنا از ابتدا تا انتہا بیان کیا تو مختار روشن ضمیر نے اوسکا
تمام و کمال احوال سنکے کہا کہ اے معلم زنہار تو دلگیر ہو قریب ہے کہ اس زندان سے فرحان
و شادان ایک آن مین تو اپنے گھر کی طرف روانہ ہووے کس لیئے کہ اور لڑکون کے
مان باپ تیرے لیئے سعی و سفارش ابن زیاد کے روبرو پہونچا کر ابھی قید سے رہائی
دلوا دینگے مگر مجھکو دیکھیئے کب تک ابھی یہ زحمت اوٹھانی ہوگی اور یہی ڈرتا ہون کہ
ایسا نہو کہ اسی قیدخانہ مین مر کر بے ارمان اس جہان فانی سے چلا جاؤن اور اے معلم اگر
مین حسرت انتقام خون مظلوم کربلا علیہ السلام دل مین لیکر مرجاؤنگا تو میری روح تاقیامت
مثل طائر بسمل تڑپا کریگی اور میری نیت مین تو یہ ہے کہ حق آل عبا صلی اللہ علیہ و آلہ
وسلم کا ظالمون سے چھین کے اونکے حق دارون کو پہونچا کر قاتلان فرزند فاطمۃ الزہرا
علیہا السلام کو مار کر روے زمین سے نام و نشان مٹا دون الا دیکھیئے کس دن اس
قید سے رہا ہو کے اپنی مراد کو پہونچکر شیعیان علی علیہ السلام مین اس عزت سے ممتاز
ہونگا غرض معلم نے یہ تقریر دلپذیر مختار دیندار کی سنکے جواب دیا کہ اے ابن ابوعبیدہ
نامدار زنہار تو کچھ اندیشہ نکر انشاء اللہ الرحمن تو اپنی مراد کو جلد پہونچیگا کس لیئے کہ تیرا احوال
مین اخبار جناب حیدر کرار علیہ السلام مین دیکھ چکا ہون کہ اوس جناب صداقت مآب نے
فرمایا ہے کہ مختار کے ہاتھ سے قاتلان مظلوم کربلا بہت سے مارے جائینگے واللہ اعلم

مختار نامور مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ تیری کوشش سے بہت قتل ہونگے اور
انشاء اللہ تعالیٰ کوفہ سے لیکر تا عراق تیرا عمل ہو جاویگا بلکہ نشان لشکر دوستان
بنی فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کا درون مکہ معظمہ پر بھی تیرے سبب سے نصب ہوویگا
سنتے ہیں کہ معلم کی ان باتون سے مختار شادمان ہو کر دمبدم کلمۂ انشاء اللہ تعالیٰ
زبان سے جاری کر کے معلم کو بھی بدلجوئی تمام کہتا تھا کہ اے کثیر میرے دلکو بھی یقین ہے
کہ ایک دم میں تیری رہائی کی صورت اس تیرگی یاس واندوہ میں مثل اختر تابان
دکھائی دے اور جب اسی حال میں معلم یکبار بیقرار ہو کر ڈاڑھیں مار کر رونے لگا تو
مختار دیندار نے کہا کہ اے مونس جان بیکسان کس واسطے ہیں ہو کر اسقدر
بیتابی سے روتا ہے تو صبر کر کہ خدا صبر کرنے والون پر مہربان ہے معلم نے جواب دیا
کہ اے مختار مجھکو اسدم تیری اس قید شدید پر رونا آیا کہ یہ بھاری بیڑیان تجھکو
کیسی زحمت پہونچاتی ہونگی مختار عالی وقار نے کہا کہ اے بھائی یہ فلک شعبدہ باز
انسانکو کیا کیا نیرنگیان دکھلاتا ہے ولیکن اس جہان پر فتنہ وفریب کی کسی بات
کو قیام نہیں ہے اور اس زمانہ دون میں مانند روز و شب شادی و رنج باہم
دست دگریبان ہیں بخدا اگر اس جہان کو کوئی مایۂ آرام سمجھے تو میرے نزدیک وہ
محض نادان ہے کس لیئے کہ انبیاء و اوصیاء و اولیاء بھی اسکے ہمیشہ شاکی رہے اور اے
برادر لازم ہے کہ قصۂ سلیمان و یوسف کو دیکھ کے بس جیکا رہ کہ یہ ہمارے لیئے محل
عبرت و مقام صبر و تامل ہے لیکن تاہم برادر مومنین اگر ایک دوسرے کی تا مقدور
دلجوئی و حاجت روائی میں مصروف رہیں تو البتہ ایک صورت راحت و آرام
اس جہان پر اندوہ میں ہے والا سوائے ندامت و حسرت کے کچھ حاصل نہیں ہے
اور اے مونس انسان باخلق بھی زمانہ میں دو وضع کے ہیں اکثر تو فقط رضائے خدا کے
لیئے آپس ایک دوسرے سے جان و مال و نصیحت عزیز نہیں رکھتے ہیں اور بہت سے

آپس مین حصول مراد دنیوی کے لیئے طریقہ مروت و محبت اظہار کرتے ہین یہ سنکے
معلم نے کہا کہ اے مختار کیا کرون لاچار ہون اگر میری جان تک تیرے کام آئے تو
عذر نہ کرون اوسدم مختار مسکرا کر کہنے لگا کہ اے برادر خدا تیری جان کو سلامت
رکہے اور مجہکو تیرا حق شناس کرے خیر اگر ہو سکے تو جو مین تجہسے کہونگا میرے لیئے اوسکی
کوشش کرنا اور یہ دونون دیندار باہم اسی طرح کی باتون مین مصروف ہو کر ایک دوسرے
کی غمگساری مین مشغول تہے تا وقتیکہ اختر اقبال معلم افق حصول مراد سے طالع ہو راوی
لکہتا ہے کہ معلم کی ایک بہتیجی شاید ابن زیاد کے لڑکون کی دائی تہی اور بہت سے
لڑکون کو اوس بدبنیاد کے اوسی نے پرورش کیا تہا پس جب اوسنے کثیر معلم
کا یہ حال سنا کہ ابن سنان کے کہنے سے پسر زیاد بدنہاد نے کثیر کو گرفتار طوق و زنجیر
کر کے زندان ابو ترابی مین قید کیا ہے وہ روتی پیٹتی اپنے کپڑے پہاڑ کے زوجۂ ابن
زیاد کے پاس گئی جب ابن زیاد لعین کی زوجہ نے اوسکو اس حال سے دیکہا
تو کہنے لگی اے میرے لڑکون کی پالنے والی مادر مہربان سے بہتر تجہپر کیا حادثہ گذرا
کہ اس حال پریشان سے مین تجہکو دیکہتی ہون اوسنے رو کر کہا کہ میرے چچا
کثیر نامی کو کہ اوسنے تیرے لڑکون کو بہی قرآن پڑہایا ہے پور سنان ابن انس کے
کہنے سے کہ اوسنے بہتان سب خلیفہ زمان و امیر کوفہ وغیرہ اوسپر کیا ہے حاکم کوفہ نے
اوسے طوق و زنجیر پہنا کے بے ثبوت جرم اوس تہہ خانہ مین کہ جسکو **زندان**
ابو ترابی کہتے ہین قید کیا ہے اور اے زوجۂ ابن زیاد سراپا بیداد میرا حق تجہپر
بسبب تیری اولاد کی پرورش کرنے کے اگر ایک درجہ ہے تو میرے چچا کا حق تم
سب پر مجہ سے دوچند بلکہ اور زیادہ ہے کسلیئے کہ اوسنے تمہارے لڑکون کو قرآن
مجید پڑہا کے ادب قاعدہ سے آگاہ کیا ہے لازم ہے کہ تم حاکم کوفہ سے سعی کر کے
اوسکو قید سے چہڑوا دو اور غضب ہے کہ عوض نیکی کرنے کے سنان کے بیٹے نے

حق تعلیم اوسکو یہ دیا کہ ایسا کچھہ اہتمام کر کے قید کرایا ہے یہ سنکے زوجہ عبداللہ زیاد
لعین نے کہا کہ سنا نہ تو اندیشہ نہ کر جسوقت امیر محل مین آویگا اوسیدم مین بمنت
وزاری کر کے کثیر کی رہائی کرواد ونگی کہتے ہین معلم کی بھتیجی یہ سنکے خوش ہو کر زیادہ
خوشامد سے اوسکو دعائین دینے لگی جب تھوڑے عرصہ مین پسر زیاد محل مین آیا
تو زوجہ پسر مرجانہ اوٹھ کر اوسکے پیرون پہ سر رکھ کے ہاتھ باندھ کر کہنے لگی کہ اے امیر کوفہ
کثیر ابن عامر پہ ابن سنان نے یہ محض بہتان کیا ہے وہ تو ہمارے گھر سے مع
خویش و قوم پرورش ہوتا ہے بھلا ایسی بات وہ کب اپنے موںہ سے نکالیگا کہ جو
ہماری ناراضامندی کی ہوگی پس اے پسر مرجانہ امیدوار ہون کہ میری خاطر سے
اگر گناہ بھی اوس سے سرزد ہوا ہے تو معاف کر کے اسی وقت زندان سے اوسکو
رہائی دے کہ اوسکی بھتیجی نے جسوقت سے یہ حال پریشان سنا ہے یہان روتی
بیٹھی آئی ہے اور میرے نور چشم میرے پارۂ جگر سب کے سب اوسکے رونے سے
محزون و ملول ہین اور بخدا اے امیر اگر یہ مطلب میرا اسوقت برلاویگا تو گویا
حکومت ہفت اقلیم سے مجھے سرفراز کریگا یہ سنکے ابن زیاد نے تبسم ہو کر اوس سے
کہا کہ کیون اسقدر اضطرار مین ہو کر اپنی خاطر کو پریشان کرتی ہے بس اگر یہی
تیری حاجت ہے تو مین برلاتا ہون یہ کہکے اوس بدکردار نے بپاس خاطر زوجہ حاجب
کو بلا کر کہنے لگا کہ جلدی سے جا کر کثیر ابن عامر معلم کو زندان سے باہر نکال کر طوق
وزنجیر سے رہا کر کے میرے پاس لے آ الحاصل حاجب نے جلدی سے در زندان پر
جا کے زندانبانون سے محبوس خانہ کا دروازہ کھلوا کے یہ حکم دیا کہ کثیر کو جلدی سے
زندان سے نکالکر طوق وزنجیر سے رہا کر کے میرے ہمراہ کردو امیر کوفہ نے مجھکو یہ حکم
اپنے محل کے اندر سے دیا ہے لکھا ہے کہ معلم و مختار ابھی آپس مین بیٹھے ہوے
وہی باتین کر رہے تھے کہ یکبار محبوس خانے کے دروازہ کھلنے کی آواز انکے

کان مین پہونچی اور مختار مسکرا کر معلم سے کہنے لگا کہ بشارت ہو تجھے اے بہائی کہ
آواز دروازہ زندان کے کہلنے کی معلوم ہوتی ہے بخدا الیقین ہے کہ تیری سعی کسی نے
ابن زیاد سے کر کے قید سے تجھکو چھڑوایا ہے یہ سنکے معلم نے کہا کہ اے مختار نامدار
قسم ہے ذات پاک کردگار کی اگرچہ قید ستم سے رہا ہونے کی خوشی مجھے کمال ہوگی
ولیکن تیرے فراق کا بہی اسقدر رنج و الم ہوگا کہ جسکے بیان سے زبان میری قاصر ہے
بس اے مختار نیک سیر اگر تیرے دل مین کچھہ حاجت ہووے تو اوسکو مجھ سے
بیان کر کہ اوس بات کے سرانجام مین بجان و دل مصروف ہو کر تجھے شادمان کرون
مختار نے کہا کہ اے برادر اگر تو قید سے رہائی پاکے تھوڑا سا کاغذ و قلم و دوات
کسی صورت سے مخفی مجھہ تک لے آوے تو البتہ مین اپنے مقصد سے کامیاب ہو جاؤن
اور واللہ اے معلم یہ ایک مطلب میرا اگر تو بر لاویگا تو تمام عمر تیرا ممنون احسان
رہونگا بلکہ اسکے عوض مین خوشنودی خدا و رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و دعاے
مومنین دونون جہان مین تجھکو حاصل ہوویگی معلم نے کہا کہ اے مختار انشاء اللہ
الرحمن تا مقدور کوشش بیحد و پایان کر کے یہ تیری مراد مین بجان و دل بر لاؤنگا
اور معلم نے زنہار مختار سے اس مقدمہ مین کچھہ نہ پوچھا کہ قلم دوات و کاغذ تو کس لیے
مانگتا ہے پس ناگاہ زندانبانون نے جب پکارا کہ اے معلم جلدی زندان سے باہر
نکل کہ امیر کوفہ نے تجھپر اپنا لطف و کرم روا رکھ کے حکم تیری رہائی کا بہیجا ہے معلم یہ
آواز زندانبانون کی سنکر مختار سے رخصت ہو کر باچشم اشکبار جب زندان سے
باہر آیا پس حاجبون نے جلدی سے اوسکی طوق و بیڑیان کٹوا کے ابن زیاد لعین
کے پاس لے آئے ابن زیاد کثیر کو دیکھکر کہنے لگا کہ اے معلم خداوند عالم جیسا اپنے لطف
و کرم سے بندی اسیر پر مہربان ہے اوسی طرح مینے تجھپر اپنی عنایت کو روا رکھکر ابکی مرتبہ تو قید سے
رہائی دی پر اگر پھر کبھی ایسا قصد کریگا تو زنہار بے ہلاک کیئے تجھے نہ چھوڑونگا معلم نکلکر

کہ اے امیر اوس بات کا تو بہلا کیا ذکر ہے مین اس پیشیہ معلمی کو بہی اب ترک کردونگا کہ
اس لڑکے نے ایسا بہتان کرکے مجہے بلاے عظیم مین مبتلا نہین کیا کہ اوسکو یاد رکہوں گوشہ
نشینی اختیار کرون اور معلم جب گہر مین آیا تو اوس دیندار نے اپنی زوجہ کو طلاق دیکر
سامان مطلب براری مختار کیا کہتے ہین کثیر نے فقط مختار نامور کے مطلب کے لیئے اپنی
زوجہ کو اس خیال سے طلاق دیا کہ عورت ناقص عقل ہوتی ہے مبادا اس راز سے
مطلع ہوکے افشاے راز کردے یا یہ سبب ہو کہ وہ دشمن اہلبیت نبی صلعم ہوگی
اس سبب سے اوسکو چہوڑ دیا غرض بہر صورت کیا مرد دیندار تہا کہ الفت دوستان آل
نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے سبب سے محبت زوجکی اوسنے دل سے دور کی خانمان
برباد کی اپنی اختیار کی سچ ہے جب تک انسان فتنہ و شر سے کنارہ نہین کرتا کوئی
امر خیر اوس سے بخوبی سر انجام نہین پاتا ہے اور جب معلم اوسطرف سے مطلق ہو چکا
تو ہزار درہم و پچاس دینار ایک رومال مین باندہکر گوسفند تصدق مین ذبح کرکے مساکین
کو بانٹ کر کچہہ روٹیان خوان مین رکہکے مزدور کے سر پر رکہوا کے زندانبانون کے اوسکے
گہر پر آیا اور جب دروازے کو اوسکے کہلوا کر اوسکی زوجہ کو اپنے حال سے مطلع کیا تو اوسنے
پوچہا کہ اے شخص تو کون ہے اور کس مطلب کے لیئے آیا ہے معلم نے کہا کہ مین کثیر بن
عامر ہمدانی معلم روساے اہل کوفہ کا ہون اے خواہر مجہکو امیر کوفہ نے ایک تہمت کی
علت سے زندان ابوترابی مین قید کیا تہا اور فضل خدا سے جب مینے اوس عذاب
شدید سے نجات پائی تو کچہہ نیت اپنے دل مین کی ہی اوسکو عمل مین لاکے کچہہ بطریق تحفہ
تیرے شوہر کے لیئے بہی لایا ہون تو اسکو لیکر امانت رہنے دے کہ جسوقت وہ گہر مین آویگا
میرا سلام کہکے یہ تحفہ اوسکی نظر سے گذران کے میری طرف سے کہدینا کہ انشاء اللہ تعالی
مین اور بہی تیری خدمت گذاری کرونگا جو کچہہ کہ خاص کرکے تیرے باب مین نے نیت
کی ہے اور معلم جب زر و نعمت اوسکی زوجہ کو دیکر چلا آیا تو بعد تہوڑے ہی عرصہ کے

زندان بانون کا سردار بھی اپنے گھر مین آکر پہونچا اور جلدی سے اوسکی زوجہ نے وہ سب تحفہ اوسکے روبرو رکھ کے جو کچھ پیغام زبانی کہا تھا معہ سلام اپنے شوہر سے جب بیان کیا تو مرد دانا تمام عبارت سے ماہر ہو کے اپنے دل مین فکر کر کے کہنے لگا کہ معلم ضرور کچھ حاجت مختار کی یا اپنی اس امر کے بعد مجھ سے در پیش کریگا راوی کہتا ہے کہ وہ مرد زندان بان بھی محب آل احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عزادار جناب امام حسین علیہ السلام تھا کہ شب و روز دیندار اپنے گھر مین ذکر مصیبت امام مظلوم کربلا علیہ السلام کر کے اشکبار ہو کر تمام قاتلون پر اونکے لعنت کیا کرتا تھا پر ابن زیاد کو بلکہ تمام بیدینون کو اسکے مذہب کا کچھ حال معلوم نہ تھا اور جب دوسرے دن معلم پھر اوسی سامان سے زندانبان کے گھر پر آکے موجود ہوا تو دیکھا کہ وہ دیندار گھر مین نہین ہے معلم پھر اوسکی زوجہ کو وہ سب مال و متاع دیکر بعد سلام یہ پیغام کہکر چلا آیا کہ مجھکو اشتیاق ملاقات زندانبان ہے انشاء اللہ تعالیٰ اگر زندہ رہا تو کل اسی وقت پھر حاضر ہونگا القصہ جب اوس مرد دیندار زندانبان نے اپنے گھر مین آکر پھر وہی سامان دیکھا تو اپنی زوجہ سے کہنے لگا کہ کل جس وقت معلم آویگا مجھے اطلاع کر دینا کہ مین بھائی کو اپنی جا پر بٹھا کر چلا آؤنگا و الا کل سویرے سے مین آپ ہی گھر مین آکر بیٹھونگا دیکھون تو اسکو مجھسے کیا کام ہے مگر میرے دہیان مین یہی آتا ہے کہ کوئی کام اسکا ایسا درپیش ہے کہ وہ میرے بغیر سرانجام نہین پاویگا غرضکہ دوسرے دن زندانبان اپنے بھائی کو اپنی نوکری پر چھوڑ کر زمان موعود سے پیشتر اپنے گھر مین آکر موجود ہوا تو کثیر ابن عامر ہمدانی اوسی سامان معینہ سے پھر زندانبان کے گھر پر آکر پکارا اور اوس مرد دیندار نے معلم کی آواز سنکر گھر سے باہر نکل کے دیکھا کہ معلم ایک خوان مزدور کے سر پر رکھوائے ہوئے بادستمال پر زر گھر اپنے

زندانبان وہ خوان فرود سے لیکے معلم کو بھی اپنے ہمراہ گھر کے اندر لے گیا اور
بتوقیر تمام کثیر کو جاے خلوت مین بٹھا کے پوچھنے لگا کہ اے معلم سچ بتلا دے آج
تین دن سے تو یہ سامان جو میرے لیئے لاتا ہے اسکا کیا سبب ہے جو نذر کا حیلہ
کر کے دے جاتا ہے بھلا اسکو مین کیونکر باور کرونگا بس اے کثیر ابن عامر اگر
کچھ مطلب تیرا مجھ سے درپیش ہو تو مجھ سے بیان کر قسم ہے خدا اور رسول و علی
مرتضے علیہما الصلواۃ والسلام کی کہ تیری مراد تا مقدور بر لانے مین کوتاہی نہ
کرونگا اور اے برادر مجھکو عقل سے معلوم ہوتا ہے کہ تو مختار نامور کے باب مین
مجھسے کہیگا حالانکہ اس امر مین میرے لیئے مضرت ہے لیکن مجھکو قسم ہے کہ یہ مطلب
بھی تیرا مین روا کرونگا یہ سنکر معلم نے خوش ہو کے زندانبان کو دعاے خیر سے
یاد کر کے کہا کہ اے بھائی مجھسے مختار دیندار نے قید خانہ مین یہ مطلب اپنا اظہار
کیا تھا کہ اے کثیر اگر تجھسے ہوسکے تو کسی طرح سے قلم دوات و کاغذ مجھ تک پہونچا دینا
کہ تیرے اس احسان کو تا دم نہ بھولونگا بس اے برادر مین یہ چاہتا ہون کہ یہ چیزین
اوس تک پہونچاؤن ولیکن بغیر از تیری امداد کے یہ امر ہونا بہت دشوار ہے
اور اگرچہ تو ہمت کرلے اس مشکل کو آسان کر دیویگا تو کچھ دشوار نہین ہے
کہ تیرے اختیار مین ہے اور ہر چند کہ مجھکو اس بات مین بظاہر کچھ حاصل نہین
ہے الا ثواب آخرت و دنیا مین مجھپر نہایت تیرا احسان ہوگا بس زندانبان یہ
کلام کثیر ابن عامر کا سنکے متبسم ہو کر کہنے لگا کہ اے بھائی بسر و چشم اس کام کو
تیرے اگرچہ از بس مشکل ہے لیکن جانبازی کر کے انجام کو پہونچاؤنگا مگر جس طرح
کہ مین کہون اوسی طور پر تو اوسکا سامان کر کس لیئے کہ ابن زیاد نے ہر چند مجھ بلا مین
سمجھکر یہ کام میرے حوالے کیا ہے والا اوس نے اور کچھ لوگ بھی محبوس خانہ پر
معین کیئے ہین اور باوجود یکہ میرے حکم کے سوا وہ کچھ نہین کر سکتے ہین ولیکن مین

پھر تنہا اونکے ڈر کے مارے کوئی کام نہین کرتا ہون کہ مبادا وہ ابن زیاد سے جا کر میری
بدگوئی کرینگے اور مجھ سے اوسکو برخلاف کردینگے پس لازم ہے کہ دو روز تامل کر کے
تیسرے دن فلان وقت مین بھی اور وہ لوگ بھی سب در زندان پر موجود ہوویں
دو خوانون مین بہت سامان نیز طعام رنگا رنگ درست کر کے ایک خوان مین
روٹیون کی تہہ مین قلم دوات و کاغذ پوشیدہ رکھ کے دروازہ زندان پر آکر اظہار کرنا
کہ ایہا الناس مختار نے بصد آرزو خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا واسطہ
دلا کے مجھ سے یہ چیزین کھانے کی مانگین یقین کہ اے معلم ظاہرا مین اس قید سے بغیر
مر جانے کے رستگاری کی صورت نہین دیکھتا ہون اور میرا دل ان چیزون کے
کھانے کے لیے بہت ترستا ہے اگر تو کسی طرح پر مجھے یہ کھلا کر سیر کر دے تو تیرا
تا قیامت شاکر ہونگا اس سبب سے مین نظر اوسکے التماس پر کر کے یہ دو خوان کھانے
کے تیار کر کے لایا ہون ایک خوان تم سب آدمی آپس مین بانٹ کر کھالو اور
ایک خوان خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نظر کر کے اوسکو پہونچا دو کہ وہ بھی
اپنی آرزو کو پہونچ جاوے اور علاوہ اسکے مینے بھی قید خانے مین یہ نیت کی تھی
کہ اگر قید سے نجات پاؤنگا تو قیدیون کو بلکہ زندانبان کو کچھ کھانا کھلاؤنگا سو الحمد للہ
خداوند عالم میرا یہ مطلب بر لایا اگر اب تم لوگ بھی ہمت کر کے میری امید بر لاؤ بس
اے معلم وہ لوگ تجھ سے حسب مصلحت اس مقدمہ مین اگر کرینگے تو مین بھی اونکو
سمجھا کر کہونگا کہ سچ ہے مختار اب قید سے کاہیکو چھوٹے گا جو کبھی اوسکو ایسا کھانا
نصیب ہوگا خیر کیا مضائقہ ہے اوسکے لیے بھی بھیجدو اور تم بھی لے لو یقین ہے کہ
جب مین یہ صلاح اونکو دونگا تو وہ راضی ہو کر پھر کچھ فتنہ پردازی نہ کرینگے اور
جسدم کہ مین اجازت دے دونگا تو اوسوقت وہ خوان جسمین کہ قلم دوات و کاغذ
ہووے زندانبانیون کو دینا اور دوسرا خوان مختار نامدار کے پاس لیکر چلا جا یو

غرض معلم یہ تقریر اوس صاحب توقیر کی سنکے بہت خوش ہوا اور جوش مسرت
سے اوسکی پیشانی کا بوسہ لیکر کہنے لگا کہ اے بہائی قسم ہے ذات کبریائی کی یہ خوب
تدبیر تیرے ذہن مین آئی ہے البتہ اب اس مطلب کے حاصل ہونے کی مجہکو
توقع ہوئی راوی بیان کرتا ہے کہ زندانبان کا ایک لڑکا کہ اوسکو راستہ پر سے
اوٹہاکر اوسنے پالا تہا وہ وہین پر آنکہین بند کیئے چپکا لیٹا ہوا یہ باتین سن رہا
تہا اور یہ دونون دیندار آپس مین بے اندیشہ باتین کر رہے تہے اور وہ لڑکا انکی
سب باتین سن رہا تہا غرضکہ جس وقت معلم یہ سامان لیکر محبوس خانے کے
دروازہ پر گیا تو اسنے ابن زیاد سے جاکر اوس حال کی اطلاع کر دی اور جب
ابن زیاد نے تفصیل وار اوس سے سب حال سنا تو وہ اوسیدم سوار ہوکر
محبوس خانے کی طرف بسرعت تمام جاکر اوس وقت وہان پہونچا کہ سب
زندانبان وکثیر کہانا مختار نامدار کے پاس لیجانے پر مستعد تہے اور ناگاہ اسکی
آمد سنکے سب کے سب استقبال کو اوسکے جب بدحواس ہوکر دوڑے تو یکبار
وہ بدکردار غضبناک بشدت خانے کے دروازے پر پہونچکے اوس زندانبان کی
طرف دیکہہ کے کہنے لگا کہ معلوم ہوا تو بہی آل بنی امیہ کے دشمنون مین سے
ہے کہ میری اور یزید کی بدخواہی کو اختیار کرکے مختار کی دوستی مین اس خیال
سے معروف ہوا ہے کہ وہ زندان سے رہائی پاکر ایسا کچہہ فتنہ برپا کرے کہ خاندان
بنی امیہ کا نام ونشان یکبار صفحہ روزگار سے مٹا دیوے پس زندانبان یہ سخن
سنکے یکبارہ پریشان خاطر ہوکر کہنے لگا کہ اے امیر تجہکو کیونکر ثابت ہوا کہ مین اس
کام کے انصرام مین مصروف ہوا ہون بہلا مجہسے کبہی تیری سرکار مین ایسی
خطا سرزد ہوئی ہے کہ تیری دوستی سے ہاتہہ اوٹہاکر تیرے دشمنون کی محبت مین
پابندی اختیار کی ہو وہ یہ سنکے اوسنے ازبس غضبناک ہوکر جواب دیا کہ اے

مفسد مین سن چکا ہون جو کچھہ مشورہ گھر مین بیٹھہ کر تو نے معلم سے کیا ہے کہ وہ
کاغذ و قلم و دوات کھانے مین رکھہ کے تیرے پاس لاوے اور تو مختار کو پہونچا
دیوے تا وہ نامہ عبد اللہ عمر کے لیے اپنے حال کا لکھکر بھیجدیوے کہ وہ اسکی
رہائی مین کچھہ کوشش کر کے اسکو قید سے چھوڑا دے بیان کرتے ہین کہ
زندانبان یہ کلام اوس بد انجام کا سنکے اپنے دل مین حیران ہوکر کہنے لگا
کہ پروردگار اس ملعون کو کس دشمن آل نبی علیہم الصلواۃ والسلام نے
یہ پیغام مفصل پہونچایا ہے کہ یہ سراسر وہی بات کہہ رہا ہے جو حقیقت مین
درست ہے اور یہ نہ معلوم تھا کہ اوسی نے جسکو ناز و نعم سے پرورش کیا
تھا اوسی نے یہ فتنہ برپا کیا ہے القصہ زندانبان جب ہاتھہ باندھکر کہنے لگا
کہ اے امیر معلوم ہوا کہ اسی گمان سے تو مجھپر ایسا خفا ہوتا ہے پس یہ بات
تو ایسی مشکل نہین ہے ابھی دم بھر مین تجھپر حق و ناحق روشن کئے دیتا ہون
اور اے امیر کوفہ مین تو مدت سے تیرا نمک خوار ہون آج تک بھلا کوئی خیانت
کی بات میری تجھپر ظاہر ہوئی ہے جو اب ایسی حرکت کرونگا ولیکن یہ جرم البتہ
مجھسے ہوا ہے کہ تیرے بے اجازت اس کام مین مستعد ہوا کہ اس معلم نے زمانہ
دستگیری مین قید خانے کے اندر خدا سے عہد کیا تھا کہ جسوقت مین قید سے
رہائی پاؤنگا تو کچھہ کھانا پکوا کے قیدیون کو اپنے ہاتھہ سے کھلاؤنگا۔ خداوند
مجیب الدعوات نے اسکی دعا قبول کر کے مشکل اسکی آسان کردی تو یہ کھانا
پکوا کے لیکر آیا ہے چنانچہ ابھی وہ کھانا قیدیون کے پاس بھی نہین گیا ہے یہین
باہر رکھا ہوا ہے اے امیر کسی کو حکم کردے کہ وہ قلم دوات کاغذ اسمین جا کر ڈھونڈھ
لیوے اگر اس کھانے مین یہ چیزین نکلین تو مین نے اور معلم نے اپنا خون تیرے اوپر
حلال کیا اور یہ گفتگو اوسنے اس خیال سے کی تھی کہ زندانبان اپنے دل مین

یہ سمجھا تھا کہ میری اس تقریر سے یہ خجل ہو کے پھر کر چلا جاوے گا مگر وہ اشرارون کا
سردار ایک بار گھوڑے سے اوتر کے کہنے لگا کہ ان خوانون کو میرے روبرو لے آؤ
کہ مین آپ انکو دیکھونگا بس کثیر ابن عامر زندانبان یہ تقریر اوسکی سنکر خوف سے
تھرا کر اپنے دل مین یہ دعا مانگنے لگے کہ یا علیم تو آگاہ ہے کہ ہم بے خوشی خاطر
آل عبا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رہائی برادر مومن و انتقام خون ناحق امام
مظلوم کربلا علیہ السلام کی نیت سے اس کام کو اختیار کیا تھا پس یا خیر الحافظین
اسکے شر سے تو ہمکو محفوظ رکھنا اور اسدم مدعاے دلی سے کامیاب کرنا اور باقی
لوگ جو زندانبان کے ہمراہ گئے تھے وہ بھی ڈر کے مارے دل مین دعا اپنی
محافظت جان کے لیئے خدا سے اسطرح مانگ رہے تھے کہ اے قادر ہر جز و
کل تو اسکے دل مین رحم پیدا کر اسکی نظر آزار رسان کو نابینا کر دے القصہ جب
دونون خوان طعام اوسکے روبرو لے آئے تو اوسنے دونون خوانون کی روٹیون
کو اور سب کھانے کو قریب دس مرتبہ کے بہت اچھی طرح دیکھا لیکن وہ اسباب
قلم دوات و کاغذ زنہار اوسکو جب نظر نہ آیا تو اوسوقت پسر زیاد اپنے عمل بد سے
خجل ہو کر اوس زندانبان سے کہنے لگا کہ مین کیا جانون تیرے بیٹے نے آکر مجھ سے یہ
سب حال بیان کیا تھا یہ سنکے زندانبان با ایمان ہاتھ باندھ کر کہنے لگا کہ اے امیر مجھے
یقین ہے کہ اوسنے یہ بہتان مجھپر کیا کیونکہ وہ میرا دشمن جان ہو رہا ہے اور اے امیر کوفہ
تجھکو اسکا حال مفصل نہیں معلوم ہے امیدوار ہون کہ جو مین بیان کرون سردار
اوسکو بگوش ہوش سماعت فرما کے میری داد کو پہنچے پس اے سردار کوفہ آگاہ ہو کہ
یہ لڑکا میرے صلب سے نہیں ہے اسکو مین نے ایک انبار خاک سے اوٹھا کر اپنی زوجہ سے
بصد ناز و نعم پرورش کرایا ہے مگر اوسکا عوض مجھے اسنے یہ دیا کہ اتفاقاً کل نماز ظہر کے وقت
جب مین اپنے گھر مین گیا تو اوسکے تئین دیکھا مین نے کہ پردہ بے حیائی موتھ پر ڈالکر

اپنی ماں کو بے تحاشا اسلیئے زدوکوب کر رہا ہے کہ اوس سے عمل قبیح کا مرتکب
ہوکر روسیاہی دارین حاصل کرے اور وہ بیچاری بصد خواری محافظت عصمت
کی کوشش میں مصروف ہو گئے ہر طرف چھپتی پھرتی تھی بس ناگاہ اوسی حالت مین
جب مین جا پہونچا اور اسکو اسطرح مین نے آمادہ دیکھا تو اسکو رسی سے باندھکر
خوب مارا اور اسے امیر ہر چند اتفاعناے غیرت یہی تہا کہ مین اسکو جان سے مار ڈالتا
ولیکن بخوف عدالت سردار مین ہرگز جرأت اس فعل کی نہ کر سکا کہ اسکے قصور کا
گواہ بیش امیر کیونکر گذرانونگا بس یہ سوچ کے ناچار ہوکر مینے اپنے گھر سے اسکو
نکالدیا بس تعجب نہین ہے اگر اسنے یہ بہتان کرکے میرے قتل کے لیے امیر سے کہا یہ سنتے
ہین کہ ابن زیاد کو یہ سنکر ایسا حد سے زیادہ غصہ آیا کہ ایک مرتبہ تلوار کھینچکر اوس
لڑکے پر لگا کر دو ٹکڑے کرکے زمین پر ڈالدیا اور زندانبان کیطرف دیکھکے کہنے لگا کہ

ابن زیاد بدنہاد کا طفل زندانبان کو قتل کرکے معلم و زندانبان کو واسطے
کھانا کھلانے مختار کے اجازت دینا اور اپنے فعل ناشائستہ پر خجل و منفعل ہونا

کہ ئجدا اسنے ناحق مجھکو دو بے گناہوں کے خون مین گرفتار کروانے کا ارادہ کیا
تہا اور یہ کہہ کے اوسکی لاش کیطرف موںھ کر کے پسر زیاد نے کہا کہ تونے جو آفت
اونپر چاہی تہی دیکھہ وہ تجھی پر آپڑی سچ ہے کہ جو کسی کی برائی کے درپے عبث
ہوگا وہ آپ اوسی بدی مین گرفتار ہو جاویگا القصہ جب معجزہ جناب آل عبا
علیہم السلام سے پسر زیاد ہر طرح پر خجل ہوکر زندانبان سے کہنے لگا کہ جا یہ کہانا
مختار کو لیجا کے کھلادے تو زندانبان خوش ہوکر ابن زیاد کو بعد تعریف و ثنا کے
بیحد کے دعا کرنے لگا تو وہ شقی اور زیادہ اوسپر مہربانی کرکے معلم کیطرف متوجہ ہوکر
کہنے لگا کہ اے کثیر بہت خوب کیا تونے کہ جو نذر مانی تہی وہ جلدی اسے ادا کرکے
فارغ البال ہوگیا کیونکہ انسان کو کیا معلوم ہے کہ یہ وقت گذر کے دوسرے دم
کیا ہوتا ہے خیر اب مینے حکم دیا ہے یہ لوگ مختار کو تیرے طعام نذر سے سیر کرکے
تیری مراد حاصل کردیوین گے مگر اے معلم مین نے کچھہ مختار کے حال پر رحم کہاکر
یہ حکم نہین دیا ہے فقط تیری نذر پر نظر کرکے مین نے ممانعت نہین کی والا مین
مختار کو ایک گھونٹ پانی کی اجازت نہ دیتا یہ کہہ کے جب وہ سوار ہوکر چلا گیا تو زندان
بان و معلم دروازہ زندان کھلوا کر شادان و فرحان وہ خوان طعام مختار کے پاس
لیکر گئے اور کاغذ و قلم و دوات نکال کر مختار کو دیکے تمام و کمال جو واقعہ گذرا تہا
اوس سے بیان کرکے شکر ایزد بیہمال ادا کرنے لگے تو مختار دیندار نے یہ سنکے خوشحال
ہوکر ان دونون مومنون کو بہت سی دعا دے کے جلدی سے دو نامے رقم کیئے ایک
نامہ تو صفیہ اپنی بہن زوجہ عبد اللہ عمر کے لیئے اس مضمون کا لکھا تہا کہ اے خواہر
مہربان کیا کہون پسر مرجانہ نے مجھے کیسی قید شدید مین رکھا ہے دیکھون اس قید خانہ
سے زندہ نکلکر پہر تیری ملاقات سے مسرور ہونگا یا اس آرزو کو بہی دل مین لیکر
آخر تاریک لحد مین جا سونگا اور دوسرا نامہ عبد اللہ عمر کے لیئے اسطرح پر لکھا کہ

اے نور دیدۂ ابن خطاب بعد ادائے سلام و مراسم آداب آگاہ ہو کہ پسر زیاد نے
مجھے ناحق بے جرم و قصور گرفتار کرکے ایک چاہ تاریک میں طوق و زنجیر سے مسلسل
کرکے قید کیا ہے اور اس زمانہ میں میرا حامی و مددگار سوائے تیرے ایسا کوئی نہیں
ہے کہ اس قید سے مجھکو رہائی دلواوے پس امیدوار ہوں کہ تو ایک نامہ میرے
مقدمہ میں یزید ابن معاویہ کے لیئے ایسے مضمون کا لکھ کے بھیجدے کہ وہ
اپنا نامہ بتاکید تمام میری مخلصی کے باب میں پسر زیاد کو لکھ کے بھیجدے تا یہ ناہنجار
مجھ سے دست بردار ہو کر میرے درپے آزار نہووے اور واللہ اے پسر خلیفہ
ثانی مجھے یقین کلی ہے کہ تیری بات کو یزید ابن معاویہ زنہار تساہل میں
نہ ڈالے گا کس لیئے کہ تیری قدر و منزلت سے وہ خوب آگاہ ہے اور حقیقت
میں جیسا تیرا لحاظ وہ کرتا ہے شاید روے زمین پر کسی اور کا اتنا پاس کرتا ہوگا
القصہ یہ دونوں نامے لکھ کر معلم کے ہاتھ میں دیکے کہنے لگا کہ اے مرد با مروت و وفا
اتنی زحمت اور برائے خدا اپنے اوپر اختیار کر کہ دونوں رقیموں کو کسی کے ہاتھ
عبداللہ عمر کے پاس بھجوادے تا تیرے سبب سے اس مطلب سے بہی کامیاب
ہوکر امیدوار رہائی ہو جاؤں یہ سنکے معلم نے کہا کہ اے مختار نامدار بذات کردگار
میرے سوا اس کام کو اور کوئی زنہار انجام کو نہ پہونچاویگا بس تو کچھ اندیشہ نہ کر
انشاء اللہ تعالیٰ عرصۂ قلیل میں اس زندان سے نکلکر تو اپنے گھر میں آرام پذیر
ہوویگا اور اے مختار لازم ہے کہ انسان کسی دم رحمت خدا سے مایوس
نہووے کیونکہ حال مشیت خداوند کریم کارساز سے کوئی ماہر نہیں ہے اور
یہ حال کسے معلوم ہے کہ شاید میرے یہاں قید ہونے میں یہی مصلحت تھی واللہ
لطیف بالعباد وھو العلیم الحکیم

معرکہ نہم

سیاہمان راوی اخبار نے یہ بیان کیا ہے کہ جب معلم زندانبان مختار نامور کو تسلی و دلداری کر کے محبوس خانے سے باہر نکلے تو کثیر ابن عامر اوسی وقت حمام میں جا کے نہایا اور کپڑے بدل کے حاجیون کے لباس سے اپنے تئین آراستہ کیا اور دوسرے دن دونون نامے اشتر کی کاٹھی مین پوشیدہ ہوکر اونٹ پر سوار ہوکر ابن زیاد کے گھر پر آیا کہ اون دنون مین ظلم ابن زیاد کے سبب سے کوئی شخص کوفہ سے عراق یا ملک کو بے اجازت اوسکے نہ جا سکتا تھا بس معلم کثیر جب حاجیون کا سا لباس پہن کر ابن زیاد کے دروازے پر آیا اور کہنے لگا کہ لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکُ لَکَ یعنے حاضر ہون اور کھڑا ہون یا خدایا کوئی تیرا شریک نہین ہے تحقیق کہ شکر و احسان و بادشاہت تیرے لیئے ہے اور ابن زیاد اوسوقت کوٹھے پر بیٹھا ہوا جھروکے سے مصروف تماشائے شہر کوفہ تھا تو یہ آواز سنکے حاجب سے پوچھنے لگا کہ یہ کون شخص آواز دیتا ہے یہ سنکے حاجب نے دریافت کر کے اوس سے جا کر کہا کہ اے امیر معلم کثیر ابن عامر ہمدانی حاجیانہ لباس پہنے ہوئے گلبن جاہ و حشمت در دولت پر کھڑا ہوا مثل بلبل نواسنج ہے پس زیاد اوس سے کہنے لگا کہ تو جا کے معلم کو میرے روبرو بہ توقیر تمام لے آ تو دیکھون تو آج کس ارادہ سے میرے پاس وہ اس لباس سے آیا ہے حاجب معلم کو اوسکے روبرو لے آیا تو پسر زیاد ہنسکے کہنے لگا کہ اے کثیر یہ لباس کس لیئے تو نے پہنا ہے کیا حج بیت اللہ الحرام کا ارادہ کیا ہے معلم نے جواب دیا کہ اے امیر کوفہ مین نے زحمت زندان مین مبتلا ہو کر جسطرح اور بہت سی نذرین مانی تھین اوسی طرح یہ نیت بھی کی تھی کہ اگر یہان سے مخلصی پاؤنگا تو حج کعبۃ اللہ سے مشرف ہوکر زیارت تربت جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بھی افتخار حاصل کرونگا یہ سنکر ابن زیاد معلم سے کہنے لگا کہ اے کثیر معلم لوگ تو بڑے صاحب حوصلہ و شیر زہرہ اہل حکم

ہوتے ہین ولیکن تو کچہہ ایسا رقیق القلب ہے کہ اتنی زحمت کیے پہونچنے مین کیا کیا تدبیرین بانی تونے بس یہ کلمہ اوس سے سنکے معلم نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے امیر تیرا ارشاد عالی نہاد سراسر بجا ہے مگر معلم لوگ اگر ایسے صاحب حوصلہ ہوتے تو زنہار درس دین کج فہمی اطفال سے منغص ہوکر بربستر توبیخ وزجر نہ ہوا کرتے اور سوا اسکے جو کوئی تجھسے خالف نہووے میرے نزدیک وہ شخص دیوانے سے کم نہین ہے غرض عبید اللہ زیاد معلم کی اس باتسے خوش ہوکر پانچسو دینار منگوا کے اوسکو دیکر کہنے لگا کہ اے کثیر کیا مدینہ منورہ کی طرف بہی ضرور جاویگا معلم نے کہا کہ اے امیر کیونکر نہ جاؤنگا زیارت تربت جناب خیر الورا علیہ الصلواۃ والسلام کی بہی تو نیت کی ہے پس معلم یہ کہکے اوس سے رخصت ہوکر باہر آیا اور اونٹ پر سوار ہوکے جانب مدینہ منورہ روانہ ہوا حسب بخیر وعافیت عبد اللہ عمر کے گھر پہونچکر اوسکے دروازے کی زنجیر کو ہلانے لگا تو گھر مین سے ایک کنیز نے نکلکر پوچھا کہ اے شخص تو کون ہے اور کہان سے آیا ہے معلم نے کہا کہ مین ساکن ملک عراق قاصد امیر مختار نامدار کا ہون وہ کنیز یہ حال سنکے اپنی خاتون سے جاکر بعد تہنیت کہنے لگی کہ اے بانوے ارجمند ایک قاصد عراق دروازے پر کھڑا ہوا کہتا ہے کہ مین نامہ مختار ابو عبیدہ ثقفی کا لیکر آیا ہون یہ سنکے خواہر مختار نہایت مسرور ہوئی اور جب عبد اللہ عمر اس حال سے مطلع ہوا تو اوسنے پردہ کروا کے اوس کنیز سے کہا کہ اس عراقی کو جاکے اندر بلا لا کہ مین بہی اوس سے کچہہ احوال عراق کا دریافت کرونگا اوس کنیز نے دوڑ کر معلم سے کہا کہ اے نامہ بر تجھکو اندر طلب کیا ہے جلدی چل کہ تجھکو عبد اللہ عمر نے اپنے پاس بلایا ہے کثیر زانوے شتر کو باندھ کر اوس کنیز کے ہمراہ عبد اللہ عمر کے روبرو جاکے سلام کرکے بیٹھ گیا اور نامے کو کمر سے نکالکر عبد اللہ عمر کے ہاتھ مین دیکے کہنے لگا کہ اے پسر خلیفہ ثانی دیکھ تو کیا لوگون کی نادانی ہے کہ تیرے عزیزونکو کسطرح پر اذیت ورنج پہونچاتے ہین یہ سنکر عبد اللہ عمر نے دونون خط پڑھ کے

کثیر سے تمام احوال زبانی بھی پوچھکر صفیہ کے پاس کنیز کے ہاتھ بھیجدیا اور آپ معلم سے باتین کرنے مین مصروف ہوکر جسبدم حال کوفہ اوس سے دریافت کرنے لگا تو اسی اثناء مین خواہر مختار نے عبداللہ عمر کو کہلا بھیجا کہ اگر تیری مرضی ہو تو مین اپنے بھائی کا احوال اس نامہ بر سے زبانی بھی پوچھون عبداللہ عمر نے یہ سنکے کہا کہ کچھہ ضرور نہین ہے مین تجھ سے اگر سب بیان کیئے دیتا ہون خیر اگر تیری یہی خوشی ہے تو کیا مضائقہ یہ مرد معلم ہے تو اس سے باتین بھی کریگی تو کچھہ عیب کی بات نہین ہے یہ کہکر اوسنے معلم کو اجازت دی کہ تم جاکر آپ اوسکے روبرو سب احوال بیان کردو یہ سنکے کثیر معلم اوسیدم صفیہ کے پاس گیا کہ وہ شایق خبر اہل وطن و خویش و قوم اوس سے تمام و کمال احوال ملک عراق کا پوچھنے لگی اور کثیر نے جناب مسلم ابن عقیل علیہ السلام کے احوال سے ابتدا کرکے جب سب عبارت مختار کے حال کی بیان کرنی شروع کی تو خواہر مختار نامدار نے حال شہادت مسلم ابن عقیل و جناب امام حسین علیہما السلام معہ گرفتاری مختار تمام و کمال سنکے چادر و مقنع سر سے بنالہ و زاری پھینک دیا بیان کرتے ہین کہ عبداللہ عمر کی تین بیٹیان اوس نیک سیرت کے شکم سے تھین جب اونھون نے اپنی مان کو روتے پیٹتے دیکھا تو وہ بھی شریک عزا اپنی مادر مہربان کی ہوکر نالہ و فغان کرنے لگین اور عبداللہ عمر یہ حال دیکھکر گھبرا کے صفیہ سے کہنے لگا کہ اے نیک بخت بھلا تیرے اس جزع و فزع سے کیا حاصل ہوگا عبث اپنی جان کو کیون ہلاک کرتی ہے اوسنے جواب دیا کہ اے پسر عمر ابن خطاب قسم ہے مجھکو خدا و رسول و خون ناحق امام حسین علیہما الصلوٰۃ والسلام کی جب تک مختار قید سے چھوٹ کر میرے پاس نہ پہونچیگا اوسدن تک مجھکو سوائے اس حال پر ملال کے کبھی خوش حال نہ پاویگا یہ سنکے عبداللہ عمر نے کہا کیون گھبراتی ہے مین کسی شخص کو تجویز کرکے اپنا نامہ یزید کے پاس بھیج کے اوسے قید سے رہا کرائے دیتا ہون اور اگر کثیر زحمت اختیار کرکے میرا نامہ

لیکر جاوے تو اوس سے بہتر کوئی اور سزاوار اس کام کا نہین ہے بس معاویہ نے یہ سنکے خوش ہوکر کہا کہ اے عبداللہ عمر اول مین تو کار مختار پر اپنی بجان تک نثار کرنے کے لیے حاضر ہون اور علاوہ اسکے جب تیری مرضی بھی میری طرف اس کام کے انصرام مین مصروف ہو تو زہے عز و شرف میرا کہ مین اوسمین کوشش کرون القصہ اوسیدم قلم دوات و کاغذ منگوا کے یزید کے لیے اس مضمون کا نامہ رقم کیا کہ اے یزید ابن معاویہ بعد دستور سلام کہ طریقہ اسلام ہے آگاہ ہو کہ مختار ابن ابو عبیدہ ثقفی کو کہ وہ میری زوجہ کا حقیقی بھائی ہے تیرے عامل کوفہ عبیداللہ زیاد نے اوسے بے جرم و خطا طوق و زنجیر پہنا کے ایک غار تاریک تہہ خانے مین قید کیا ہے تو خواہر مختار نے اس حال سے مطلع ہو کر شب و روز آہ و بکا مین مصروف ہو کے مجھے زندگی سے بیزار کر رکھا ہے اور اے پسر معاویہ کیا کہون کہ مین اسکے سبب کیسا شب و روز تلخ کام رہتا ہون ۔ پس بر تقاضائے محبت دلی تیری ذات سے متوقع ہون کہ تجھے تکلیف دہ ہوتا ہون کہ ایک رقعہ اپنے ہاتھ سے پسر زیاد کو رہائی مختار مین بہ تقید تمام رقم کر کے بھیجدے تا وہ اوس سے دست بردار ہو کر جلدی میرے پاس روانہ کر دیوے کہ مین تیرا ممنون احسان ہونگا وگرنہ قسم خدا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کہ تمام قبائل عرب مین تجھے بدنام کر کے سب کو تجھ سے منحرف کر دونگا اور انتقام خون معصوم و مظلوم شہید تشنہ لب حضرت امام حسین ابن علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے ارادے پر ایسی فوج قاہرہ جمع کر کے تجھ سے آمادہ جدال و قتال ہو جاونگا کہ مقدمہ اوس لشکر کا شہر دمشق کے دروازے پر اور خاتمہ شہر مدینہ مین ہوویگا بس اے پسر معاویہ خبردار اس میرے کلام کو ٹال کر اپنی سلطنت کو میرے ہاتھ سے درہم و برہم نہ کروانا والسلام اور جب یہہ تمام عبارت لکھکر وہ اپنی مہر سے اوس نامے کو مزین کر چکا تو کثیر کے ہاتھ مین دیکر کہنے لگا کہ جا کر یزید کے ہاتھ مین اس نامے کو دے کر بے جواب حاصل کیے باز نہ رہنا اور اوسوقت صفیہ نے بھی

اپنے گیسوؤن کے بال کاٹ کر بلکہ جو موے سر اندوہ خبر گرفتاری برادر مین نوچے تھے
کشیر کو دیکے کہا کہ اے معلم جب یزید کو یہ نامہ دینا تو میرے یہ موے سر بھی دکھا کر پریشان
حالی میری اور میری بیٹیون کی مفصل بیان کر دینا راوی بیان کرتا ہے کہ خواہر مختار
نے مع بیٹیون کے لباس سیاہ پہنکر اوسوقت ایسا شور آہ و نالہ برپا کیا تھا کہ جسطرح
کوئی مردے کے لیئے روتا ہے بلکہ ایسا سامان ہوگیا تھا کہ مردم ہمسایہ صداے آہ
و نالہ سنکر بے اختیار در خانہ عبد اللہ پر مجتمع ہوگئے تھے مگر جب معلم نے کہا کہ انشاء اللہ
الرحمن اے صفیہ مین اسطرح پر تمہارا حال یزید سے بیان کرونگا کہ وہ سنگدل سنکر
مثل موم ہوکر شمع ساں گریاں ہوگا اوسیدم صفیہ نے مطمئن ہوکے ہزار دینار منگوا کر
براے زاد راہ عوض مزد نامہ بری معلم کے روبرو رکھکر از بس خوشامد و معذرت کی
باتین کرکے کہا کہ اے معلم اس مایۂ قلیل کو بطور دعوت قبول کر اوسنے کہا کہ اے
صفیہ خداوند دوجہان نے مجھکو تصدق جناب ائمہ اطہار علیہم السلام سے ایسا
غنی کیا ہے کہ مین ہر چیز سے بے نیاز ہون اور مین تو فقط بپاس خاطر حرمت برادر
دینی اس کام کی درستی مین مصروف ہوا ہون بلکہ علاوہ اسکے مین نے تو رہائی
مختار کے لیئے اپنا گھر وبار خراب و برباد کر دیا ہے بخدا مجھکو تیرے دینارون کی سواے
دعاے خیر کے ہرگز خواہش نہین ہے بس یہ کہکر معلم جب اوٹھکر باہر چلا آیا تو کچھ کھانا
کھا کر اونٹ پر سوار ہوکے چھ دن تک برابر چلا گیا۔ جب معلم دمشق مین پہنچکر
ایک بقال کی دوکان مین کہ پہلوے مسجد مین وہ مکان تھا جاکر اوترا تو اوس
بقال نے کہ امام و خطیب مسجد بھی وہی تھا معلم کی بہت خاطرداری کی اور جب
معلم دوسرے دن یزید کے دروازے پر گیا اور اوسکو ہجوم سرہنگ و امرا سے
باریابی کی نوبت نہ آئی تو سترہ دن تک ہر روز پے در پے یہ مرد بیدار دروازے پر
یزید کے جایا کیا اور کسی روز اوس تک پہونچنے کی نوبت نہ آئی تو سترہ دن کے بعد

بقال نے معلم سے پوچھا کہ اے کثیر اس مدت کثیر سے تو یہاں مسافرون کی طرح ٹھیرا ہوا ہے بلکہ ہر روز مسجد مین شریک نماز بھی ہوتا ہے پس کیا سبب ہے کہ تو اپنا حال کسی سے کچھہ اظہار نہین کرتا ہے اور ظاہرا کچھہ پیشہ تجارت مین بھی تو معروف نہین ہے کہ اوسکے سبب سے کچھہ کسی شے کا سوال نہین کرتا ہے تو اے شخص تو اپنا حال مجھسے بیان کر کہ مین تیرے حال سے ماہر ہوکے اگر کچھہ تیرا مطلب ہووے تو اوسکو سرانجام کو پہونچاؤن یہ تقریر اوس بقال بلند توقیر کی سنی تو ششدر و حیران ہوکر اپنے دل مین سوچنے لگا کہ اگر مین اپنا مطلب اس سے بیان کرون اور یہ شخص دشمن اہلبیت سالتمآب علیہم الصلوٰۃ والسلام ہووے تو افشاے راز کرکے مجھے یزید تک کسی صورت سے پہونچنے نہ دیگا اور اوسوقت مجھ سے سواے حسرت و افسوس کے کچھہ نہ ہوسکے گا تو میری سب محنت مفت برباد ہوجاویگی پس بقال نے جب کثیر کو جواب مین متردد دیکھا تو وہ دل مین سمجھ گیا کہ یہ شیعہ جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے مجھکو دشمن اوس امام کا گمان کرکے اپنا مطلب اظہار نہین کرتا ہے یہ سوچکر بقال نے ہنسکے کہا کہ اے عراقی اندیشہ نکر مین جانتا ہون کہ تو ابو ترابی ہے کہ تری پیشانی سے آثار محبت اہلبیت الطاہرین علیہم السلام ہویدا ہین اے بندۂ حق قسم ہے مجھے خون ناحق امام مظلوم کربلا علیہ السلام کی مین تیرے ہر حال مین شریک ہوکے جو حاجت ہوویگی اوسکے سرانجام مین بدل معروف ہونگا کہ مین بھی غلام علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہون ولیکن کیا کرون تقیہ کرکے ان لوگون مین اپنی عمر بسر کرتا ہون اور شب و روز مین ماتم سبط رسول مختار علیہم الصلوٰۃ والسلام سے محزون وملول رہتا ہون اور تمام بنی امیہ خصوصًا یزید پر لعنت کرتا ہون پس یہ کلام اوس بقال کا سنکے معلم نے کہا کہ اے بقال تو اس گفتگو سے طالب اس امر کا ہوا ہے کہ میری حال سے ماہر ہووے تو مین تجھسے اس تقویت سے بیان کرتا ہون کہ خون ناحق امام حسین

مظلوم علیہ السلام کی تونے قسم کھائی ہے اے بقال مین ساکن شہر کوفہ شیعیان
علی ابن ابیطالب علیہ السلام مین سے ایک مرد معلم ہون اور مختار ابن ابو
عبیدہ ثقفی کو عبید اللہ زیاد نے جو قید کیا ہے تو مین اوسکے خط عبد اللہ عمر کے
پاس لیکر آیا تہا اب عبد اللہ عمر نے ایک نامہ اپنا یزید کے واسطے اوسکی مخلصی کے
باب مین لکھکر مجھکو دیا ہے تو مین چاہتا ہون کہ یہ خط یزید کو دے کر اوس سے
پسر زیاد کے لیئے رہائی مختار کے مقدمہ مین خط لکھوا کر جانب کوفہ لیکے چلا جاؤن
اور آج اٹھارہ روز مجھکو اس شہر مین گذر گئے ہین کہ ہر روز یزید کے دروازے پر
اس ارادے سے جاتا ہون کہ یزید کے پاس جاکر یہ خط دے کے اپنا مطلب حاصل
کرون مگر کوئی سنگدل مجھکو اندر دہلیز کے نہین جانے دیتا ہے بس اے برادر اس
باب مین حیران ہون کہ کس تدبیر سے یزید تک پہونچون یہ سنکے بقال نے کہا کہ اے
معلم اگر مختار قید سے چھوٹے گا تو تجھکو اوس سے کیا فائدہ ہوگا کثیر نے جواب دیا
کہ اے روشن ضمیر مین زیادہ اسلیئے مختار کی رہائی کے مقدمہ مین کوشش کرتا
ہون کہ وہ پشت و پناہ مومنین اگر قید سے رہائی پاوے گا تو انتقام خون امام
مظلوم کربلا علیہ السلام مین وہ کسی بنی امیہ کو روے زمین پر زندہ نچھوڑے گا بقال
نے کہا کہ اے کثیر تجھکو کسطرح ثابت ہوا کہ وہ منتقم خون ناحق فرزند فاطمۃ الزہرا علیہا
السلام ہے معلم ہنسکے کہنے لگا کہ اے امام و خطیب مسجد کیا تو اس خبر سے مطلع
نہین ہے کہ جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام جناب رسالت
مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت فرماتے ہین کہ حضرت نے ارشاد کیا ہے
کہ بدترین امت مین سے میرے حسن کو زہر دے کر اور حسین کو تیغ جفا سے مع
اقربا شہید کرینگے ولیکن خداوند عالم کی قدرت کاملہ سے بنی ثقیف مین سے ایک
شخص ایسا مسلط ہووے گا کہ وہ ان مظلومون کے خون کا عوض تمام

قاتلون سے اونکے لیکر میری اولاد کو خوشنود کرینگا بس اے بقال کلام جناب
علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے راست ہوتے ہین شک کرنا باعث کفر والحاد
ہے القصہ یہ کلام راستی انجام سنکے جب بقال نے کہا کہ اے معلم کیا یہ وہی ہے
جسنے مسلم بن عقیل علیہ السلام سے بیعت کی تھی معلم نے جواب دیا کہ ہان یہ
وہی مختار عالی وقار ہے یہ سنکے بقال نے بھی اقرار کیا کہ ہان جناب امیرالمومنین
علیہ السلام نے اسکے مقدمے مین یہی ارشاد فرمایا ہے اب میرا بھی دل تیرے کلام
کی صداقت پر گواہی دیتا ہے پس اے معلم تو نے روز اول مجھ سے اس حال کو
کیون نہ اظہار کیا کہ مین آجتک کب کا تجھے اپنے مطلب سے کامیاب کردیتا خیر اب
کل صبح کو بعداز نماز صبح تو لباس فاخرہ پہنکر بلکہ اشتر پر سوار ہوکے دروازہ خانہ
یزید پر جاکے بے خوف وخطر دہلیز اول مین چلا جانا اور اے معلم کسی سرہنگ و
حاجب سے کچھ اندیشہ کو اپنے دلمین راہ دیگر کسی سے ملتفت نہونا جب دہلیز اول
مین تو پہونچے گا تو وہان ایک بڑی سی صحنچی مین بوریون کا فرش بچھا ہوا ہوگا
اور بہت سے دربان لباس سیاہ پہنے ہوے بیٹھے ہونگے اونسے بھی زنہار کچھ
التفات نکرنا اور جب آگے بڑھکر دہلیز دوم مین جانا تو وہان بھی ایک دوکانچہ
فرش نفیس سے آراستہ اور کرسیون پر کچھ سردارونکی جمعیت تجھکو نظر پڑے گی تو
اونسے بھی بے سلام وعلیک کیے آگے چلا جانا بس اسیطرح دہلیز سوم مین بھی
ایک صحنچی فرش نفیس ودیارچۂ دیبا کے پردون سے آراستہ دیکھے گا وہان بھی
کرسیون پر چپ وراست دوکانچون مین امیر وحاجب بیٹھے ہونگے زنہار اونسے
بھی اندیشہ ناک ہوکر مخاطب نہونا اور اے کتیر جب چوتھی ڈیوڑھی مین دونون
طرف دوکانچون مین کہ وہ بھی خوب فرش مکلف اور چھت پردون سے آراستہ
ہونگے اور دو صفین خدمتگارونکے ذیل کی قبائین دیبا کی پہنے ہوئے دو زانو بیٹھے

حریر کے کمروں مین لپیٹے اور کمربند زر و سیم باندہے ہوئے دیکھیگا تو خبردار اونسے
بہی بے اعتنائی کرکے آگے بڑہ جانا القصہ پہر اوسکے آگے ایک اور مکان مین پہونچیگا کہ وہان بہی کچہہ لوگ قبائین مکلف پہنے بلکہ زرین پٹکے کمروں مین
باندہے سرپیچ کار مروارید پگڑیون پر لپیٹے ہوے بعظمت و شان بیٹہے ہونگے سب
یہان اونکو طشتی کہتے ہین کس لیئے کہ سر مبارک امام حسین علیہ السلام بہی لوگ
طشت مین لگاکر یزید کے روبرو لے گئے تہے اور بہت دنون تک وہ طشت مع
سر مطہر ان لوگون کے سپرد رہا تہا بس ان لوگون سے بہی کچہہ بات نہ کرنا اور
آگے بڑہکر ایک مکان اور ہے تو اوسمین بہی بے اندیشہ چلا جانا کہ وہان فرش
دیبائے رومی زرنگار بچہا ہوا ہوگا اور اوس مکان مین ایک حمام ہے اوس
حمام تک جاکر کنارہ بساط پر ہونچکے ٹہہر جانا پہر زنہار آگے نہ بڑہنا ولیکن
جب ایک ساعت بہر کے بعد دیکہنا کہ ایک غلام خوبصورت بلند قامت
لباس سرخ اور دستار سر پر باندہے ہوئے گنگاجمنی انگیٹھی ہاتہہ مین لیئے ہوئے
عود خام جلاتا ہوا چلا آتا ہے اوسدم اے **کثیر ابن عامر** تو اپنے دل مین معلوم کرنا
کہ اب یزید کی آمد ہے اور پہر اوسکے بعد ایک اور غلام اوس سے زیادہ حسین
و وجیہ ایک سونے کی انگیٹھی مین فقط مشک جلاتا ہوا جب آویگا تو ان
دونون کے بعد ایک غلام ترک ان دونون سے زیادہ خوشرو و قبائے
دیبائی سیاہ پہنے ہوئے اور کمربند و عمامہ سیاہ زیب بر و کمر کیئے ہوئے تجہکو نظر
پڑے کہ وہ غلام دوستدار اہل بیت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے کہ وہ مصیبت
امام حسین علیہ السلام مین لباس سیاہ پہنکر شب و روز مبتلائے کار غم و اندوہ
و اشکباری رہتا ہے اور اے کثیر ہرچند یزید کو معلوم ہے کہ یہ علی و آل علی علیہم
السلام سے محبت رکہتا ہے لیکن اس سبب سے کہ یزید ہمیشہ اوسکو پیار کرتا ہے زنہار

اوسکے حال کا معترض ہوئے کچھہ اوسکو نہین کہتا ہے اور بلکہ اسکے کہنے سے یزید نے
سر مطہر جناب امام حسین علیہ السلام کو کربلا بھیجکے تن مطہر کے ہمراہ دفن کرا دیا
تہا اور اے معلم یہ غلام ترک مدت سے سال بہ سال روزے رکھکر نان جوین
و نمک سے شام کو افطار کیا کرتا ہے بلکہ مجھکو یہ حال بھی خوب معلوم ہے کہ یہ ازاربند
پشمین تیار کرکے اونکو بیع کرتا ہے اور اوسی کے دام سے اپنی بسر کرتا ہے یزید کے
مال مین سے سوائے کپڑے کے اپنے کھانے مین کچھہ نہین ملاتا ہے اور اے دیندار
اوسکو جاکے تو یہ نامہ دے کر اپنا حال بیان کرکے جب التماس حصول جواب
کریگا تو یقین ہے کہ وہ بدل مصروف ہو کر یزید سے تیری مطلب برآری کرکے
تجھے رخصت دیوے گا بس معلم بقال سے یہ عبارت سنکر از بس مسرور ہوکے
بعد ادائے حمد ایزدی اوس سے کہنے لگا کہ اے بقال خداوند عالم تجھکو اسکی
جزائے خیر دے کہ یہ راہ نیک تو نے مجھکو بتلادی غرض دوسرے دن معلم بعد ادائے
نماز صبح لباس تکلف سے آراستہ ہوکر نامہ ہاتھ مین لیکے یزید کی ڈیوڑھی پر آیا
تو زانوے شتر کو باندھکر دہلیز اول مین جاکے بے خوف و خطر آگے اور جو کچھہ
بقال نے بیان کیا تہا اوسی طرح پر سب حال جابجا دیکھتا ہوا جب اوس
جا پر پہونچا کہ جہان پر فرش دیبائے منقش بچھا ہوا تہا بس یکبار کثیر وہان پر
جاکر بقال نیک اعمال کی موافق نصیحت کے لب فرش ٹھہر گیا راوی بیان
کرتا ہے کہ یزید کا یہ دستور رہتا تہا کہ نماز صبح پڑھکے وہ تا طلوع آفتاب پھر سو رہتا
تہا اور جب آفتاب نکلتا تہا تو وہ بھی اوٹھکر حمام مین نہانے کے لیئے جاکر پھر
دربار آراستہ کرکے کار سلطنت مین مشغول ہوتا تہا القصہ معلم نے اون دونون
غلامون کو جب آگے پیچھے آتے دیکھا تو اوس غلام نیک انجام محب جناب شہ
بزرگوار علیہ السلام کے انتظار مین اوٹھکر ٹہلنے لگا یکبار دیکھا کہ وہ غلام ترک

بالباس سیاہ چلا آتا ہے اور معلم نیک نام اوس غلام سعادت انجام کے استقبال
کے لیئے آگے بڑہکے حسب ارادہ سلام علیک کا کرنے لگا تو وہ غلام ترک معلم کو
دیکھکر بعد سلام بولا کہ جزاک اللہ اے کثیر ابن عامر ہمدانی خدا تیرے اجر
عمل نیک زیادہ کرے اور تیرے گناہ کو بخشے اور تیری محنت کو ضایع نہ کرے
اے معلم کیا سبب ہے کہ تونے اتنی دیر میرے پاس آنے مین لگائی مین تو آج
اٹھارہ روز سے تیرا منتظر ہون پس یہ کلام اوس غلام ترک سے سنکے معلم مثل
چوب بید کانپنے لگا متعجب ہو کر صورت اوس نیک انجام کی دیکھکر کہنے لگا کہ اے
بندۂ خاص کبریا برائے خدا و روح پاک جناب امام حسین علیہ السلام مجھکو اوس
راز سے آگاہ کر کہ میرے نام و نشان سے تجھکو کسنے مطلع کیا ہے اوس غلام نے جب
نام مظلوم کربلا علیہ السلام سنا تو اشکبار ہو کر کہنے لگا کہ اے کثیر آج اٹھارہوان
روز ہے کہ مینے جناب امام حسین علیہ السلام کو خواب مین دیکھا کہ گویا وہ جناب
تشریف لا کر مجھ سے فرماتے ہین کہ اے گلدستۂ نوبہار اعتقاد و اخلاص کامل تجھکو آخر
ایک روز اس دنیاے فانی سے گذر کے اوس جہان جاودانی یعنے بہشت عنبر سرشت
مین رہنا ہے پس اے غلام نیک انجام آگاہ ہو کہ ایک شخص ہمارے دوستون
مین سے کثیر ابن عامر ہمدانی دمشق مین نامہ عبداللہ عمر کا یزید کے واسطے لیکر
آیا ہے لازم ہے کہ جب وہ نامہ تیرے پاس لیکر آوے تو ہماری خاطر سے اوسکی
مطلب برآری مین کوتاہی نہ کرنا الغرض اے معلم جب حضرت مجھ سے یہ فرما چکے
تو بے اختیار نیند سے مین چونک اوٹھا اور اوس روز سے ہر دم تیرے خیال مین رہا
ولیکن جب کل سترہ دن گذر گئے اور تیرا حال مجھے کچھ نہ معلوم ہوا تو مین نے اپنے دل مین
یہ خیال کیا کہ شب و روز مجھکو دہیان اوس خلف شیر یزدان علیہ السلام کا ہو رہتا ہے
تو اسی خیال کے سبب سے یہ خواب بھی مینے دیکھا اور اے کثیر جب پھر کل شب کو

دوسری مرتبہ حضرت کو مین نے خواب مین دیکھا کہ گویا میرے گھر مین تشریف لا کے مجھ سے مخاطب ہو کر وہ حضرت فرماتے ہین کہ دیکھا تو نے اس امت بے وفا نے مجھ سے خصوصًا یزید ابن معاویہ نے کیا سلوک کیا کہ صحرائے کربلا مین مع عزیز و اقربا مجھکو بھوکا پیاسا شہید کرایا اور فرمانے لگے کہ آج اٹھارہ دن سے کثیر ابن عامر اس شہر مین آیا ہے تعجب ہے کہ تو نے اوس سے ملاقات کر کے مطلب برآری اوسکی نہ کی پس اے معلم مین یہ سنکر ہاتھ باندھکر عرض کرنے لگا کہ یا حضرت مین اوسکی صورت اور مکان استقامت سے آگاہ نہین ہون اگر مجھکو حضرت اوسکے مقام سے کہ جہان وہ قیام پذیر ہے مطلع فرماوین تو مین خود جاکر اوس سے ملاقات کر کے اوسکی حاجت روائی مین مصروف ہون یہ سنکے اوں حضرت نے مجھسے فرمایا کہ تو نہ جانا کل وہ آپ ہی تیرے پاس جب آویگا تو اوسکے مطلب کو بدل مصروف ہو کر بر لانا اور میری طرف سے کثیر ابن عامر کو یہ پیغام بھی دیدینا کہ اے معلم میرا جد رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم روز محشر کو تیرا شفیع ہو کر بہشت مین داخل کرے کے باپ میرا ساقی کوثر آب حوض کوثر سے تجھے سیراب کریگا اور بھائی میرا حسن مجتبیٰ علیہ السلام تیرا ندیم اور ماں میری فاطمۃ الزہرا علیہا السلام تیری شکر گذار رہیگی بلکہ روز قیامت انشاء اللہ تعالی بخوبی تم دونون کا حشر ہمارے ساتھ ہوویگا اور اے معلم مین کسطرح بیان کرون کہ چہرہ منور اوس جناب کا اوسدم کیسا نور ساطع تھا کہ تمام گھر میرا گویا مطلع خورشید سے بھی افزون ہو گیا تھا مگر جب نظر میری گردن مبارک پر اوس مولا کے پڑگئی تو دیکھا مین نے کہ وہ تمام مجروح تھے اور خون کے قطرے بھی اوس سے ٹپک رہے تھے معلم کہتا ہے کہ جب یہ عبارت اوس محب صادق خلف شیر خدا علیہ السلام سے مینے سنی تو اوسوقت ایسی رقت مجھپر طاری ہوئی کہ ہرگز خاموش نہ ہو سکتا تھا

اور وہ بھی میرے ہمراہ اشکبار تھا کہ ناگاہ اسی حال مین یزید حجرے سے باہر آکر
اوس بساط سے گذرنے لگا لیکن جب دیکھا مین نے کہ ایک مرد سیاہ فام بلند قامت
ضعیف ترکیب بلکہ پیشانی پر اوسکے ایک نشان جراحت کا بھی معلوم ہوتا ہے
بہت سے خادمون اور غلامون کے بیچ مین مثل خوک صحرائی ہیبت ناک
چلا آتا ہے اوسدم مجھپر یہ عجب طرح کی ایک حالت طاری ہوئی اور ہر چند وہ
خادم جو اوسکے آگے آگے یا غلام جو پیچھے اوسکے آتے تھے سبھون کے چہرون سے
علامت ہیبت پیدا تھی پر سب سے زیادہ میری حالت ابتر تھی اوس غلام ترک
نے اوسکو آتے دیکھا تو جلدی سے نامے کو میرے ہاتھ سے لے کے یزید کے پاس
جاکر اوسکے ہاتھ کو چوم کے کہنے لگا کہ اے امیر شام تو ہردم مجھسے کہا کرتا ہے کہ کچھ مجھسے
طلب کر کہ مین وہ چیز تجھے عطا کرون اور اے امیر تو جانتا ہے کہ مینے کبھی کوئی
چیز اپنی خواہش سے تجھ سے طلب نہین کی خصوصاً جسدن سے سر جناب
امام حسین علیہ السلام کا طشت مین دھر کے تیرے تخت کے روبرو رکھا گیا ہے
یہ سنکے یزید نے کہا کہ سچ کہتا ہے پھر اب کیا تیرا مطلب ہے اوسکو بیان کر
کہ مین اسیدم وہ روا کردون اوسوقت وہ غلام پاک طینت یہ کلام یزید سنکے
کہنے لگا کہ اے امیر اسوقت حاجت میری یہ ہے کہ اس نامے کو پڑھ کر جواب
اسکا موافق سوال کے رقم کر دے تا جسنے کہ یہ نامہ لکھا ہے وہ اپنے حصول
مراد سے کامیاب ہو جاوے اور تیری عنایت و شفقت کے خلعت سے
مین سرفراز ہوکر خلق خدا مین امتیاز حاصل کرون یزید نے نامہ اوس غلام
ترک کے ہاتھ سے لیکے سرنامہ کو دیکھ کر اوسے کھول کے جب پڑھنا شروع کیا تو
مضمون نامہ سے مطلع ہوکر بعبوست تمام غلام سے کہنے لگا کہ اے بندۂ خدا
شاید عبداللہ عمر نے یہ نامہ سفارش مختار مین لکھا ہے کہ ابن عمر کا وہ نسبتی

بھائی ہے اور کوفہ مین پسر زیاد نے اوسکو قید کیا ہے لکھا ہے کہ یہ سنکر اوس غلام
نیک انجام نے جواب دیا کہ اے امیر جو تو فرماتا ہے حقیقت مین یہی ہے کہ مختار نامی
کسی شخص عزیز پسر خلیفہ ثانی کو ابن زیاد نے از روے نفسانیت بے جرم خطا شاید قید
کیا ہے یہ سنکر یزید اوس غلام حبشی سے چین بجبین ہو کر کہنے لگا کہ جو شخص اس نامہ کو لایا ہے
میرے روبرو اوسکو ہے آ کہ مین کچھہ ادراحوال بھی اوس سے پوچھون گا غلام نے جواب
دیا کہ اے والی شام ایک مرد عراقی بے تمیز سا نامہ لیکر آیا ہے اگر ارشاد ہو تو اوسکو
سر دار کے روبرو لے آؤن کس واسطے کہ وہ کچھہ لائق گفتگو کرنے کے نہین ہے یزید نے
کہا کہ اوسکو میرے پاس تو لاؤ کہ مین بھی اوس سے دیکھہ لون کہ وہ کون شخص ہے
پس وہ غلام اوس پسر معاویہ کے کہنے سے مجبور ہو کر معلم کو یزید کے سامنے
لے گیا تو معلم کہتا ہے کہ اوس وقت میرا خوف سے یہ حال ہو گیا تھا گویا میرے
تن مین جان کا نشان باقی نہین رہا تھا اور زندگی سے مایوس ہو کر جب یزید
کے روبرو گیا تو اوس نے مجھہ سے پوچھا کہ یہ نامہ عبد اللہ عمر کا کیا تو ہی لایا ہے مینے
ڈرتے ڈرتے اقرار کیا کہ ہان اے امیر شام مجھی کو اوس نے یہ نامہ دیکر تیرے پاس
روانہ کیا ہے یہ سنکے وہ کہنے لگا کہ اے عراقی ایک بات مین تجھہ سے پوچھتا ہون
کہ اوسکو سچ سچ بیان کر دینا معلم نے ہاتھ باندھ کر کہا کہ اے امیر جو تیرا جی چاہے
وہ پوچھ لے اگر مجھکو معلوم ہو گا تو بیان کر دونگا وہ کہنے لگا کہ اے عراقی امام
حسین ابن علی علیہ السلام کے قتل ہونے سے تجھے بھی کچھہ رنج ہوا تھا یا
نہین خبردار اس بات کا سچ سچ جواب دینا کیتے کہا کہ اے امیر شام مین بیچارہ
مزدور ہون مجھے ان باتون سے کیا کام ہے میرے نزدیک تو حیات و ممات انسان
بے اپنے مطلب کے برابر ہے اور مجھے تو عبد اللہ عمر نے دس دینار دیکر ادھر خط لیکے
بھیجا مجھ کو ایسی باتون کے چرچے سے بھلا کیا حاصل ہے کہ اوسکی فکر و اندیشہ مین

رہیون بیست محتاج نمیداند جز زبان سخن دیگر ۞ این قصہ سیر آلنست حرفی
تو میگوئی ۞ بیان کرتے ہین کہ غلام یزید نے جب یہ تقریر کثیر کی سنی تو اوس سے
کہنے لگا کہ اے امیر یہ بیچارہ فقیر سچ کہتا ہے کہ اسکو ان باتون کا کب خیال ہے اور
آپکو بھی ان باتون کا چرچا کرنا لازم نہین ہے کہ سایہ پناہ بادشاہی مین ہر طرح کا گروہ
اپنی عمر بسر کرتا ہے اور اے امیر بادشاہون کو لازم نہین کہ ہر ایک سے مذہب کے
مقدمے مین گفتگو درپیش لاوین کیونکہ جسکا جو مذہب ہوگا وہ اوسی طریقہ مین
اپنی زندگی بسر کریگا پس امیر اس نامے کا جواب لکھ کے میری حاجت کو روا کر کہ ہمیشہ
مین بسبب عدم حصول مراد کے مین حقیر و ذلیل نہو جاؤن القصہ یہ کلام اوس
غلام نیک انجام کا سنکے ناچار ہو کر یزید نے اوسکی خاطر سے قلمدان طلب کر کے
اس مضمون کا نامہ عبید اللہ زیاد کے لیئے اپنے ہاتھ سے تحریر کیا کہ اے عبید اللہ
زیاد تم آگاہ ہو کہ پسر خلیفہ ثانی عبد اللہ عمر نے میرے لیئے نامہ اس مضمون کا رقم
کیا ہے کہ پسر زیاد نے مختار کو بے جرم و خطا زندان مصیبت و بلا مین قید کیا لہذا
تجھکو لازم ہے کہ جب یہ نامہ میرا تیرے پاس پہونچے تو بے تامل و تساہل مختار
کو زندان سے رہائی دیکر باعزاز و اکرام اوس سے پیش آکے بلکہ بعنایت مال و
منال سے بھی سرفراز کر کے عبد اللہ عمر کے پاس اوسکو بھیجدینا اور خبردار اے
عبید اللہ زیاد اس کام مین تساہل کو دخل نہ دینا اور عذر بیجا کو پیش نہاد خاطر
کر کے میرا باعث رنج و ملال نہ ہونا کیونکہ تو بھی آگاہ ہے کہ قدر و منزلت
عبد اللہ عمر کی ہمارے روبرو کس درجہ پر ہے مناسب ہے کہ اس کام
مین زنہار کچھہ تاخیر نہ کرنا والسلام اور جب نامے کو تمام کر چکا تو غلام کی
طرف دیکھہ کے کہنے لگا کہ اگر کوئی شخص رہائی مختار کے عوض مجھ سے لاکھ
دینار طلب کرتا تو اونکا دینا مجھکو گوارا تھا مگر یہ نہایت شاق گذرا کس لیئے کہ

مختار شیعۂ حیدر کرار علیہ السلام مرد جرار ہے اوس سے اندیشناک رہنا
بہر صورت لازم ہے اور اے غلام نیک سیرت یہ کام فقط دو شخصون کی خاطر
سے ایک تو عبد اللہ عمر کے دوسرے تیرے سبب سے مجھے اس وقت کرنا پڑا اور
یہ کہکے اوس نامے کو بند کرکے کثیر کے سامنے پھینک کر ہزار دینار اور ایک حلہ
قیمتی بطور خلعت معلم کو دیا تو سنتے ہین کہ پہلے تو معلم نے دینار و خلعت کے
لینے مین کچھ تامل کیا الا مصلحت وقت سمجھ کے پھر کچھ اپنے دل مین سونچکر
اوسے لیکے یزید سے رخصت ہوکر روانہ ہوا تو غلام بھی تھوڑی دور کثیر کے ہمراہ
آکر کہنے لگا کہ اے معلم مین تو اندیشناک ہوا تھا کہ تو خلعت و دینار کے لینے
مین کچھ متامل ہوا ہے ایسا نہو کہ یزید بھی اسی حیلہ سے تجھے قتل کرکے اس مقدمہ
کو تعویق مین ڈال دیوے ولیکن تو نے یہ بڑا کام کیا کہ بے عذر لے لیا و گرنہ
اوسکو تیرے قتل مین بھی دستاویز کامل ہوجاتی خیر خدا تیرا حافظ و ناصر ہر مقام
رہے اب تو بہ ہوشیاری تمام اس نامے کو ابن زیاد کے پاس پہونچا کر حصول مقصد
سے کامیاب ہووے القصہ یہ کہکر اوس غلام دیندار نے جب معلم کو رخصت کیا
اور کثیر شادان و فرحان بقال کے مکان پر آکے اوس سے یہ سب حال بیان کرنے
لگا تو اوس بقال نیک اعمال نے معلم سے کہا کہ اے کثیر ایک اور تدبیر مین تجھکو
بتلاتا ہون لازم ہے کہ اسپر بھی میرے کہنے سے عمل کرنا کہ یہ جو خلعت یزید نے
تجھے دیا ہے اسکو پہنے ہوئے شہر کوفہ مین تو جانا کہ وہ لوگ اسکے سبب سے تیری
توقیر کرکے درپے تیرے آزار کے نہونگے پس معلم بقال سے بھی رخصت ہوکر شہر دمشق
سے جانب کوفہ روانہ ہوا جب شب و روز مرکب کو ہانکتا ہوا راہ طے کرنے لگا
اور کثیر نیک تقدیر قریب شہر کوفہ پہونچا تو اوس خلعت یزید کو پہن کے موافق
رسم عرب کے اپنے چہرے کو رومال سے لپیٹ کر کہ فقط آنکھین کھلی رہین شہر کوفہ مین

اگر داخل ہوا اور تمام اہل کوفہ نے خلعت یزید جب اوسکے بر مین دیکھا تو از روے
تعظیم اوسکو سلام کرنے لگے مگر جب کثیر نے دروازہ ابن زیاد پر پہونچکے حاجبون سے
کہا کہ امیر کوفہ کو خبر کردو کہ یزید کے پاس سے ایک قاصد حکم نامہ تیرے لیے لایا ہے اور
یہ سنکر حاجبون نے جلدتر ابن زیاد کو اس حال سے آگاہ کیا تو اوسنے بصد اضطرار
اپنے لوگون کو حکم دیا کہ جلدی بعزت و توقیر تمام نامہ بر کو میرے پاس لے آؤ اور وہ
خود بھی بدستور استقبال و تعظیم نامہ کے لیے اوٹھ کھڑا ہوا راوی بیان کرتا ہے کہ جب
نامہ یزید کا ابن زیاد کے پاس آتا تھا تو وہ اوس نامے کو ہاتھ مین لیکر بوسہ دیکے
کھڑا ہو کر پڑھتا تھا پس جب معلم پسر زیاد کے پاس رومال کو چہرہ سے کھول کر گیا تو
اوسوقت ابن زیاد معلم کو دیکھ کر دست تاسف ملکے کہنے لگا کہ اے کثیر آخر تو نے
فتنۂ عظیم برپا کیا معلم نے جواب دیا کہ اے امیر مین نے جو کام کیا اوسمین رضاے
خدا کو شریک کر لیا ہے جسدم یہ کہکر نامہ یزید کا اوسکے ہاتھ مین دیا تو اوسنے موافق
دستور اوسکو پڑھ کر اپنے سر کو دھنکے معلم سے کہا کہ کثیر تو نے میری تباہی کی خوب
تدبیر کامل کی ہے اے معلم کیا کرون کہ حکم خلیفہ سے انحراف کرنے مین مضرت
دارین متصور ہے والا اس کام کو تو زنہار نہ کرتا یہ سنکے معلم نے کہا کہ اے امیر تیرے لیے
اسکی رہائی مین کیا ضرر ہے بھلا اسکا مقدور ہے کہ تجھ سے مقابلہ کرے بخدا سخن
کو تاہ کر کے اوس مبتلاے بلاے اسیری کو جلد رہا کر کس لیے کہ میرے نزدیک اسکی
نہ چھوڑنے مین البتہ موافق مضمون نامۂ پسر خلیفۂ ثانی ایک صورت فساد پیدا ہے
پس اے امیر لازم ہے کہ تو کچھ تامل نہ کر کے مختار کو قید سے رہائی دے کے اطاعت
فرمان یزید کی کر کہ موجب خوشنودی خلیفہ عصر و پسر خلیفہ ثانی ہے القصہ عبید اللہ
زیاد نے چار و ناچار حاجب کو بھیجکر مختار کو طلب کرکے اپنے لوگون کو حکم دیا کہ معلم
و مختار کو مہمان خانے مین لیجا کر رسم دعوت سے مستاز کرو اور ایک دست بقچہ

لباس فاخرہ کا مع ایک بدرہ دینار و ایک بدرہ درہم کے مختار کے پاس بھیجدیا
تو خوان طعام طرح طرح کی نعمتون کے مع اس اسباب و نقد کے مختار کے روبرو

مختار کا قید سے رہا ہو کر معلم کثیر سے بغلگیر ہونا پھر ابن زیاد کا دعوت کرنا اور خلعت فاخرہ و نقد و جنس وغیرہ دینا اور مختار کا نہ لینا پھر معلم و مختار کا روانہ ہونا

ملازمین ابن زیاد نے لا کے رکھے اور معلم نے مختار نامدار سے خوش ہو کر کہا کہ اے
سید گروہ بنی ثقیف بڑی مدت کے بعد آج ہم تم پھر ایک دسترخوان پر کھانا کھانے
کے لیئے بیٹھے ہین مختار نے کہا کہ اے کثیر مین تو زنہار یہ کھانا نہ کھاؤنگا اور نہ یہ
خلعت و زر ابن زیاد کا لونگا حیف ہے کہ جو لوگ ہمارے امام معصوم امام حسین
علیہ السلام کو عین غربت مین بالب تشنہ و شکم گرسنہ شہید کرین اور وہی لوگ پھر
روے زمین پر باقی رہ کے خوشی و خرمی سے اوقات بسر کرین اور ہم اون دشمنون
کے طعام و خلعت سے راحت پذیر ہون پھر مختار عالی وقار نے یہ بات کہکر جب
طعام سے بھی انکار کیا تو معلم بھی کھانے سے آشنا نہو کر دونون شخص تھوڑا سا پانی پیکر
قاتلان امام حسین علیہ السلام پر لعنت کرکے وہان سے باہر آئے اور ابن زیاد نے

جب معلم کثیر کو بھی خلعت دیکے مختار سے کہا کہ اے ابو عبیدہ ثقفی خبردار
اب ایک دن سے زیادہ شہر کوفہ مین نہ رہنا اور جہان تیرا دل چاہے چلا جانا
تا مین تیرے فساد کے اندیشے سے مطمئن رہون یہ سنکے مختار ہنسکے کہنے لگا کہ اے
لبسر زیاد اب تو مین اپنے گھر مین جا کے ذرا ٹھہرونگا بعد اوسکے جسطرف میرے مزاج
مین آویگا اس شہر سے چلا جاؤنگا یہ کہکر مختار وہان سے باہر نکل کے معلم سے
کہنے لگا کہ اے برادر اب تو بھی زنہار کوفہ مین نہ رہنا مبادا یہ بدکردار کسی حیلہ سے
تجھے پکڑ کے پابند ہلاکت کرے کس لیئے کہ اس میرے چھوٹ جانے کے رنج جانگاہ
کے خیال سے یہ ضرور تیرے درپئے آزار ہوویگا پس لازم ہے کہ محافظت جان
کا دھیان کر کے کہین اور جا کر تو استقامت پذیر ہو کے میرے لیے دعائے خیر
مین مصروف رہنا کیونکہ مین بھی اس شہر سے نکل کے ہر طرف شیعیان علی ابن
ابیطالب علیہ السلام کے جمع کرنے کی فکر مین پھرونگا اور اے کثیر دیکھ چند روز مین
لشکر عظیم کو مجتمع کر کے اپنے ہمراہ لا کر ان بیدینون کو بضرب تیغ روے زمین سے مانند
خس و خاشاک دور کر دونگا بس یہ کہکر وہ دونون بدرے اور دست بقچہ کپڑون کا
جو لبسر زیاد نے مختار کو دیا تہا معلم کو دے کر جب مختار نے رخصت کیا تو معلم
مختار نامدار سے رخصت ہو کر قبیلہ بنی کندہ مین جا کر رہا اور مختار دیندار گھوڑے پر
سوار ہو کے اپنے گھر کیطرف راہی ہو گیا الغرض جب مختار عالیوقار اپنے گھر
مین آکر بیٹھا تو تمام رؤساے کوفہ جو کہ مؤمنین تھے مختار کی ملاقات کو آئے اور اوسکے
احوال تباہ کو دیکھ کر کہ زحمت زندان سے نحیف و زار ہو گیا تہا بے اختیار رونے
لگے اور یہ حال لوگون کا دیکھکر مختار نے سب سے کہا کہ اے یارو اس حال کو میرے
دیکھ کر اشکبار ہوتے ہو حال جناب سید الساجدین کو یاد کر کے رونا لازم ہے
کہ وہ جناب گرفتار زندان یزید مین تھے پس اونحضرت کا کیا حال ہوا ہوگا اور

اے یار و امیدوار ہون خدا سے برتر کی قدرت کاملہ سے کہ ابن زیاد کو اس شہر
سے بھگا دونگا کیونکہ مین نے تو اپنے دل مین یہ نیت کی ہے کہ جب تک خون
ناحق امام حسین علیہ السلام کا عوض اس بجیا سے نہ لونگا ہرگز نیند بھر کے کبھی
آرام نہ کرونگا ولیکن پہلے خدمت امام زین العابدین علیہ السلام مین مشرف
ہو کر اونسے بھی اجازت خروج لے لون تو پھر اس مردود سے آمادہ جدال
و قتال ہونگا الا تم سب لوگ میرے لیئے دعاے خیر مین مشغول ہو کر سامان
حرب سے تیار رہو کہ جسدم مین آؤن کسی بات کی تمکو پابندی نہ رہے راوی
بیان کرتا ہے کہ جب مختار دیندار لوگون کو اسطرحپر وعدہ دے کے سامان سفر
مہیا کر کے راہی منزل مقصود ہوا تو وہ دیندار بعد چند روز کے مدینہ منورہ مین
عبد اللہ عمر کے گھر پر جا کے پہونچا اور جب اوسنے دروازے کی زنجیر کو ہلا کر کہا
کہ اے بہن صفیہ بنت ابو عبیدہ ثقفی تیرا برادر مختار مضطر بہی گھر مین آوے
یہ سنکے صفیہ نے ادھر اودھر دیکھ کر کنیزون سے کہا کہ اے کنیزو دیکھو تو دروازے
کون بولا ہے اور ایک روایت ہے کہ اوسوقت پور خلیفہ ثانی دستر خوان پر
کھانا کھانے کے لیے بیٹھا ہوا صفیہ کو بھی بلا رہا تھا اور وہ کہتی تھی کہ اے بندہ
خدا مین نے تجھ سے بارہا کہا ہے کہ جب تک مین اپنے بھائی سے ملاقات نہ کرونگی
زنہار طعام لذیذ سے زبان کو آشنا نہ کرونگی ناگاہ اسی حال مین مختار کی آواز جب
اوسکے کان مین آئی تو گھبرا کے ایک کنیز سے کہنے لگی کہ دیکھ تو دروازے پر یہہ
کون آواز دیتا ہے اور جب کنیز نے مختار کو دیکھ کر اوس سے جا کر کہا کہ تمھارا
بھائی مختار نامدار دروازے پر کھڑا ہے وہ بے اختیار ہو کر دروازے کی طرف
دوڑی اور جب بھائی کو دیکھا تو اوسکے سینہ سے اس خوشی سے لپٹ گئی
کہ ایک بار پھڑک کر اوسکا دم نکل گیا اور جب مختار نے بہن کی پیشانی کو

جونہی کے دیکھا تو وہ دنیا ہی سے گذر گئی تھی بس اوسدم یہ حال دیکھکر خانۂ
عبداللہ عمر مین ایک شور ماتم ایسا پڑ گیا کہ تمام اہل محلہ مجتمع ہو گئے القصہ
جب بڑی دیر تک وہ نیکبخت مثل مردہ پڑی رہی اور اصلا سانس کا اشارہ
اوسمین نہ پایا گیا تو ناچار ہو کر اوسکی تجہیز و تکفین مین مشغول ہو کر اوسکے کفن
و دفن سے فراغت کر کے مختار عالی وقار باچشم اشکبار عبداللہ عمر سے
رخصت ہو کر مکہ معظمہ کیطرف عبداللہ زبیر کے پاس چلا گیا کہ وہ بہی فکر
خروج مین مصروف تہا اور عبداللہ ازرق کہتا ہے کہ مین نے راہ مین
مختار کو تنہا ایک اونٹ پر سوار جب آتے دیکھا تو پوچھا مین نے کہ اے
مختار کہان جاتا ہے تو وہ کہنے لگا کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کے
قاتلون کے ہاتھ سے اپنی جان بچا کر دیار عراق سے نکل آیا ہون کس لیے کہ
سب دشمنان فرزند فاطمۃ الزہرا علیہا السلام ابن زیاد سے ملکر مجھے شہر
کوفہ سے نکالنے پر آمادہ ہوئے تہے اے عبداللہ قسم ہے خدائے عزوجل
کی اگر اوس شہر سے مین کہین چلا بہی جاؤنگا تو پہر جلدی سے جا کر اون سب
بیدینون کو قتل کرونگا جسطرح سے ان ملعونون نے فرزند رسول مختار
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کیا ہے پس اسمین یزید اور اوسکے ہوا خواہون
کو انشاء اللہ تعالیٰ باقی نہ رکھونگا اور اگر یہ ملعون کہین جا کر پوشیدہ ہونگے
تو وہین جا کر ان ملعونون کو انتقام خون جناب امام حسین علیہ السلام مین
قتل کرونگا اور امیدوار ہون بفضل تائیدات ایزدی سے کہ قاتلان پسر
حیدر کرار علیہ السلام مین سے ایک بہی میرے ہاتہ سے اس جہان مین
زندہ نہ رہیگا عبداللہ ازرق فریق کہتا ہے کہ مختار کی یہ گفتگو سنکر مین
متعجب ہوگے اپنے دل مین کہنے لگا کہ اسکے ہمراہ نہ سپاہ اور نہ کچھ مال و خزانہ

معلوم ہوتا ہے یہہ کلمہ کس بھروسے پر ... اِن سے نکلا ہے ہر چند ظاہر مین اوسکا کلام بیر یار ... سر بیکار ہے مگر زوخال سے کسی طرح پر خالی نہین پایا جاتا حقیقت مین اسکے لفظ ... مال ہے کہ مددارواح طیبہ جناب ائمہ ہدا علیہم السلام سے ظالمون پر یہ بیرتی فتح ہونے والی ہے یا فال نیک سمجھ کے اس عالم صورت کو آئینہ ظہور رموز مین بسبب فال نیک کے جلوہ گر ہے اور یہ بات کہہ کے مختار عالی وقار مکہ معظمہ کی طرف بعزم زیارت جناب محمد حنفیہ علیہ السلام و عبد اللہ زبیر کے ملاقات کے لیئے جب راہی ہوگیا تو وہان پہونچکے اوس دیندار نے اپنے حصول مطلب کی عجیب طرح کی کوشش کی کہ وہ اوسی کا کام تھا۔

فَضَّلَ اللّٰہُ الْمُجَاھِدِیْنَ عَلَی الْقَاعِدِیْنَ

معرکہ چہلم ۴۰

مخبر اخبار ابو مخنف راست گفتار کی زبانی معلوم ہوا کہ جب عبید اللہ زیاد نے جناب امام حسین علیہ السلام کا سر مبارک معہ اہل بیت اطہار یزید کے پاس بھیجا تھا اوسکو اس لڑائی کے فتح ہونے کی ایسی خوشی ہوئی تھی کہ اوس بدکردار کے چہرے سے آثار شادی مرگ ظاہر ہوگئے تھے ولیکن عذاب قہر خدا نے اوسکو ایسے رنج مین مبتلا کیا کہ اس پلید کو اوس رنج سے نجات نہ ہوئی اور مشاہدہ احوال معجزات فرزند جناب سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و خروج زہیر خزاعی و مسیب ابن محمد قعقاع خزاعی و محمد حنفیہ علیہ السلام سے ایسا خوف دلمین سما گیا تھا کہ اوسکے سبب سے بیمار ہوکر وہ بدبخت شب و روز بیچین و بے آرام رہنے لگا اور ہر چند اطبائے شام و عراق نے مجتمع ہوکر علاج اوس بے ایمان کا کیا لیکن سوائے شدت مرض کے کوئی فائدہ نہ دیکھا

اور اکثر جب رات ہوتی تھی تو وہ اسقدر نالہ و فریاد کرتا تھا کہ تمام آدمی اوسکے گھر کے تنگ ہوکر اوسکے حق مین دعاے بد کرنے لگتے تھے کس لیے کہ نالۂ و افغان سے اوس بے ایمان کے ایک دم بھی کوئی آرام سے نہ سوتا تھا غرض ایکدن قوم ترسا مین سے ایک طبیب رومی کو کہ ازبس نباض کامل و طبیب حاذق تھا یزید نے طلب کرکے اپنے معالجہ کے لیے جب حکم دیا تو اوس طبیب نے نبض اوسکی دیکھکر کہا کہ مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیماری کسی رنج کے سبب سے تجھکو لاحق ہوئی ہے اے یزید اسکا علاج سواے اس تدبیر کے اور نہین ہے کہ تو ہر دن سوار ہوکر سیر و شکار مین مصروف رہے تا وہ رنج جو کہ تیرے دل پر عارض ہوا ہے برطرف ہوکر تیری طبیعت کو اطمینان حاصل ہوجاوے اور اوسوقت اگر تیری ذات مین کچھ کسل باقی رہجاوے گا تو وہ بآسانی زائل ہوکر تندرستی سے بدل ہوجانے کے قابل ہوجاویگا بس یہ سنکر آمادہ سیر و شکار ہوکر تمام سپاہ و مصاحبون سے کہنے لگا کہ سب سامان سفر جلد مہیا کرو کہ ہم شہر دمشق سے باہر جاکر سیر و شکار مین مصروف ہووینگے اور بدکردار اوسی حالت بیقراری مین ایک دن سوار ہوکر دمشق سے باہر نکلکر دو دن کی راہ تک جاکر خیمہ و خرگاہ وہان پر استادہ کرواکے جب ٹھہر گیا تو پھر وہان پر کچھ آثار شکار و مقام دلچسپ نہ دیکھکر تیسرے دن وہان سے کوچ کرکے ایک صحرا مین کہ وہ شکارگاہ معقول تھا چلا گیا القصہ وہان پہونچکر اوسیدم شکار کھیلنے پر مستعد ہوکر جب صحرا مین ہرطرف دیکھنے لگا ناگاہ ایک آہو دلفریب اوس دشت مین بدکردار کو نظر پڑا تو اپنی سپاہ دین تباہ سے کہنے لگا کہ کسی طرح اس ہرن کو گھیر لو کہ ہم زندہ اسکو گرفتار کرین یہ کہکر گھوڑے کو ڈپٹ کے اوس ہرن پر چلا تو وہ آہوے بادرفتار قدرت جناب کردگار سے مانند برق اوسکے روبرو سے نکل گیا مگر اوسنے بھی

جھنجھلا کے مرکب سبک سیر کو اوس ہرن کے پیچھے ایسا دوڑایا کہ تمام سردار جو کہ اوسکے ہمراہ تھے چھوٹ گئے اور وہ مردود اونکی نظرون سے چھپ گیا بیان کرتے ہین کہ اوس ہرن کا یہ حال تہا کہ جب یزید تھک کے ہرن سے دور ہوجاتا تو اپنے گھوڑے کو روک لیتا تہا تو وہ ہرن بہی اوسکو اپنے شکار پر حریص کرنے کے لیے رک کر کھڑا ہو جاتا تہا اور جسوقت یہ پہر گھوڑے کو مہمیز کرتا تہا تو آہو بہی مانند باد صرصر اوسکے روبرو سے بھاگنے لگتا تہا بس جسدم کہ یزید تھک کے اپنی زندگی سے بیزار ہوکر ایک جا پر کھڑا ہو رہا اور وہ ہرن بہی قدرت کاملہ ایزدی سے اوسکی نظر سے غائب ہوگیا تو اوسوقت پسر معاویہ نے ارادہ کیا کہ پھر کر اپنے لوگون کی طرف راہی ہو لیکن وہ ایسا تھک گیا تہا کہ مرکب کو مہمیز بہی نہ کرسکتا تہا اور نہ اوسکے گھوڑے مین قدم اوٹھانے کی طاقت رہی تہی القصہ اوس بدکردار نے جب گھوڑے کو بہزار مشقت مہمیز کرکے ارادہ پہرنے کا کیا تو دیکھا کہ ایک دیوار اسے درمیان مین ایسی حائل ہے کہ اوس سے پار نکلنا ممکن نہین ہے چنانچہ یہ خبر احادیث ائمہ علیہم السلام سے بہی ثابت ہوتی ہے کہ وہ صحرا وادی جہنم سے تہا خواہش جناب کبریا نے اوسکو روز جزا تک اوسی صحرا مین مبتلا عذاب اضطرار و حیرانی کرکے اور باقی اوسکے اعمال بد کی سزا روز قیامت پر منحصر رکھی کہ اوس روز بدکردار آتش دوزخ مین بخوبی جلے گا پس یقین ہے کہ اسکو خداوند عالم نے بدلا اوس عمل بد کا دیا کہ فرزند فاطمۃ الزہرا جناب امام حسین علیہما السلام کو اسنے وطن سے آوارہ کرکے سفر کربلا مین ہر وادی و صحرا کے اندر رنج و زحمت سفر سے مضطر و پریشان کردیا تہا اور ایک روایت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یزید اوسی شکارگاہ مین قدرت خدا سے کتے کی صورت بن گیا اور تا قیامت مبتلائے عذاب رہیگا لیکن ابو مخنف صاحب اخبار کہتا ہے کہ یہ ہرن جو اوسکو معلوم ہوا آہو نہ تہا فقط حکم خدائے دو جہان سے ایک فرشتہ

صورت آہوون کے اسکے روبرو آیاتہا تاکہ اوسکو خوب سا صحرا مین دوڑا کر ہلاک
کرکے لذت تشنگی سے آگاہ کرے اور اسی سبب سے ہر وقت اوسکی نظر سے دور ہوکر
وہ ٹھہر جاتا تہا تا اس بدکردار کو حریص شکار کرکے خوب سا دوڑا کر ہلاک کر ڈالے حتی کہ
اسی طرح سے وہ فرشتہ حکم خدا سے دوڑاتا ہوا اوسکو اوس صحرائے عذاب مین
لے گیا اور ایک راوی بیان کرتا ہے کہ بعد از شہادت جناب سید الشہدا علیہ
السلام یزید السیا بیمار ہوگیا کہ اوسکے حلق و زبان مین کیڑے پڑگئے تہے بلکہ تمام
چہرہ اوسکا سیاہ ہوگیا تہا اور زبان اوس مردود کی مونہہ سے باہر نکل آئی تھی
اور سوج گئی تہی کہ بدکردار اوس عذاب سے رات دن غل مچا کر یہ کہتا تہا کہ ہائے
پیاس کی یہ کیسی شدت ہے کہ میرے تئین مارے ڈالتی ہے اور جب ملعون کو
پانی پلاتے تہے تو گھبرا کے کہتا تہا کہ اے یاروان سانپون کو تو میرے پاس سے
ہٹاؤ انکو کس لیے لاکر یہان چھوڑ دیا ہے اور کبہی کہتا تہا کہ اے یارو یہ کیا حال ہے
کہ ایک شعلہ آگ کا سارے تن و جان مین بھڑک رہا ہے کہ جسکی گرمی سے
میری جان تن سے نکلی جاتی ہے اور اکثر بدسیر آہ سرد بھر کے کہا کرتا تہا کہ افسوس
مین نے یہ کیا غضب کیا کہ جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کو دونون جہان مین
اپنا دشمن بنایا واللہ حیف ہے اوسپر کہ جسکی دشمن بنت رسول مختار صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم ہووے اور اس طرح کے کلمے کہتا ہوا وہ اس دنیا سے گذر کر صاحب
مرتبہ خَسِرَ الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ ذٰلِکَ ھُوَ الخُسرَانُ المبین ہوا کہ دنیا و آخرت
کے لیئے بہی ہے زیان کاری ظاہر مگر ایک راوی بیان کرتا ہے کہ یزید شراب کے
نشہ مین کوٹھے پر سے گر کے ربیع الاول کی چوتہی تاریخ ۶۴ھ چھتیس برس کے سن مین
واصل جہنم ہوگیا غرض لوط ابن یحییٰ کہتا ہے کہ جب یزید پلید آہو مذکور کے
پیچھے بیابان ادبار مین گم ہوگیا تو سپاہ اوسکی ایک ساعت بہر تو جسکی ٹھہری رہی

اور جسوقت ملعون نے دیکھا کہ زنہار کسی طرف صحرا مین ابن معاویہ کا کچھہ نشان
نہین معلوم ہوتا ہے سب کے سب گھبرا کے اوسکی تلاش مین ہر طرف بیابان مین
پھیل کے ڈہونڈہنے لگے کہ ناگاہ اوسکا گھوڑا ایک کنوئین کے کنارے نظر پڑا او
وہ سب آدمی اس خیال سے کہ شاید اس جا پر کہین گھوڑے سے گر پڑا ہو گا گرد و
پیش اوس کنوئین کے ڈھونڈہنے لگے کہ زندہ یا مردہ یہان پر ہاتھہ آجاوے گا
یکایک غیب سے ایک آواز گوش زد ہوئی کہ اے لوگو تم یزید ابن معاویہ ابن
ابو سفیان کو یہان عبث ڈھونڈہتے ہو وہ تو ایک صحرائے دوزخ مین کہ
تمام سانپ اور بچھو اور آتش سے بھرا ہوا ہے حکم خداوند کائنات سے گرفتار عذاب
ہے پس جسدم اونکے تمام مصاحبون اور غلامون نے غیب سے یہ آواز
سنی تو سبھون نے اپنے تئین گھوڑون سے زمین پر گرا کے سب کپڑے
پھاڑ کے خاک بدبختی سر پر اوڑانے لگے اور روتے پیٹتے راہی دمشق ہوئی
وہان پہونچکر یزید کے گھر پر گئے اور تمام مکان استقامت یزید کو سیاہ کر کے
کنگرے اوسکے گھود کر گھوڑون کی دُمین اوس دُمبلی کے ماتم مین جب سب نے
کاٹ ڈالین تو یہ خبر شہر مین مشہور ہوکے عجیب فتنہ و فساد برپا کرنے کے
بانی ہوگئے اور دوستدار اہل بیت اطہار یہ خبر سنکے شاد و مسرور ہوکر بخوف
و خطر ہو کر رہ گئے اہل شر کے شکر خدا بجا لانے لگے تو یہ حال دیکھکر اوسکے
اہل کارون نے جلدی سے معاویہ نامی یزید کے پسر کو کہ از بس رحیم
و حلیم تہا روسائے دمشق کو متفق کر کے تخت سلطنت پر بٹھلا دیا اور
جب سب نے بیعت اوسکی اختیار کر کے اوسکی فرمانبرداری و اطاعت کو
قبول کیا تو مروان حکم نے بعد چالیس روز کے اوسکو کسی فریب سے زہر
دلوا کے تخت شاہی سے اوٹھا کر تختہ تابوت پر لٹا دیا القصہ اس حال سے

تمام ممالک شام مین ایک فتنہ عظیم برپا ہوگیا اور حاکم شام سے عناد کرنے
کی فکر مین تمام روسائے شام مختلف اللفظ ہوگئے اور جب مروان نے
دیکھا کہ اہل شام مجھسے کسی طرح بہ متفق نہین ہوتے ہین اوس پلید نے
عبید اللہ زیاد کو اپنا رفیق و مطیع کرنے کی غرض سے اوسکے لیئے ایک نامہ
احوال مرگ یزید مین لکھکر روانہ کیا بیان کرتے ہین کہ اون دنون مین
ابن زیاد امیر عراقین اس سبب سے ہوگیا تھا کہ اکثر حکام و روسا اوس دیار
کے سرائے دنیا سے ممالک آخرت کو رحلت کر گئے تھے اور کوفہ سے لیکر تا خراسان
مع ولایت بصرہ وغیرہ ابن زیاد کے جو زیر حکومت ہوگیا تھا تو یہ ملعون چھ
مہینے بصرہ مین رہ کے انتظام مملکت مین مصروف رہتا تھا لیکن جن روزون
مین کہ یزید واصل جہنم ہوگیا اون دنون مین یہ کوفے سے بصرے مین آیا تھا
اور کوفہ مین عمر نامی اپنے ایک پسر کو جانشین اپنا کرکے یہ تاکید کر آیا تھا کہ
شیعیان جناب ابوتراب علیہ السلام مین سے جسکو سرکشی و فتنہ انگیزی کے
خیال مین دیکھنا خبردار گرفتار کرکے زندان ابوترابی مین اور سب ابوترابیون
کے پاس قید کرنا اور ہزار آدمی شیعیان جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام
مین سے بڑے بڑے نامیون کو ابن زیاد نے پکڑ کے قید کیا تھا کہ یہ سب
دیندار اس سبب سے تابعین کہلاتے تھے کہ فرمانبردار احکام جناب شیر خدا علیہ
السلام کے اور مدام بے خوف و خطر دشمنان اہل بیت اطہار پر لعنت کیا
کرتے تھے بلکہ مختار نامور سے بھی ان لوگون نے خروج کرنے پر بیعت کرکے
جمعیت اہل اسلام پر کمر ہمت باندھی تھی اور مختار دیندار ان لوگون سے
جب وعدہ حصول اجازت خروج و حکمنامہ لانے کا عہد جناب سید الساجدین
یا محمد حنفیہ علیہما السلام سے کرکے جانب مدینہ منورہ و معظمہ چلا گیا تھا تو عبید اللہ زیاد نے

لے ہرکارون اور منافقون کی زبان سے خبر انکے بیعت کرنے کی سنکر ان سبکو
فرداً فرداً پکڑکے قید کیا تہا اور آٹھ پہر مین شام کے وقت ایک نان جوین اور
ایک کوزہ آب کے سوا ان لوگون کو اور کچھہ نہ دیتا بلکہ اوس ملعون کو ہر دم
یہ خیال تہا کہ ان لوگون کو کسی حیلہ سے مار ڈالتا یا یزید کے پاس بہیجدیتا
کہ پہر اندیشہ فتنہ خروج باقی نہ رہتا غرض برس دن سے وہ لعین ان
لوگون کو قید کرکے شب و روز اسی تدبیر مین رہا پر مشیت ایزدی کا وہ
ملعون خیال نہ کرتا تہا کہ اوس کارساز بے نیاز کو کیا منظور ہے راوی کہتا ہے
کہ اسی حال مین نامہ بر مروان لعین کا کوفہ مین پسر زیاد کے پاس
جب پہونچا اور اس لعین نے مضمون نامہ کو دریافت کیا تو نامہ برکو اظہار
حال یزید و پسر یزید سے ممانعت کرکے اس مضمون کا خط عبید اللہ زیاد
کے لیے رقم کیا کہ اے والد مہربان مروان حکم کے خط سے معلوم ہوتا ہے
کہ یزید ابن معاویہ علیہ السلام لوگون کی رفاقت سے بیزار ہوکے مالک
جہنم کی مملکت کے لوگون سے مانوس ہوا ہے کس لیے کہ عبارت نامہ
مروان کی اسی طرح پر ہے بس آگاہ ہوا اے پسر زیاد حکومت ملک شام
بسبب یورش اجل تصرف یزید و پسر یزید سے نکل کر قبضہ افواج فتنہ و
فساد مین ہوگئی ہے لازم ہے کہ بمجرد دیکھنے اس نامے کے تو اپنے تئین یہان
جلد پہونچاتا مین اور تو متفق ہوکر سلطنت شام کو تصرف مین کرلین کہ
حکومت عراقین بہی اپنے قبضہ قدرت مین رہے اور کوئی شخص اوسکے لینے
کا قصد کرکے خروج کرکے آمادہ جدال و قتال نہو جائے اور اے پسر جانہ
اگر تو اسمین ذرا بہی تامل کریگا تو عراقی حال یزید سے آگاہ ہوکر خروج کرکے
ملک عراق تجھہ سے چھین کر قصد اودھر کا کرکے یہ ملک بہی لے لیوین گے

پس میرے نزدیک یہی بہتر ہے کہ تو کسی حیلہ سے جلد ادہر چلا آ کہ مین اور تو
تدبیر کرکے یہان متصرف ہو جاوین اے پدر عالیقدر حقیقت مین یہی بات
ہے اگر اہل کوفہ اس حال سے باخبر ہو جاوینگے تو پھر کسیطرح ہمکو اون لوگون
کے ہاتھ سے نجات نہو گی یا تم جلدی سے یہان چلے آؤ کہ جیسی مصلحت جانوگے
وہ کروگے والا اس خط کے جواب سے بجرد دیکھنے کے مطلع کرو کہ مین خود
مع ہمراہی و اہل و عیال تمہارے پاس کسی حیلہ سے چلا آون والسلام اور
جب یہ عبارت لکھکر اوسنے نامہ کو کبوتر کے بازو مین باندھکر اور سونے کی
کڑیان اوسکے پیرمین ڈال کے اس خیال سے اوڑادیا کہ اگر کوئی کبوتر کو پکڑیگا
تو یہ لیکر شاید کبوتر کو چھوڑ دیوے گا بس جسدم وہ کبوتر بصرے مین ابن زیاد
کے پاس آکر پہونچا تو اوسنے مضمون نامہ سے مطلع ہوکر فوراً اس مضمون کا جواب
لکھا کہ اے نور دیدہ نامہ کو دیکھ کے اوسیدم مال و خزانہ مع اہل و عیال ہمراہ
لیکر شہر کوفہ سے نکل آ بائس لیئے کہ فی الحال نہ میرا آنا وہان مصلحت ہے اور
نہ تیرا رہنا القصہ جب عمر ابن زیاد کے پاس کبوتر نامہ لیکے قریب شام پہونچا
تو اوسنے اوسی وقت تمام فوج کو تیاری کا حکم دیکے مال و اسباب قطاران
لشکر پر بار کراکے سامان چلنے کا کرنے لگا اور عمر پسر زیاد نے سب سامان
درست کرکے لوگون کو روشنی کا حکم دیکے کہا کہ ہمارے ناموس کی سواری
کی عماریون کو لاکر دروازہ محل پر استادہ کرو اہل کوفہ یہ شور و غل اور روشنی
دیکھکر گھبرا کے اپنے بالاخانون پر چڑھ گئے بلکہ اکثر گھرون سے نکل کر راستون
مین متعجب ہوکر پھر تفحص حال جب کھڑے ہوئے تو دیکھا کہ شدت روشنی سے
دار ابن زیاد پر شب بجاے صبح کے معلوم ہوتی ہے القصہ اسی اثنا مین ناگاہ
غیب سے ایک آواز اہل کوفہ نے سنی کہ ایہا الناس یزید شام مین جہنم واصل

ہوا ہے اور پسر ابن زیاد شہر کوفہ سے معہ اہل و عیال و مال و منال فرار ہوا چاہتا ہے تو محبان جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام یہ آواز سنکے ہتھیار لگا کے اپنے اپنے گھرون سے نکل کے شہر کوفہ کے دروازے کو اپنے قبضہ مین کر کے کھڑے ہوئے اور بہت سے لوگون نے جاکر قیدخانے کا دروازہ توڑ کے قیدیون کو طوق و زنجیر سے نجات دی اور وہ لوگ بھی مسلح ہو کر آکر سب کے پاس موجود ہوئے کہتے ہین جب یکبار بہت سے دیندار لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ کہتے ہوئے سپاہ ابن زیاد پر ہر ایک طرف سے حملہ کر کے چلے تو وہ ملعون یہ آواز سنکے ایکبار پریشان ہو کر جب تک ایک دوسرے سے کچھ کہنے لگے اون لوگون نے آکر سب کو پریشان کر دیا اور صندوقون کو توڑ کے تمام مال و اسباب و زر جو کچھ لدا تھا سب لوٹ لیا تو حال مردمان شہر کا مومنین نے یہ کر دیا کہ کوفہ سے اوس شب کو جانور بھی دشمن آل علی علیہ السلام کا بے زحمت پائے باہر نہ جا سکتا تھا اور مومنین کو غنیمت بھی اسقدر ہاتھ آئی تھی کہ ہر ایک گدا بادشاہ ہو گیا تھا غرض عمر عبید اللہ زیاد لباس عورت پہن کر سوار ہونے کے لیئے جب محل سے باہر نکلا تو ایک بار آواز یا آل ثار ات الحسین علیہ السلام کی سنکر ملعون گھبرا کے سب اہل و عیال و مال و خزانہ چھوڑ کر اپنی جان بچا کے ایک راستہ باہر نکلنے کا تھا اوس طرف سے نکلکر شہر سے بھاگ کے صحرا کی سمت راہی ہوا اور اہل کوفہ صاحبان دین نے اوس وقت بے محابا تلواریں علم کر کے ابن زیاد کے مکان مین گھسکر مرد و زن و خورد و بزرگ غلام و آزاد جو سامنے آیا اوسے مار کر جہنم واصل کر دیا لکھا ہے کہ مومنین نے سات بیٹیان اور تین بیٹے ابن زیاد کے مع ایک سو بیندرہ خادمون کے اور کنیزون اور غلامون کے قتل کر کے راہی دوزخ کیے اور جتنا مال و منال اوس بدنہاد کا جمع

ہاتھ لگا لوٹ لیا اور جب سب لوگ عمر ابن عبید اللہ زیاد کو ڈھونڈنے لگے
تو وہ کہین نظر نہ آیا بس سپاہی لوگ شہر کے باہر آکے جسکو پسر زیاد کے دوستون
مین سے پایا اوسکو بھی مار کر سر جناب امام حسین علیہ السلام کے قاتلون کے
نیزون پر سوار کرکے تن اونکے آگ مین جلا دیے القصہ یہ حال دیکھکر عمر سعد
وشمر و سنان ابن انس وغیرہ بہت سے ملعون راہ پاکر شہر کوفہ سے جیسے
اوسی حال مین بھاگ گئے اور کچھہ خارجی کنوؤن مین اور بہت سے مقامون
مین اور اکثر تہ خانون مین چھپ رہے تو آدہی رات تک اہل دین نے
ڈھونڈھ کر جہان تک ہاتھ لگے تین چار ہزار آدمیون کو مار کے واصل جہنم
کیا اور جتنے دوستداران ابن زیاد کے جیتے بچے بلکہ وہ لوگ جو کربلا مین جناب
امام حسین علیہ السلام سے لڑنے گئے تھے ایک ایک اور بہت سے غول
باندھ باندھ کر با سر و پاے برہنہ کوئی سوار اور کوئی پیادہ اوسی شب تاریک
شہر کوفہ سے ایسے بدحواس ہوکر فرار ہوئے کہ راہ گریز بھی نہ ملتی تھی بس
سچ ہے کہ اونکے حواس کیونکر بجا ہوتے جفا شعار دفعتاً تو بلاے ناگہانی
مین مبتلا ہو گئے تھے اور عمر ابن پسر زیاد شہر کوفہ سے بھاگ کر درمیان کے
راستہ مین کہ وہان سے بصرے کو چلا جاتا تھا ایک جا پر کہ اوسے بین الطریقین
کہتے ہین جاکر اس خیال سے کھڑا ہو رہا کہ شاید اہل وعیال وہمراہی میرے
مال و اسباب لیکر آجادین تو اونکو ساتھ لیکے راہی بصرہ ہو جاؤن اور وہ ملعون
اسی خیال مین وہان پر کھڑا ہوکے جب چارون طرف دیکھنے لگا تو اہل کوفہ
دشمنان اہل بیت اطہار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر طرف سے آکر اوسکے
پاس جمع ہونے لگے اور وہ لعین ہر ایک سے اپنے اہل وعیال مال و
اموال کی جب خبر پوچھنے لگا تو اون سبھون نے جواب دیا کہ اے ابن امیر کوفہ

ہمکو کسی کا کچھہ احوال معلوم نہین ہے ہم لوگ ابھی اپنی جان بچاکر بھاگ آئے ہین
لیکن اتنا جانتے ہین کہ ابوترابیون نے بہت سے لوگ دوستان یزید وابن زیاد
مین سے مار ڈالے ہین اور شہر کوفہ ہین یزیدیون کے لیئے میدان محشر ہے اے عمر
ابن عبید اللہ زیاد ایسے مقام خطرناک مین کسلیئے کھڑا ہے چل ایسا نہو کہ ابوترابی آجاوینگے
توپہر اور آفت مین مبتلا ہوجاوینگے مشہور ہے کہ ہرچند لوگون نے اوس لعین کو
سمجھایا الا وہ ولد الحرام وہان سے ایک قدم بھی اس خیال سے نہ سرکا کہ حرامی کی
جوان جوان ہمنشین ناکتخدا اوس مردود کے مکان مین تھین اونکی خبر کے لیئے ٹہرا
رہا کہ آیا وہ نکل کے فرار ہوئی ہین یا کہین گرفتار ہوکے بے آبرو ہوگئین وہ بدگہر
اسی دھیان مین کھڑا تھا جو آتا جاتا تھا اوس سے اونکا احوال پوچھتا تھا جبتک
آٹھہ ہزار آدمی سوار و پیادہ بھاگے ہوئے اوس ولد القلب کے پاس آکر مجتمع ہوگئے
بس اوس بدبنیاد کو اتنے لوگون کے آنے سے ایسی تقویت اوسوقت ہوگئی
کہ پہر بدنہاد کینہ جوئی پر آمادہ ہوگیا اور راوی کہتا ہے کہ فقط پندرہ ہزار آدمی
سپاہ ابن زیاد مین سے اوس شب کو بروقت فساد کوفہ کے موجود تھے مگر
بہت سے تہہ تیغ مومنین ہوکے جہنم واصل ہوگئے تھے اور اکثر خوف سے
روپوش ہوکے جابجا پوشیدہ ہورہے تھے وہ سب لوگ بھاگ کر اس ملعون کے
پاس مجتمع ہوکر پھر تشنہ خون مومنین ہوگئے غرض مومنین صبح کو ایک مرد
پارسا اور متقی دوستدار جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کے پاس
مجتمع ہوکر کہنے لگے کہ اے دیندار ہم لوگون نے آج کی شب سے کفارون کو
ہرچند خوب مار ڈالا بے سردار کچھہ بات بن نہین پڑتی ہے لازم ہے کہ تو کوئی سا
قبائل عرب مین سے جنگ آزمودہ ہے ہمارا شریک ہوکے ان ظالمون سے انتقام
خون جناب امام حسین علیہ السلام کے تا ایسا نہو کہ پسر ابن زیاد پھر جمعیت کرکے

آگر قتل مومنین سے کامیاب ہووے کس لیئے کہ وہ ملعون جوار شہر کوفہ مین ابھی
ٹھہرا ہوا ہے کہتے ہین کہ یہ شجاع زمانہ بہادر بے مثل سلیمان ابن صرد خزاعی جنگ
جمل مین اور صفین مین جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی خدمت مین
شریک رہکر دشمنان جناب شیر خدا سے لڑا تھا لیکن اب یہ جوان باایمان گردش
دوران سے دست زمانہ پیری مین گرفتار ہوکر جفاے امراض سے نہایت کم طاقت
ہوگیا تھا پس اوس دیندار نے محبان جناب حیدر کرار علیہ السلام کا یہ کلام
سنکے جب مکرر اقرار رفاقت کیا تو چار ہزار آدمیون نے پیش از طلوع آفتاب
اوس ماہتاب آسمان شجاعت و دلاوری سے بیعت کرکے کہا کہ اے سلیمان
عالیشان انتقام خون امام مظلوم کربلا علیہ السلام کے لینے مین ہم لوگ
تیرے تابع فرمان ہین اور یہ چار ہزار آدمی بہی اکثر جناب شیر خدا علیہ السلام کے ہمراہ
رہتے ہین بہت سی لڑائیون مین لڑے بلکہ جناب مسلم ابن عقیل علیہ السلام
سے بہی ان لوگون نے بیعت کی تہی اور یہ پانچون شخص یعنے ایک تو سلیمان
ابن صرد خزاعی اور دوسرا مسیب ابن نجبہ و تیسرا عبداللہ ابن نفیل
ازدی و چوتھا عبیداللہ ابن وابل و پانچوان شداد ابن ارقم عجلی
بڑے رئیس کوفہ و صاحب قوم و قبیلہ تھے الحاصل یہ پانچون سردار مع چار ہزار
آدمیون کے مصیبت جناب امام حسین علیہ السلام مین اوس دم اشکبار
ہوگئے پہر تو بہت سے شخص آپس مین ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ ایہا الناس جو
مصیبت امام مظلوم شہید تشنہ کام علیہ السلام پر پڑی ہے ہم لوگ اوسکے
باعث ہوئے اور بلکہ امام حسین علیہ السلام کو ہمنے شہید کیا کس لیے کہ
چار ہزار نامے اس مضمون کے ہم لوگون نے بہ قسم ہاے شدید اوس جناب
کی خدمت مین تحریر کرکے روانہ کیئے تہے کہ جب آپ یہان تشریف لاوینگے

ہم اپنا گھر بار اور جان آپ پر نثار کرکے شر سپاہ یزید سے حضرت کو محفوظ رکھینگے
اور جب وہ جناب ہمارے کہنے سے ادھر تشریف لائے تو ہمسے اتنا نہو سکا کہ امداد کو
اونحضرت کی جاتے جب تک کہ اوس جناب کو سپاہ یزید نے شہید کرکے اہلبیت کو
بہی اونکے اسیر کرکے شہر بشہر و دیار بدیار سر و پا برہنہ پھرایا پس اگر انصاف سے
معلوم کرو تو سپاہ یزید نے یہ ظلم او نیز نہین کیا یہ تمام ستم ذات سے ہماری اوس
حضرت پر ہوئے ہین پس عبداللہ و ابل نے یہ تقریر لوگون کی سنی تو کہا کہ ای بھائیو
ہم لوگون کو اوس حضرت کی امداد کے لیئے نہ جانے مین ایک یہی کیسا عذر درپیش
ہوگیا تھا کہ ابسر زیاد نے تمام راستے کوفہ کے لشکر بھیجکر گھیر لیئے تھے تاکوئی بشر امداد کو
فرزند رسول کی نہ جانے پاوے اور فقط اسی سبب سے ہم لوگ لاچار ہوگئے یا ہمنے
پہلو تہی کرکے اس مواخذے مین اپنے تئین گرفتار کیا ہے اور ای یارو سوائے
اسکے وہ لعین جس کسی کو دوستدار جناب حیدر کرار علیہ السلام جانتے تھے
جب وہ اوسکے ہاتھ آجاتا تھا تو اوسکو بے قتل کیئے باز نہ رہتے تھے اور اب جو
یہ اتفاق ہوا کہ یزید واصل جہنم ہوگیا آج رات کو جہانتک ہمسے ہوسکا انتقام
خون مظلوم کربلا مین دشمنان دین کو ہمنے قتل کرکے اہل و عیال ابن زیاد کو بھی
مار ڈالا اور یہ بھی سچ ہے کہ یہ کام ہمارا اوس ندامت کو دور نہین کرسکتا ہے
کس لیے کہ ہمسے بڑا قصور ہوگیا ہے اگر اوسکے عوض مین تمام روے زمین کی خلقت
کو ہم قتل کرینگے تو بہی انتقام خون امام حسین علیہ السلام نہین ہوسکتا ہے
سوائے اسکے کہ ہم اپنے تئین آپ ہلاک کرین کہ شاید روح پاک اوس جناب کی
ہمارے اس انفعال کے خیال سے خوش ہوکر ہمارے جرم پر نظر فرماوے اور
ہمارے گناہ کو معاف کردے سنتے ہین کہ یہ گفتگوے مومنین سنکے سلیمان
ابن صرد خزاعی کہنے لگا کہ اے یارو بالفرض نادانی و پشیمانی سے یہ امر بہی

ہمنے کیا تو جناب امام حسین علیہ السلام کو ہمارے اس عمل سے کیا حاصل ہوگا
اگر اوس جناب کے رو برو ظالمون سے لڑکے ہم مرجاتے تو البتہ وہ جناب ہمسے راضی
ہوتے اور اب سوائے اسکے رفع ندامت اوس جناب کے راضی ہونے کی اور کوئی
صورت نہین معلوم ہوتی ہے کہ تلوار علم کرکے انتقام خون امام مظلوم کربلا
علیہ السلام کی نیت سے آل بنی امیہ کو قتل کرین اور یہ جو واقعہ شب کو
گذرا ہے اسپر ہمارا نازان ہونا کہ انتقام خون فرزند فاطمہ زہرا علیہا السلام ہمنے کیا
یہ نہایت نادانی ہے کسلیئے کہ ایک قطرہ خون فرزند نازنین رسول اکرم صلعم کے عوض
مین تمام عالم کا خون اگر کیا جاوے تو بھی احتمال انتقام کا نہین ہے مگر یہ کہ ہم
اپنے دل کو قتل بنی امیہ سے خوش کرلین کہ انہین لوگون نے اوس جناب کو
شہید کیا تہا اور علاوہ اسکے قتل کرنا پسر زیاد و عمر سعد و شمر ذی الجوشن و خولی ابن
الشیخ عمر ابن حجاج وغیرہ قاتلان امام انام مظلوم کربلا علیہ السلام کا لازم
ہے پس یہ ملعون تو ابہی سب زندہ ہین پہر کونسی بات ہمارے فخر و مباہات
کی ہے ایہا الناس مناسب تو یہ ہے کہ کوشش کرکے ان سب لوگون کو
ملحق و اصل جہنم کرو اب گذشتہ را صلوات و آئندہ را احتیاط بلکہ پسر ابن زیاد بر قرار
ابہی یہین ہمارے شہر مین موجود ہے اوس لعین کو معہ رفقا قتل کرکے بصرہ مین چلکر
ابن زیاد بد بنیاد کو تہ تیغ کرین اب اسوقت سب لوگ اپنے اپنے گھر مین جاکر سامان
جنگ اسلحہ و سواری درست کرکے صبح کو فلان دروازے شہر کو فہ پر آکے کھڑے
ہووین بلکہ جسکے پاس کچھہ سواری نہووے وہ بہی مصلح ہوکر آکے موجود ہووے
کہ مین بہی صبح کو اپنا سب سامان درست کرکے وہین دروازہ شہر پر آؤنگا اور
انشاء اللہ تعالی وہان سے چلکر پہلے عمر ابن عبید اللہ زیاد کو گرفتار یا قتل کرکے
بعد اسکے پہر جو مناسب و مصلحت جانینگے وہ بات کرینگے القصہ گروہ مومنین جو

جب یہ تدبیر اوس مرد پیر کی نہایت پسند آئی تو سب لوگ جاکر درستی سامان جنگ کرنے لگے اور اوس شب کو کوفہ مین کوئی اہل ایمان اس خیال سے نہ سویا کہ خوارجون کی عورتون کو بھی جاکر مومنین نے لوٹ کر بے چادر و مقنعہ کر دیا اور صبح کو جب وہ چار ہزار دیندار سلاح جنگ سے آراستہ ہوکر بازار شہر کوفہ مین پہونچے تو صدائے نعرہ یا آل ثارات الحسین علیہ السلام سے ایک دوسرے کو خبردار کرتے ہوئے دروازہ شہر پر آکے مجتمع ہونے لگے راوی کہتا ہے کہ **سلیمان ابن صرد خزاعی** اوس شب کو ایک علم سفید تیار کر کے وقت طلوع آفتاب چار سو مرد جرار اپنے بنی اعمام مین سے ہمراہ لیکر دروازہ شہر پہ آکے کھڑا ہو رہا اور جسوقت وہ چار ہزار دیندار بھی آکر مجتمع ہو گئے تو سلیمان ذیشان خوش ہوکر ہر ایک کو دعائے خیر دیکر کہنے لگا کہ ایہا الناس مناسب یہ ہے کہ پہلے بصرہ کے راستہ کی طرف جاکے پس ابن زیاد لعین کو تلاش کر کے گرفتار کر لیوین اور بعد اسکے جیسی مصلحت دیکھین گے اوسطرح پر وہ کام کرینگے کہ ناگاہ اسی حال مین دیکھا کہ مدائن کی سمت سے ایک مجاور روضۂ سلمان فارسی سے چلا آتا تھا کہ وہ شخص مرد پارسا و متقی دوستدار جناب شاہ ولایت علیہ السلام کوفے مین واسطے زیارت مرقد مطہر حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے لیے آیا کرتا تھا پس اوسنے جب علم سفید علامت شیعیان جناب ابو تراب علیہ السلام چار ہزار آدمیون کی جمعیت سے دیکھا تو خوش ہوکر انکی طرف متوجہ ہوکر **سلیمان** کے روبرو آکر سلام علیک کر کے کھڑا ہو گیا اور **سلیمان** نے اوسکو پہچان کر جواب سلام دے کے پوچھا کہ اے عبداللہ کہان سے آتا ہے اور کدہر کو جاویگا اوسنے کہا کہ اے **سلیمان** مدائن سے چلا آتا ہون اور نجف مین زیارت مرقد منور جناب شیر خدا علیہ السلام کے لیئے

جاتا ہون یہ سنکے سلیمان نے کہا کہ اے زائر جناب حیدر کرار علیہ السلام
تجھے کچھہ خبر معلوم ہووے تو بیان کر کہ مخالفین مومنین کا کیا حال ہے
اوسنے جواب دیا کہ اے ابن صرد خزاعی مین الطریقین مین پسر ابن زیاد
بدبخت کو آٹھ ہزار آدمیون کی جمعیت سے دیکھا مینے کہ با گریبان چاک
مونھہ پر خاک ملے ہوئے اپنے مان باپ اور بھائی بہن اور زن و فرزند کو
معہ عزیز و اقارب یاد کر کے روتے پیٹتے تھے بلکہ عمر سعد و شمر لعین و سنان ابن
انس علیہم اللعنہ و غیرہ بھی اوس مردود کے پاس موجود ہین اور سب لوگ
ہمسے لڑنے کا ارادہ کئے ہوئے باہم یہ کلام کرتے ہین کہ ہم کوفے مین ابکی جاکر
ابوترابیون مین سے ایک کو بھی زن و مرد و پیر و جوان و طفل صغیر تک کو زندہ نہ
چھوڑینگے جسطرح کہ اون لوگون نے ہمارے آدمیون کو قتل کیا ہے بلکہ اوس سے
زیادہ ہم اون پر تیغ زنی کرینگے سنتے ہین کہ جب سلیمان دیندار نے یہ خبر سنی تو
ہنسکے کہنے لگا کہ امید وار عنایت کبریا یہ ہون کہ اگر یہ ملعون ہمسے مقابل ہونگے
تو تائید لطف جناب حیدر کرار علیہ السلام سے ایک کو بھی ان ملعونون مین سے
زندہ و سلامت باقی نہ رکھونگا اور یہ کہکر اپنی فوج سے مخاطب ہو کر کہنے لگا
کہ اے منتقمان خون فرزند جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام آگاہ ہو کہ ہم لوگ
خون ناحق جناب سید الشہدا علیہ السلام کا عوض لینے کو جاتے ہین مناسب
یہ ہے کہ پہلے کربلائے معلی مین جاکر زیارت مرقد مطہر جناب امام حسین علیہ
السلام سے مشرف ہو کے روح پاک سے اوس معصوم مظلوم کے اپنی خطا کا
عذر در پیش کرین کہ شاید وہ صابر و شاکر ہمسے راضی ہو جاوے اور تعجب نہین
ہے کہ وہ عذر کو ہمارے قبول کر کے سزاوار آمرزش الہی ہمکو کرے اے جناب
باری ہمارے گناہون پر نظر نہ فرما کے قیامت کے دن ہمکو گرفتار بلا نہ کیجیو

نہ کرے اور علاوہ اسکے دوسرا فائدہ اس بات میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہر کوفہ ہمارے جانے سے جب خالی ہوجاویگا تو وہ ملعون یہ خبر سُنکے ضرور کوفہ میں قتل وغارت کے خیال سے آنے کا ارادہ کرینگے پس اہل کوفہ جب اون لعینوں سے مقابلہ کرکے لڑنے کو مستعد ہوجاویں گے تو ہم بھی پہونچکر مانند اجل جدال و قتال پر آمادہ ہوجاوینگے اور جب یہ حال دیکھکر وہ بدکردار چار و ناچار ہماری طرف متوجہ ہوکر مشغول پیکار ہووینگے تو اوسدم ایک طرف سے ہم اور ایک جانب سے اہل کوفہ اون لعینوں کو بیچ میں کرکے قتل کرنا شروع کرینگے پس ایہا الناس اس صورت سے یقین ہے کہ بفضل خدا سے ایک کافر جاسد بھی ہمارے ہاتھ سے جیتا نہ بچیگا غرض **سلیمان** کی تقریر کو سنکے ہر ایک غازی نے اوس مدبر کی رای صائب پر احسنت و تحسین کرکے کہا کہ سبحان اللہ کیا خوب نیک تدبیر ہے اور **سلیمان ابن صرد** اہل کوفہ کو جہانتک کہ شیعیان ابو تراب علیہ السلام میں سے تھے اس تدبیر سے آگاہ کرکے شہر کے دروازوں کی حفاظت کے لیئے تاکید کرکے غازیوں کے لشکر کو ہمراہ لیکے کربلا کی طرف روانہ ہوکر جب اوس صحرائے پربلا میں پہونچا تو سب سوار باچشم اشکبار گھوڑوں سے اوترکے سر برہنہ ہوگئے اور جسوقت دور سے نظر مرقد مطہر مظلوم کربلا علیہ السلام پر اون لوگوں کی پڑ گئی تو باآہ و نالہ سب کے سب اسقدر روئے کہ شدت گریہ سے بدحواس ہوکر قریب تربت مبارک کے پہونچکے خاک پر گر پڑے لکھا ہے کہ اوسدم **سلیمان ابن صرد خزاعی** مرقد منور سبط خیر البشر صلعم کے برابر جاکر کپڑوں کو پھاڑکر سر پر خاک ڈال کے بادیدہ خونبار پکار کر کہنے لگا السلام علیک یابن رسول اللہ السلام علیک یاشہید ابن الشہید السلام علیک یاصدیق ابن الصدیق السلام علیک یا امام ابن الامام السلام علیک یا وصی ابن الوصی السلام

علیک یا عالم ابن العالم السلام علیک یا طاہر ابن الطاہر السلام علیک
یا عابد ابن العابد السلام علیک یا تقی ابن التقی السلام علیک
یا مظلوم ابن المظلوم السلام علیک یا مقتول ابن المقتول یعنے
سلام تجھپر اے بیٹے رسول خدا کے اے شہید بیٹے شہید کے اے سخی بیٹے
سخی کے اے امام بیٹے امام کے اے وصی بیٹے وصی کے اے عالم بیٹے عالم کے
اے پاک بیٹے پاک کے اے عبادت کرنے والے بیٹے عبادت کرنے والے کے
اے پرہیزگار بیٹے پرہیزگار کے اے مظلوم بیٹے مظلوم کے اے مقتول بیٹے
مقتول کے اور جب یہ زیارت پڑھ چکا تو سلیمان اپنے سر کو زمین پر رکھ کے
چہرے کو خاک سے بھر کر اسقدر رویا کہ بیہوش ہو گیا کہتے ہیں کہ اوس شب کو دوسرے
دن تک اون دوستداروں نے سوائے رونے کے کچھ اور کلام نہ کیا اور جسطرح
پر کہ زیارت کرنے کا حق تھا اوس گروہ مومنین نے ادا کر کے اپنے آقا کو خوشنود کیا
القصہ دوسری رات کو جب سب مومنین روتے روتے سو گئے اور سلیمان
کو بھی نیند آگئی تو اوس مومن پاک نے خواب میں جناب امام حسین علیہ
السلام کو اس صورت سے دیکھا کہ مانند ماہ تابان وہ خورشید آسمان امامت
ایک چادر گردن پر ڈالے ہوئے کہ گردن مبارک پیچھے سے کٹی ہوئی اور خون
قطرہ قطرہ اوس جا سے ٹپک رہا ہے کھڑے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے سلیمان
تمہارے اس رنج و پشیمانی سے کہ اپنے اوپر گوارا کیے ہوئے ہو دشمنوں سے
میرے بدلا لینے کے خیال پر خداوند بے ہمال دونوں جہان میں تمسے راضی
ہوئے پس اے سلیمان ابن صرد میں تم لوگوں کی نیت سے آگاہ ہوں
جو کچھ کہ تمکو میرے لیئے پیش خاطر ہے اور اے صرد دیکھا تو نے اس امت بیوفا
نے مجھسے کیسے کیسے سلوک کیے کہ مجھکو با خویش و برادر بھوکھا پیاسا شہید کر کے

اہل بیت کو میرے کس بے حرمتی سے شام تک لے گئے اے سلیمان دیکھ تو
ان لوگون نے کچھ میری حرمت و عزت کا پاس نہ کیا اور میرے حرم محترم سے
کسطرح کی بے اعتنائیان کر کے بے ادبیون سے پیش آئے ولیکن خدائے
بزرگ و برتر قادر ہے وہ ایک شخص کو ایسا اونپر مسلط کریگا کہ وہ ان سبکو
مار کے روئے زمین سے خراب و نابود کر دیوے گا اور اے ابا محمد ابن صرد
دیکھا تو نے جسنے کہ میرے قتل کے لئے حکم کیا تہا اوسنے بہی کچھ دنیا کی خوشی نہ
دیکھی اور حکم خدا سے وادی جہنم مین بصد حسرت و ندامت گرفتار ہوکر ہمسر عاد
و شداد و نمرود و فرعون کا ہوا ہے پس اے ابن صرد خزاعی تو نے جو نیت
جہاد اپنے دل مین کی ہے خبردار اس سے باز نہ رہنا اور میرے دشمنون سے عوض
میرے خون کا لیکر خداوند بے نیاز کو خوشنود کر کے میری روح کو شادمان کرنا
سلیمان کہتا ہے کہ یہ ارشاد اوس جناب کا سنکے اوسدم مین نے کہا کہ یا ابن
رسول اللہ فدا ہون مین آپ پر مین نے تو دس برس سے نیت حصول دولت
جہاد کی ہے الحاصل یہ کہکر وہ مومن پاک با چشم اشکبار خواب سے بیدار
ہوکر کہنے لگا کہ اچھا یا ابن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہی کرونگا جو
آپ نے ارشاد فرمایا ہے پھر پانی طلب کر کے با وضو ہوکر نماز پڑھکے خدائے
برتر سے لشکر زیاد پر فتحیاب ہونے کی دعا مانگنے مین مصروف ہوا تو دم صبح سب
مومنین یکبار اوسکے پاس آکے بیٹھے اوس دیندار راست کردار نے وہ خواب
تمام و کمال سب سے بیان کیا تو مومنین کے لیئے اس خواب کا بیان ہونا
باعث زیادتی صفائی قلب ہوکر اونہی دل صفا منزل محبت شاہ ولایت علیہ
السلام مین حریص جنگ دشمن دین کا ہوگیا مگر سلیمان کے دل مین یہ اندیشہ
تہا کہ ایسا نہو کہ بعض کوفی موافق عادت کے کوفے کو پھر گئے ہون تو موجب

فتنہ و شر ہے یہ سوچ کے وہ عالی گہر اپنے لوگون سے کہنے لگا کہ مومنین کی جمعیت
کو تو شمار کر لو کہ کسقدر لوگ مجتمع ہوئے ہین یہ سنکے گروہ گروہ کر کے لوگون کو اوسکے
ہمراہیون نے نظر شمار سے دیکھا تو وہ چار ہزار آدمی تھے غرضکہ **سلیمان** وہان سے
طبل روانگی بجوا کر عمر ابن عبید اللہ زیاد گمراہ سے لڑنے کا قصد کر کے روانہ ہوا اور
ادہر ابن زیاد لعین کو بھی خبر پہونچی کہ سپاہ اسلام کوفہ سے باہر نکل کے چار ہزار آدمی کربلا
کی طرف گئے ہین یہ خبر سنکے وہ بدگہر اپنی فوج لیکے راہ مدائن سے پھر کر کوفے کی
سمت راہی ہوا اور دو ہزار نامرد عمر سعد و شمر ذی الجوشن کے سپرد کر کے
کہنے لگا کہ تم دونون کربلا کی طرف جا کے لشکر سلیمان ابن صرد خزاعی پر شبخون
کرو اور مین کوفے مین جا کر آگ لگا کر ہر ایک مرد و زن کو زیر تیغ کر کے ایسا قتل
کرتا ہون کہ صفحہ ہستی پر نام و نشان نہ باقی رہے پس ابن سعد و شمر مرتد دو ہزار نابکار
ہمراہ لیکر جانب صحرائے کربلا روانہ ہو گئے تو سلیمان عالیشان کو کہ وہ دیندار ابھی
صحرائے کربلا سے باہر نہ نکلا تھا ایک جاسوس نے آکر یہ خبر دی کہ اے امیر باتدبیر
عمر سعد و شمر لعین دو ہزار کفارون کی جمعیت سے بہ تدبیر شبخون کا ارادہ کر کے
اس طرف آتے ہین اور عمر ابن عبید اللہ زیاد بدگہر بہت سی فوج ہمراہ لیکر راہی
کوفہ ہوا ہے کہتے ہین کوفیون نے جب سنا کہ پسر ابن زیاد لعین اس طرف آتا
ہے سب نے اتفاق کر کے اوس مردود کے بخوف ظلم و تعدی تمام راستے شہر کوفہ
کے بند کر لئے اور عمر سعد بدبخت و شمر لعین با جمعیت مشرکین راہ مین قریب
کربلا کے ایک ٹیلے پر اس ارادہ سے آکر ٹھہرے کہ تھوڑی دیر یہان دم لیکر مومنین پر
شبخون کرین گے مگر **سلیمان** نے جسوقت جاسوس کی زبانی یہ خبر سنی تو اوسنے
وہین پر ٹھہر کے آدمی بھیجکر مسیب ابن نجبہ کو کہ وہ دیندار ہراول لشکر ہو کے
آگے جاتا تھا بلوا بھیجا اور دو ہزار مرد جرار اوسکے سپرد کر کے کہا کہ اے بھائی

عمر سعد مردود اور شمر لعین دو ہزار آدمیون سے ہم لوگون پر شبخون کرنے کے
ارادے سے آئے ہین تو تکلیف قبول کرکے بسرعت تمام جاکر ایسی تیغ زنی کر
کہ ملعون دون یکبار غرق جیحون ہوجاوین بس اگر یہ دونون بدنہاد شمر و عمر
سعد اسدم تیرے ہاتھ سے اگر داصل جہنم ہوگئے تو یقین کامل ہے کہ ابھی عمر ابن
عبید اللہ زیاد بلکہ پسر زیاد کی کمر ٹوٹ جاویگی اور اے برادر قسم ہے خداے
عزوجل کی بعد اسکے سیاہ شام کی ہمارے روبرو کچھ حقیقت نہین ہے یہ
سنکے **مسیب** نے کہا کہ اے امیر مین فرمانبردار ہون جس کام کے لیے
تو فرماویگا بجان و دل بجالاونگا سنتے ہین کہ مسیب لڑائی کے مقدمہ مین
بڑا صاحب تدبیر وعاقل تہا اوس جری نے تامل کرکے شام تک سامان
لڑائی کا درست کیا اور جب شام ہوگئی تو تاریکی مین سوار ہوکر بدگہر دن سے
مقابلے کو روانہ ہوا مگر ابھی وہ دلاور ایک فرسنگ راہ طے نہ کرچکا تہا کہ ایک
اعرابی کو اوسنے دیکہا کہ اوسی سمت اونٹ پر کچھہ گندم و جو لادے ہوئے مہار
شتر کو ہاتھ مین تھامے کچھہ اشعار پڑھتا ہوا چلا آتا ہے اور مسیب ابن نجبہ
اعرابی کو اس حال سے دیکھکر فال نیک سمجھ کے خوش ہوا اور گھوڑے کو دوڑا کر
اوس اعرابی کے پاس گیا تو اوس مرد غریب سے سلام علیک کرکے بدلداری
تمام کہنے لگا کہ اے بہائی مرحبا تری اس صداے نیک پر تو اپنا نام تو مجھ سے
اظہار کر اعرابی نے یہ کلام شیرین اوس خاصۂ مومنین کا سنکے جواب دیا کہ اے
غریب نواز اس بندۂ ناچیز کا نام حمید ہے یہ سنکے مسیب نے کہا کہ بارک اللہ تیرے
مونھ کو جو بات تیری زبان سے نکلتی ہے وہ سراسر نیکی اور خوبی کی بنیاد ہے اور
مسیب اوسکے نام کو بہی فال نیک سمجھ کر خوش ہوا اور اوس سے پوچھنے لگا
کہ اے بہائی یہ تو بیان کر کہ سیاہ شام کو تونے کہان پر دیکہا ہے اوسنے جواب دیا کہ

کہ سپاہ شام کہنہ جوئی مین از بس کمکل چھ ہزار آدمیون کی جمعیت سے بسبب
عبید اللہ زیاد کے ہمراہ پانچ امیرون کی افسری سے یہان سے بڑی دور اوترے
ہوے تھے ولیکن دو ہزار آدمی شمر ذی الجوشن لعین و عمر سعد کے ہمراہ اس خرابہ کے
اندر اون لوگون کے انتظار مین اوترے ہوے ہین جو گروہ کربلا کیطرف گیا ہوا ہے
اور اسے دلاور جسوقت مین اونکے پاس پہونچا تھا اوسدم وہ کھانے سے فراغت
کر کے گھوڑون کو چھوڑ دے کر زیر بندی سے فراغت کر چکے تھے اور چلنے پر مستعد تھے
اور مقدمہ اونکے لشکر کا یہان سر راہ کھڑا ہوا اپنی تدبیرین تھا کہ چلکے اون لوگون
شبخون کرین القصہ مسیب عالی وقار اوس اعرابی سے یہ خبر سنکے اپنے
رفیقون کے پاس آکر کہنے لگا کہ اے یارو سب ہوشیار ہو جاؤ کہ یہ اعرابی
اسطرح یہ خبر لشکر اہل شر کی بیان کرتا ہے یہ کہہ کے اوس دلیر نے اپنی سپاہ کے
چار غول کر کے سب سے کہا کہ اے محبان شیر خدا علیہ السلام چپ و راست اس
صحرا مین تم سب لوگ گھات مین لگے رہو الا جسوقت کہ وہ لعین یہان پر
آوین اور تم لوگ آواز اللہ العزۃ وللرسول وللمومنین یا آل ثارات
الحسین علیہ السلام کی سنو یعنے واسطے خدا و رسول و مومنون کے عزت
ہے اے بدلا لینے والو خون امام حسین علیہ السلام کے یکبارگی تم لوگ اللہ نبی
محمد والوصی علی کہتے ہوے تلوارین علم کر کے ہر طرف سے اون ملعونون پر
آپڑنا کہ انشاء اللہ تعالی اہل شر مین سے ایک بدگہر بھی اوسدم ہمارے ہاتھ
سے زندہ نہ باقی رہیگا بس یہ کہکے اوس دلیر نے تین غول تین سمت کو روانہ
کیئے اور آپ پانچسو سوارون کو ہمراہ لیکر سر راہ آکر کھڑا ہو گیا تو ایک ساعت
کے بعد گھوڑون کے دوڑنے کی آواز و کھڑکھڑاہٹ ہتھیارون کی سنائی دی
کہ وہ دونون ملعون دو ہزار سوار ہمراہ لیکے برابر کمین گاہ کے آپہونچے اور

یہ حال دیکھکر مسیب دلاور پانچسو سواروں سے اونکے مقابلے کے لیئے اپنی جا سے چلکر طبل جنگی بجواکر نعرۂ اللہ عزۃ وللرسول وللمومنین یا آل ثارات الحسین علیہ السلام بلند کیا تو ایک مرتبہ دس پندرہ سو آدمی ہر طرف النبی والوصی علی کے نعرے بلند کرتے ہوئے سپاہ دشمن پر چلے اور یہ پانچسو آدمی لڑنے مین کوشش کرکے اون لعینون کو قتل کرنے لگے کہتے ہین لشکر عمر سعد و شمر علیہما النیران مین کچھہ وردی نہ تھی وہ لعین بدحواس ہوکر اکثر آپس مین لڑکر جہنم واصل ہونے لگے اور عمر سعد لعین نے لڑائی کے لیئے اپنی فوج کو آراستہ کرکے آتش حرب و ضرب کو شعلہ ور کردیا تو مسیب بھی اوسدم پکار کر فوج اسلام سے کہنے لگا کہ اے بہادران ابوترابی خبردار جہاد پر مستقیم رہ کے کفارون کے قتل سے ہاتھ نہ روکنا اگر مرجاؤگے تو مرتبۂ شہادت حاصل ہوگا اور اگر زندہ بچے تو غازیون مین محسوب ہوکر خوشنودی خدا و رسول سے کامیاب ہوگے القصہ اوس شب تار مین اون پانچسو دینداروں نے ظالمون کے لشکر کے لوگ اسقدر ہلاک کیئے کہ دریاے خون اوس صحرا مین روان ہوا اور ہر طرف لاشون کے انبار دکھائی دینے لگے اور اسی حال مین تین طرف سے وہ پندرہ سو دلاور بھی یا آل ثارات الحسین علیہ السلام کہتے ہوئے اون ملعونون پر حملہ آور ہوکے کہنے لگے کہ اے دوستداران اہل بیت اطہار خبردار انکو راہ فرار نہ دینا کہ امیر سلیمان ابن صرد خزاعی بھی دو ہزار سوار لیکر آپہونچا ہے اور یہ کلمہ مومنین نے فقط اپنا رعب ڈالنے کے لیئے کہا تھا مگر شامیون نے جب یہ سنا اور فوج بھی ہر طرف سے آتے دیکھی تو سمجھ گئے کہ سپاہ کوفہ ان لوگون کی مدد کو آئی ہے پھر تو یکبار سب نابکار میدان کارزار سے بے اختیار فراری ہونے لگے تو شمر لعین بھی یہ حال دیکھکر عمر سعد سے جاکے کہنے لگا کہ اے بدگہر اب یہان ٹھہرنے سے

کیا فائدہ ہے اگر سلیمان بھی دو ہزار آدمی کی جمعیت سے آگیا تو پھر ہماری فوج کا
ایک بھی جیتا نہ بچیگا اور وہ لعین بھی شمر بدین کا کلام سنکر کہنے لگا کہ واللہ
میں ابھی یہی کہا چاہتا تھا کہ ہمپر ایک سخت مشکل پڑی ہے کہ دنیا میں کبھی ہم
یہ واقعہ نہ گذرا ہوگا اور عجب حال ہے کہ تمام عالم دوستی ابن زیاد لعین و یزید
عنید کے سبب سے ہمارا دشمن ہو گیا ہے حیف صد حیف کہ دنیا میں کوئی سوا
دشمن کے دوست نہ رہا اور عقبیٰ کو بھی ہمنے اپنے ہاتھ سے کھو دیا غرض عمر سعد
بد گہر یہ کلمہ کہکر ذرا بیہوش ہو گیا تو شمر نے بھی موقع پاکر ایک سمت کی راہ لی اور

فرار ہونا عمر سعد و شمر لعین کا معہ اپنی فوج کے رزمگاہ سے اور امیر مسیب کا معہ فوج اسلام بعد قتل و قمع کے اونکا تعاقب کرنا

مسیب ابن نجبہ نے جب دیکھا کہ لشکر شقاوت اثر بھاگا جاتا ہے تو یہ دلاور
تکبیر کہکے معہ فوج اونکے تعاقب مین شمشیر زنی کرتا ہوا پل سنج تک چلا گیا
اور سر اون لعینون کے کاٹ کر نیزون پر نصب کرکے مال و اسباب اون لعینون کا
لیکر معہ سپاہ جانب کوفہ اس خیال سے روانہ ہوا کہ شاید عمر ابن عبید اللہ زیاد کوفہ
مین جاکر اہل کوفہ سے لڑ رہا ہو پس یہ سب دیندار جب دروازہ کوفہ پر پہونچے
اور وہان کسی کو لشکر ظلم مین سے نہ پایا تو اوسوقت اہل کوفہ نے یہ کیفیت پسر زیاد
مردود کی تمام وکمال مسیب ابن نجبہ سے بیان کی کہ راہ مدائن مین جو شہر پناہ
کی دیوار ہے پسر زیاد اوسکو اپنی پشت پناہ کئے ہوئے صف لشکر آراستہ کرکے
سب سامان جنگ درست کر چکا ہے اور ہر طرف راستون پر طلایہ کے لوگ
اوسکے موجود ہین کہ اگر کوئی دشمن اسطرف آتا دیکھو تو جلد آکر اوسکی اطلاع کردو
راوی کہتا ہے کہ جب عمر سعد لعین برہنہ سر پا پیادہ پیرون کے چھالون کے
درد سے گرتا پڑتا پسر عبید اللہ زیاد کے پاس پہونچا تو وہ بدبخت اوس حرامزادے
کو دیکھکر افسوس سے پوچھنے لگا کہ اے ابن سعد تیرا گھوڑا کیونکر تجھسے جدا ہو گیا وہ
ملعون رو کر کہنے لگا کہ اے پسر امیر کوفہ برے وقت کا کوئی ساتھی نہین ہوتا ہے
اور ہم تو جانتے ہین کہ اس زمانے مین کوئی بھی دوست ہمارا نہین ہوئیگا
یہ تو دیحیات ہے اگر سچ پوچھو تو زمین تک ہماری دشمن ہے اے عمر ابن عبید اللہ
زیاد بدکین تجھسے اپنا حال کیا کہون کہ گھوڑا میرا اس حالت یاس مین مجھکو
گرا کر بھاگ گیا ہے کہ دشمن تو تعاقب مین تھے اور خوف جان سے میرے تمام
اعضا مین رعشہ پڑا ہوا تھا پس ابن زیاد یہ حال اوس بدمال کا سنکے ایک گھوڑا
اور ہتھیار اوسکو دیکے بہت سی تسلی و تشفی دینے لگا اور دو ہزار آدمیون مین سے
وہ جو اوس لعین کے ہمراہ تھے فقط سو آدمی بھاگ کر وہان پہونچے اور باقی تیغ انداز

ہا مینین سے شربت مرگ پی کر جانب دار البوار چلے گئے تھے القصہ جب سلیمان ابن
صرد خزاعی جب بگاہ مین آکر پہونچا تو اوسنے دیکہا کہ فرسخون تک لاشین بے سر
پڑی ہوئی ہین اور تمام زمین اوس صحرا کی خون سے مانند شفق آسمان سرخ
ہوگئی ہے بلکہ قریب ہزار آدمی کے جب ایک جا پر پڑے دیکھے تو اوس دیندار
کو یہ حال دیکہکر اس سبب سے ازبس تردد پیدا ہوا کہ اگر کشتون کے تن پر سر ہوتے
تو اپنے پرائے پہچانے جاتے اور یہ لوگ سب کے سب جو بے سر پڑے ہوئے
تھے یہ سب سپاہ عدو تھی کہ مسیب ابن نجبہ دلاور اٹھارہ سو کافرون کے
سر کاٹ کے نیزون پر سوار کر کے کوفے کی طرف چلا گیا تھا ولیکن سلیمان پریشان
جو کہ اس حال سے بیخبر تہا تو اوس صحرا مین ہر طرف دیکہکر غمگین ہو کے اپنے دل مین
کہنے لگا کہ شاید یہ لوگ ہمارے گروہ کے سب مارے گئے ہین ورنہ مسیب
اپنی فتح ہونے کی خبر دینے کے لئے ضرور میرے پاس آتا اور نہین تو اسی جا پر ضرور
بانتظار ٹہرا رہتا پس وہ مومن اسی اندوہ مین ہر طرف دیکھتا چلا جاتا تہا کہ یکبار
نشان لشکر عمر سعد پارہ پارہ زمین پر پڑا ہوا دیکہا بلکہ اوسکے برابر نشان شمر
ملعون کا بہی پڑا ہوا تہا کہتے ہین اوس گروہ شقاوت اثر کے سمستہ نشان مین یہ
لکہا ہوا تہا کہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ یزید خلیفۃ اللہ الحاصل
جب سلیمان نے وہ دونون نشان دیکہے تو خوش ہو کر نعرہ تکبیر بلند کر کے
پکارا کہ ایہا الناس ان کشتون کا حال بخوبی معلوم ہو گیا ہے کہ یہ لوگ مقتولان
لشکر ابن سعد بدنہاد و شمر لعین مین سے ہین کس لئے کہ یہ نشان عمر سعد و شمر بدگہر
کا پڑا ہوا ہے جو کربلا کی لڑائی مین وہ بدبنیاد لے گیا تہا شکر خدا کہ بمدد ارواح طیبہ
جناب ائمہ اطہار علیہم السلام سے ہمارے لوگ مظفر و منصور ہو کر تعاقب مین
گئے ہوئے ہین اے یارو چلو ہم سب لوگ شہر کوفے کی طرف جاوین کہ مبادا

پس ابن زیاد لعین اودھر گیا ہو غرض یہ کہہ کے وہ دیندار مثل باد صبا گھوڑے کو بڑھا کر وہاں سے شہر کوفہ کی سمت چلا اور جب قلعہ شہر کوفہ ظاہر ہوا تو مسیب نامور ملعونوں کے سر نیزوں پر نصب کیے ہوئے سلیمان کی آمد لشکر دیکھکر اونکے استقبال کے لیئے چلا اور جس دم سلیمان نے مسیب کو بفتح و فیروزی معہ مومنین سلامت دیکھا تو شکر الطاف ایزدی بجالا کے حال جنگ و جدال دریافت کر کے بخوشی تمام تدبیر قتل گروہ قاتلان جناب امام حسین علیہ السلام و عمر ابن عبید اللہ ابن زیاد میں مشورہ کرنے لگا وکان ذلک فی الکتاب مسطورا۔

معرکہ چہل و یکم

راویان صداقت بیان کے اظہار سے معلوم ہوتا ہے کہ جب سلیمان عالیشان معہ جمعیت مومنین دروازہ شہر کوفہ پر آ کے قیام پذیر ہوا تو ایک جاسوس کو مسیب ابن نجبہ نے عمر پسر زیاد لعین کے حال کی خبر لانے کے لیئے روانہ کیا اور جب اوس جاسوس نے آ کر یہ خبر دی کہ اے امیر با توقیر سلیمان ابن صرد خزاعی عمر بیٹا عبید اللہ زیاد لعین کا اسوقت فلاں مقام پر کہ یہاں سے دو فرسنگ کا فاصلہ ہے اپنی فوج کی چھ ہزار آدمیوں کی جمعیت سے صف باندہے ہوئے آمادہ جنگ ٹھرا ہے اور بلکہ ارادہ اوسکا شہر کوفہ پر یکبارگی حملہ کرنے کا ہے پس سلیمان ذیشان یہ خبر سنتے اوسی دم نعرۂ تکبیر بلند کر کے محبان جناب شیر خدا علیہ السلام کو گروہ گروہ و جوق جوق اوسطرف بھیج کے آخر کار کچھ جوان جرار اپنے ہمراہ لے کر لشکر پسر زیاد مردود کی طرف چلا اور جب وہ دلیر معہ لشکر ظفر اثر برابر اوس گروہ اہل شر کے پہنچا تو دیکھا کہ ابن پسر زیاد بیدین اپنے باپ کا نشان شقاوت بنیان بلند کیئے ہوئے

فوج کو صف بصف جمائے کھڑا ہے تو یہ صورت اوسکی دیکھکر جلدی سے سلیمان
ابن صرد خزاعی بھی اپنے لشکر کی صفین درست کر کے اوس ملعون کے
مقابلہ مین قلب لشکر کے برابر جا کر کھڑا ہو گیا او سوقت خالد ابن سلیمان چھوٹا بیٹا
اوس دیندار کا اپنے باپ کے پہلو سے کچھ فاصلہ پہ کھڑا ہو کر تماشا افواج جانبین کا
دیکھنے لگا کہ کون جوان کسطرف سے عازم پیکار نہین ہوتا ہے اور محمد ابن
سلیمان بڑا بیٹا یعنے خالد کا بڑا بھائی جو کہ اس معرکہ سے چند روز قبل واسطے
حج بیت الحرام کے گیا تھا اس جنگ مین موجود نہ تھا آخر کار بعد تھوڑے عرصے کے
خالد جو کہ غضنفر بیشہ ہیجا و تقویت دل اہل دین کا تھا اپنے گھوڑے کو مہمیز
کر کے میدان کی طرف اس شان سے چلا یعنے عین جوانی اور بیس برس کے
سن مین با شکوہ و شوکت دلاوران لشکر شکن ایک مشکی گھوڑے پر سوار زرہ
داؤدی زانو تک پہنے ہوے کمر بند زرین سے کسی ہوئی نیزہ ہاتھ مین لیکر ایک
تلوار کمر مین حمائل کیئے اور ایک شمشیر آبدار ران کے نیچے دبائے ہوئے جنگاہ مین
آکے کھڑا ہوا اور کچھ اشعار پڑھ کر مبارز طلب ہو کر شکر خداے عزوجل ادا کر کے
کہنے لگا کہ اے قوم جفا شیم دیکھو تو یہ کیسی عنایت ذوالجلال بے ہمال ہمارے
حال پر ہے کہ ہم لوگون کو شیعیان جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام مین سے
پیدا کیا تا دوست اوس مولائے مومنین کے ہو کر اوسکے دشمنون کا اپنا
دشمن جان کے شمشیر آبدار اوس گروہ نابکار پر علم کر کے اون لوگون کو واصل جہنم
کرین اور اے ظالمو تم مین سے جسکو زیادہ تر دعواے دلاوری ہو وہ اس وقت
میدان کارزار مین میرا مقابلہ کرے یہ سنکے ایک سوار بدکردار سیاہ دثار
پر سوار سپاہ شام مین سے نکل کے خالد کے مقابلے کو چلا اور یہ نابکار حر ابن یزید
ریاحی کا پسر تھا جو میدان کربلا مین جناب سید الشہدا علیہ السلام کی خدمت مین

لشکر ابن زیاد لعین سے نکلکر چلا آیا تھا اور اوس جناب سے اپنے سدِ راہ ہونے
کی تقصیر کا عذر کرکے اور خطا کو معاف کرا کے اجازت میدان وغا سے سرفراز
ہوکر سپاہ یزید پلید سے لڑا تھا اور سیکڑون لعینون کو مار کر درجہ شہادت سے کامیاب
ہو کے زانوے فرزند فاطمہ زہرا علیہا السلام پر راہی سوے باغ جنت ہوا تھا
غرض یہ کافر خاسر اشد ترین سگان دوزخ مین سے کہ یزید بیدین کو امام و معاویہ
علیہ الہاویہ کو بمنزلہ پیغمبر سمجھتا تھا گھوڑے کو ڈپٹ کر میدان وغا مین جب
خالد ابن سلیمان کے برابر آیا تو خالد نے اوسکو پہچان کر کہا کہ اے مرّہ تو حر ابن
یزید ریاحی کا بیٹا ہے جو مجھسے ہمیشہ مذہب کے مقدمین مباحثہ کیا کرتا تھا یہ کلام
اوس نیک انجام کا سنکے وہ کہنے لگا کہ ہان اے پسر سلیمان ابن صرد خزاعی
مین وہی شخص ہون کہ جو تجھسے ہمیشہ بحث مذہب مین گفتگو کرکے بزور تقریر
غالب ہوجاتا تھا اور آج بھی اوسی طرح بزور ضرب نیزہ و شمشیر اس میدان
کارزار مین تجھپر مظفر و منصور ہونگا کہتے ہین کہ یہ دونون لڑکپن مین ایک
جا پر کھیلنے مین بھی ہمیشہ آپس مین مباحثہ مذہب کیا کرتے تھے کہ مرہ بیدین
تعصب مذہب سے بیچ معاویہ لعین کی کرتا تھا اور خالد علی و ال علی علیہم
السلام کا حق ثابت کرکے اوسے جواب دیتا تھا پس یہ جواب اوس بیدین سے
سنکے جب خالد نے کہا کہ اے خراب عاقبت تیری مادر بلاے ماتم مرگ مین
تیرے مبتلا ہوے آخر تو نے وہ راہ نہ اختیار کی کہ جناب امام حسین ابن علی
علیہما السلام کے دوستون مین سے تو گنا جاتا اے بدبخت ازل و ابد ہر چند تو
میرا لڑکپن کا دوست ہے پر چونکہ اوس مولاے غریب کے دشمنون مین سے ہے
تو تیرا ہلاک کرنا مجھپر واجب ہوگیا یہ کہکے حملہ آور ہوکے جب وار نیزے کا اوس
بدکردار پر کیا تو وہ لعین بھی مقابل ہوکر اپنے وار کرنے لگا اور دونون آپس مین

ایک دوسرے پر حملہ ور ہوکے جب خوب مصروف وغا ہوگئے تو دو وار خالد
ابن سلیمان جرار کے خالی گئے کہ یہ دلاور جھنجلا گیا و لیکن تیسرے وار
مین اوس شہسوار نے ایک نیزہ اس ضرب سے لگایا کہ وہ نیزہ زین مرکب
مرد بیدین کو توڑکے زیر ناف اوس خلاف مذہب کے جاکر ایسا کارگر ہوا کہ انی
نیزے کی پشت لعین سے نمودار ہوگئی اور وہ بدگہر آہ کرکے قاش زین سے
جدا ہوکر روے زمین پر مانند مرغ بسمل تڑپ کر واصل جہنم ہوگیا تو خالد نامور نے
صدائے تکبیر بلند کرکے کہا کہ اے مردک مینے یہ عوض خون ناحق جناب امام حسین
علیہ السلام مین تیرا حال کیا ہے بلکہ گھوڑے سے اوترکے سر اوس بدکردار کا کاٹکر
تمام وکمال سلاح اوس نافلاح کا لے لیا تو پھر مرکب پر سوار ہوکے رزمگاہ
مین آکر کھڑا ہوا اور لشکر اہل شر سے مبارز طلب کرنے لگا کہ یہ حال مرد بدبال کا
دیکھکر ایک اور سوار کفار مین سے مرکب بادرفتار پر سوار ہوکر تمام آلات حرب
سے سجے ہوئے بے رجز و ثبوت حسب و نسب خالد دیندار سے آکر آمادہ مقاتل
ہوگیا تو ابن سلیمان بھی النبی محمد والوصی علی علیہم الصلوٰۃ والسلام
کہکے اوس کافر پر حملہ آور ہوا تو وہ لعین بھی النبی محمد والوصی یزید کہکر آمادہ
پیکار ہوا اوسی حالت جست وخیز مین خالد نامور نے گھوڑے کو ڈپٹ کر برابر
جاکے تلوار کے ایک ہی وار مین اوس نابکار کو بھی دو حصہ کرکے زمین پر گرادیا
اور سر اوس بدگہر کا تن سے جدا کرکے مرکب و اسلحہ اوسکا لیکر اپنے قبضہ مین
کرکے بعد صداے نعرہ حیدری پھر مبارز طلب کیا لیکن خالد ابن سلیمان
اپنے نام ونشان کو جب زبان پر نہ لایا تو تمام لشکر کفار کے سوار و پیادے
حیران ہوکر باہم کہنے لگے کہ اے یارو یہ سوار شاید کسی کا غلام ہے کہ نام ونسب
اپنا اظہار نہیں کرتا ہے کس لئے کہ دلاوران عرب مین یہ دستور ہے جب کوئی

جوان جری میدان کارزار مین دشمن سے مقابلے کو آتا ہے تو اپنا نسب و حال شجاعت بیان کر کے عدو کو آگاہ کرتا ہے کہ اوسکا ہمسر ہو ... مین نام آوری کے لیئے مقابل ہوتا ہے لکہا ہے کہ خلاف دستور عرب خالد ابن سلیمان میدان رزم مین اس سبب سے یہ بات کرتا ہتا کہ اس جوان دیندار کی نیت فقط خوشنودی خدا و جناب ائمہ ہدا علیہ السلام کی حاصل کرنے پر مصروف تہے اور یہ نیک نہاد جہاد کچھہ خلقت کو اپنی بہادری دکہلانے کے لیئے نہ کرتا تہا کہ اپنے نام و نسب کو اظہار کرتا اور علاوہ اسکے سلیمان ابن صرد خزاعی قلب لشکر سے ہر دم اوس جوان نامدار کو پکار پکار کر کہتا تہا کہ اے نور دیدہ ... خدا کے لیئے جہانتک ہو سکے کوشش کر کہ یہہ دن تیرا بزرگ تر اوس کارزار سے ہے کہ جو مین نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ہمراہی مین کفارون سے کیا ہے القصہ جب خالد نامور نے ملک مبارز طلب کیا تو ایک نابکار بطریق نامی امیر صلیبیون ہتہیار سجے ہوے حرب گاہ مین آکر خالد دیندار کے برابر کہڑا ہو کے کہنے لگا کہ اے جوان عالیشان تو اپنا نام تو مجہسے اظہار کر کہ مین تیری شجاعت و بہادری سے بہت خوشنود ہوا ہون خالد نے یہ سوال اوس روبہ خصال کا سنکے جواب دیا کہ اے بدانجام میرا نام غلام جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام ہے اور اے بد سیر یہ مقام جنگ و جدال ہے بہلا یہان بحث و صحبت مین مصروف ہونے کا کیا موقع ہے اور یہ کہکے جب وہ دلاور اوس پر حملہ آور ہوا تو وہ لعین بہی مشغول کارزار ہو گیا لیکن جا حملے آپس مین جب دونون کے خالی گئے اور کسی پر کوئی غالب نہوا تو خالد نامور کچہہ سست ہو کر اوسکے مقابلہ سے باز رہکر دور ہٹ کے کہڑا ہو رہا اس لیئے کہ اس جری نے ہرچند کوشش کی تہی کہ اوس بدکردار کو زخمی کرے پر دستیاب نہوا اور بطریق ملعون نے جب دیکہا کہ خالد کچہہ سست ہو کر میرے مقابلہ سے باز رہا ہے تو بدکردار

اسنے دل سمجھا کہ مین اس دلیر پہ غالب ہوگیا تو وہ بدعمل طمع قتل مین حملہ در ہوکے خالد پر چلا تو اوس دلاور نے اپنی جا سے اصلا جنبش نہ کی جب تو بطرق لعین اپنے گھوڑے کو کاوے پر لگا کے برابر خالد کے پہونچکر اوس دلیر پہ وار کرنے کا ارادہ کرنے لگا جب وہ ملعون بہت ہی قریب اگیا تو خالد نے غیظ مین آنکر گھوڑے کو ڈپٹ کر اس سرعت سے ایک نیزہ اوس لعین کے پہلو پر ایسا مارا کہ نیزے کی انی جگر کے پار ہوگئی اور وہ لعین پشت مرکب سے روے زمین پر گرا تب خالد نامور نے بعد نعرہ تکبیر گھوڑے سے اوترکر سر نجس اوس ملعون کا تن ناپاک سے جدا کیا اور مرکب وسلاح لعین کو اپنے قبضہ مین کرکے یا حیدر کرار علیہ السلام کہہ کے پہر مبارز طلب کیا راوی کہتا ہے کہ باوجود اس دلیری وشجاعت نمایان کے شامیون نے جب اصلا نام ونسب اوس وقت بہی اوس دلاور کی زبان سے نہ سنا تو سب کہنے لگے کہ معلوم ہوتا ہے یہ جوان رشک سام ونریمان قوم عرب مین سے نہین ہے کہ اپنے نام ونسب کا زنہار ذکر درمیان مین نہین لاتا ہے اور ایک کافر خاسر اسی بات پر جہنجہلا کر اوس نامور سے جب آکے مقابل ہوا تو ابن سلیمان عمرو خزاعی ذیشان نے ایک آن مین اوسکو بہی مار کر سوے جہنم روانہ کیا غرض اسی طرح پر اٹہارہ آدمی شجاعان عرب مین سے جب خالد کے ہاتھ سے مارے گئے تو پہر کوئی بدنہاد اوس دلاور والاتبار کے پاس بمقابلے کو نہ آیا پس خالد نے کئی بار جب مبارز طلب کیا اور کوئی لعین اوس جری سے لڑنے کے لئے اپنی صف مین سے نہ نکلا تو وہ دلاور مع اسباب غنیمت مقتولان لشکر جفا اپنے خیمہ مین جا کر گھوڑے کو آسودہ کرکے پھر سوار ہوکر نیزہ ہاتھ مین لے کے میمنہ لشکر گروہ بدسیر پہ حملہ آور ہوا کس لئے کہ اوس طرف عمر سعد بدنہاد دو ہزار آدمیون کے غول مین ٹھہرا ہوا ہر ایک کو

حریص و آمادہ جنگ و جدال کرتا تھا اور جب خالد نامور مثل برق جہندہ اوس گروہ پر جا کے کفاروں کو مار کے پامال سم راہوار کرنے لگا تو یکبار لشکر ستم سے بہت سے سوار حملہ کر کے گرد اوس شہسوار کے آکر مصروف پیکار ہو گئے مگر جسوقت اوس دلاور نے بھی اون ملعونوں پر حملہ آور ہو کے نیزہ و شمشیر سے کام لیا تو سب کو درہم و برہم کر کے اور مار کر واصل جہنم کر دیا اور ہر چند اوس نامدار نے ابن سعد بدکردار کے

خالد ابن سلیمان کا لشکر کفار پر کئی بار حملہ کر کے قتل و قمع کرنا اور فوج اعدا کا شکست کھا کر فرار ہونا پھر خالد کا اپنے پدر سلیمان کی خدمت میں حاضر ہونا

قتل میں کوشش بیحد کی الآ اوس دلاور کا چہرۂ مطلب آئینہ حصول میں عیاں

جلوہ گر ہوا کس لیئے کہ دو ہزار سوار بدکردار کو حلقہ مین لیئے ہوے بحفاظت
تمام سپرون کی آڑ مین کھڑا ہوا تھا الحاصل اوسوقت بھی ابن سلیمان
بارہ سوار نامی اون حرامیون کے مار کر اون بدکردارون کے نرغہ مین سے
نکل کر شیر کے مانند پھر آکر میدان مین کھڑا ہوا اور ایک ساعت بھر وہان دم
لیکے خدمت سلیمان ابن صرد خزاعی مین آکر کہنے لگا کہ اے پدر عالیقدر
میرے دل مین اب یہ قصد ہے کہ قلب سپاہ دشمن پر جا کے قتل عمر ابن عبیداللہ
زیاد مین خوب کوشش کرون ولیکن تم یہ دیکھتے رہو کہ جسوقت مین پسر
لعین زیاد پلید کو گھوڑے سے خاک پر گرا کے نعرہ یا ال ثارات الحسین علیہ
السلام بلند کرون تم بھی تمام سپاہ دین کو ہمراہ لیکر اسطرح پر حملہ کرنا کہ سب
طرف سے راہ فرار ان جفا کارون کی گھر جاوے اور تیغ آبدار و سنان جان فگار
سے وہ کام لینا کہ ایک نابکار بھی عرصہ دغا سے سلامت نہ جانے پاوے یہ کہکر
مرکب سے اوتر کے اوس دیندار نے تنگ راہوار کو پھر کسکے استوار کیا اور نام
صاحب ذوالفقار کو یاد کر کے مرکب پر سوار ہو کے قلب سپاہ اعدا پر مانند شیر
غرّان چلا کہ عمر ابن عبیداللہ زیاد بدبنیاد اوسی جا پر کھڑا ہوا تھا اور وہ غضنفر
معرکہ ہیجا قتل اعدا مین مصروف ہو کر صفون کو درہم و برہم کرتا ہوا پسر عبیداللہ
بدسیر تک جا پہونچا تو اوس زادۂ زنا کو للکار کر کہنے لگا کہ اے ولد الحرام
دشمنی آشکار اے دوستان جناب امیر المومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام
سے کچھہ خوف نہ کیا تو نے کہ قتل مومنین پر لوگون کو مجتمع کر کے پھر جدال و قتال
مستعد ہوا ہے یہ سنکے اوسدم پسر ابن زیاد بدین پر ایسا خوف طاری ہو گیا
کہ اوس بدگہر کے ہاتھ پاؤن دہشت کے مارے کانپنے لگے اور قریب تھا کہ
بدکردار کے ایک ہاتھ مین تلوار اور دوسرے ہاتھ مین نیزہ تھا دونون ہاتھون سے

چھوٹ کر گر پڑین مگر ملعون لوا و سدم تقاضائے غیرت نے جب لجہہ ملامت
کی تو بد خصال نے ارادہ کیا کہ خالد پر وار نیزے کا کرے اور ابن سلیمان نامدار نے
یا وری ہمت و جرائت سے برابر جا کے نیزے کو ہاتھ سے پھینک کر تلوار نیام سے
کھینچ کے اوس ملعون کو وار جنبش کرنے کی نہ دیکر ایک تلوار چھاتی سے کچھہ نیچے
ایسی لگائی کہ وہ بدسیر دو حصہ ہو کر گھوڑے سے نیچے آرہا اور یہ حال دیکھکر لشکر
ستم پر بد خواسی نے غلبہ کیا تو خالد نامور بھی نعرہ یا آل ثارات الحسین علیہ
السلام بلند کر کے اون جفاکارون پر حملہ ور ہوا اور لشکر اسلام مین بھی یکبار
صدائے تکبیر بارادۂ قتل قوم شریر بلند ہونے لگی تو سلیمان ابن صرد خزاعی
معہ سپاہ دین حملہ آور ہو کر ضرب سنان و تلوار و تیر سے لشکر ظلم کو ایسا قتل
کرنے لگا کہ لشکر عمر ابن نور زیاد بدنہاد مومنین کا غلبہ حد سے زیادہ دیکھکے
سب کے سب یکبار آمادۂ فرار ہو کر آوارۂ دشت ادبار ہو گئے اور ابن سعد
پلید و شمر لعین و سنان ابن انس علیہ اللعنہ بھی معہ اپنے چند رفقاؤن قاتلان
سبط رسول مختار علیہما الصلوات والسلام کے بھاگ کر جب سمت بغداد
روانہ ہوئے تو اہل عراق نے اون ملعونون کے قتل سے ہاتھ نہ روکا اور ایک
رات دن اونکے تعاقب مین چلے گئے کہتے ہین کہ چار ہزار کفارون کو قتل
کر کے غازیان لشکر اسلام بائیس سو ستمگارون کو اوس جنگ مین گرفتار کر کے
سلیمان کے روبرو لائے اور مال اور اسباب لشکر کالکفارون کا جب لوٹنے
لگے تو درہم و دینار و اسپ و ہتھیار بیشمار غنیمت مین مومنین کے ہاتھ
آئے اور سلیمان ابن صرد خزاعی نے جب اسیران لشکر ستم کو اپنے
روبرو بلا کر ایک ایک سے فضائل جناب شاہ ولایت علیہ السلام کو پوچھا
تو کسی بدکردار نے اوس بائیس سو کی جمعیت مین سے جناب ابو الحسن

علیہ السلام کی عزت و توقیر یاد نہ کی پس یہ حال اوس وقت اون بدخصالون کا
دیکھکے سلیمان نے خفا ہو کر مومنین کو حکم کیا کہ ان ملعونون کی کان اور
ناکین اور زبانین کاٹ کر پھر سر بھی ان ناریون کے تن سے جدا کر کے تیل انکے
جسمون مین ملکر پھر جسدون کو آتش کینہ جوئی سے جلادو القصہ جب اہل اسلام
حکم سلیمان عالیشان کو عمل مین لا چکے تو اوس ذیشان نے خالد اپنے
اہانت جان کو عوض مین اوس کار نمایان کے خلعت تحسین و آفرین سے
سرفراز کر کے گروہ مومنین سے کہا کہ ایہا الناس آگاہ ہو کہ خداوند لایزال اس کار
نیک مین ہمارا یاور و مددگار ہے پس میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ اس
کام مین جو کچھہ مین کہون کوشش کر کے شاید حصول مراد سے ہم آغوش ہو جاؤ
کہ ابن زیاد لعین اسوقت شہر بصرہ مین سب لشکر و بیخبر ہیگا سب دیندار قتل پر
اوس نابکار کے مستعد ہو کے چلو تا کہ اوس بیدین کو قتل یا اسیر کر کے ہم اپنا مدعا
حاصل کر لیوین اور ایہا المومنین اگر اوسپر ہم غالب ہو جاوینگے تو پھر کسی کا ہمکو
اندیشہ نہین ہے جو کہ ہم مد نظر کرینگے وہ مطلب دست بستہ ہمارے روبرو موجود
ہو جاویگا سنتے ہین کہ یہ کلام سلیمان ذوی الاحترام کا سنکے ایک گروہ طمع پژوہ
سلیمان نامدار سے کہنے لگا کہ اے امیر ہم پہلے کوفہ مین جا کر اس تمام اسباب
غنیمت کو رکھ آوین تو پھر سکبار ہو کر بصرے کی طرف چلین اور اے امیر نیک
تقدیر تیرے زور اقبال سے ہم اوس بیدین کو اگر قلعہ آہنین مین جا کر چھپے گا
تو مثل اجل اوسکے پاس پہونچینگے وہان سے بھی اوسکو رہرو جادہ عدم کر دینگے
پس جب سلیمان ابن صرد خزاعی سے لوگون نے اس امر کی خواہش
کی تو اوس دیندار نے قبول کر کے اجازت دی کہ سب لوگ لشکر اسلام کے
کوفہ مین آئے ولیکن شمر لعین و عمر سعد بدآئین وغیرہ جسدم بغداد مین پہونچے

تو ابن سعد مردود نے عبید اللہ زیاد کے لیئے اس مضمون کا نامہ لکھکر بھیجا
کہ اے ابن زیاد برگشتہ تقدیر سلیمان ابن صرد خزاعی نے چار ہزار کی
جمعیت سے خروج کر کے تمام اہل و عیال ولشکر و احبار کو تیرے مار کر گھر بار ہمارا
اور تیرا لوٹ لیا ہے اور آخر کار اب آٹھ ہزار آدمیون کی جمعیت سے تیرے
نور دیدہ عمر نے ہم لوگون کو ہمراہ لیکر بنیاد جنگ وجدال ڈالی تو زمانہ غدار نے
بے مروتی سے پیش آکر اوسکو مع لشکر پابند زندان اجل کر دیا الا ہم چند
آدمی مثل شمر شریر و سنان ابن انس بے پیر وغیرہ قتل سے بچکر جو بھاگ کے
یہان بغداد مین پہونچے ہین تو حفاظت جان کے خیال سے پوشیدہ ایک
جا پر بیٹھے ہوئے تیرے حق مین دعا کر رہے ہین سوا اسکے اور جو کچھ کہ حادثہ
ملعونون پر کربلا کے راستہ مین گذرا تھا اوسے بھی اپنی جان نثاری کے خیال سے
لکھکر نامہ کو ایک معتمد کے ہاتھ مین دیکر روانہ کیا اور یہ نامہ مصیبت واندوہ
کا اوس بد کردار کے پاس پہونچا تو وہ بد گہر اس مضمون نامہ سے مطلع ہوکر
دست تاسف مل کے یکبا گھبرا کر دیوانہ وار اٹھ کھڑا ہوا اور جب بار شدت
غم سے بیتاب ہوکر پھر بیٹھ گیا تو بد گہر مثل بسمل فرط درد والم سے دست و پا
پٹکنے لگا بلکہ ملعون کو ایسا اس اندوہ نے بیقرار کر دیا تھا کہ بے اختیار آہ و
نالہ کر کے رونے لگا مگر بد گہر خیال افشاے راز سے اندیشہ ناک ہوکر دلکو مسوس کر
رہ گیا کہ لوگ بھی کے میرے اضطرار کو دیکھکر درپے تفحص حال ہوکر اس
خبر خرابی اثر سے آگاہ ہوکر شدہ شدہ حال مرگ یزید پلید سے بھی مطلع
نہ ہوجاوین کہ اوسوقت مجھکو اپنی جان بچانی بھی دشوار ہوجاویگی کس لیئے
کہ مجھسے عوض لینے مین اپنے رنج وظلم کے جو کچھ کہ میرے ہاتھ سے سپاہ ورعایا
کو پہونچا ہے یہ لوگ کب کوتاہی کرینگے کہتے ہین کہ اوس دن تک خبر مرگ

یزید سے اہل بصرہ مین سے اصلا کسی کو اطلاع نہ تھی تو یہ سوچ کے ابن زیاد بد نہاد
اپنی محافظت جان و مال کی فکر کرنے لگا اسی خیال مین سیماب وار بیقرار ہوکر
آتش الم سے جگر سوختہ مسجد مین آکر منادی سے کہنے لگا کہ اے بندہ خدا بازار شہر
بصرہ مین جلدی جا کر ندا کردے کہ امیر بصرہ مسجد مین تمام صغار و کبار وضیع و شریف
کو طلب کرتا ہے یہ سنکے منادی نے جب یہ ندا بازار شہر بصرہ مین جاکر کی اور
تمام اہل بصرہ جانب مسجد جوق جوق روانہ ہوکر مجتمع ہونے لگے تو ابن زیاد لعین
ممبر پر جا کے ایک خطبہ بلیغ عمداً طول دیکر پڑھنے لگا تاکسی پر حال اضطرار میرا ثابت
نہو جاوے اور بدکار آخر خطبہ مین کہنے لگا کہ ایہا الناس کچھ تمکو اطلاع حاصل ہے
یا نہین کہ مین نے تمکو کس لیئے بلایا ہے سب نے متفق اللفظ ہوکر جواب دیا کہ اے
امیر ہمکو کیا معلوم ہے کہ تو نے کس مطلب کے لیئے ہمکو طلب کیا ہے پس وہ مکار
از روے فریب و عذر کے کہنے لگا کہ اے ساکنان بصرہ آگاہ ہو کہ امیر شام نے
بصد لطف و کرم مجھکو اس مضمون کا نامہ رقم کیا ہے کہ اے ابن زیاد شریر تیز تیز
اس نامہ کو دیکھکر او سیدم تنہا بے سپاہ امعہ خزانہ و اموال بسرعت تمام
بطور روز طے ارض کرکے میرے پاس بے توقف و تامل آکر حاضر ہو تا کہ وہ
مشکل سخت کہ بغیر تیرے آئے اوسکا حل ہونا دشوار ہے آسان ہو جاوے
پس ایہا الناس یہ تو ہر ایک کو معلوم ہے کہ مخالفت حکم خلیفہ زمان باعث
مضرت دنیا و آخرت ہے اس سبب سے سوائے جانے کے کوئی تدبیر نہین
بن پڑتی ہے اور لاچار ہوکر مینے یہ تدبیر کی ہے کہ ایک راہ بر ہمراہ لیکر آج
شب کو بے جاہ و حشم مین یہان سے راہی شام ہو جاؤن لیکن اے گروہ
اناس قرار است لباس مین اپنے پسر کو کہ وہ کوفہ مین میری طرف سے آجکل
امیر ہے اوسکو تم لوگون پر بلکہ تمام ملک عراق پر حاکم کرکے چھوڑے جاتا ہون

لازم ہے کہ بعد میرے اوسکی اطاعت مین قصور نہ کرنا اور اے ہواخواہان
یزید غنید ہر حال مین اوس سے بہ شفقت و مروت پیش آنا ہر چند کہ
وہ بڑا فہیم و لئیق ہے کوئی امر اوس سے خلاف وضع تم لوگون کے ظہور پذیر
نہوگا اور بالفرض والتقدیر اگر کوئی بات اوس سے تمہارے خلاف وضع
بہی سرزد ہوئے تو اوس امر کی شکایت میرے آنے پر منحصر رکہنا کہ اوسکی
تلافی مین کر دونگا اور علاوہ اسکے ایک امر یہ ہے کہ جو شخص تم مین سے راہ
و بے راہ دمشق کے راستے سے آگاہ ہو مجہکو جلدی سے دمشق تک پہونچادے تو
کہ ہزار درہم مین اوسکو دیکر سرفراز کرونگا مشہور ہے کہ یہ بات اوس بدذات
کی سنکر عمر ابن حارث نامی ایک مرد بارکش ازبس عیار اوس جمعیت خلائق
مین سے اوٹھ کر کہنے لگا کہ اے امیر تو کچھ اندیشہ نہ کر مین تجہکو راہ سہاوہ سے
دمشق مین اسطرح پہونچادونگا کہ زنہار زحمت سفر سے تو آگاہ نہوگا بس
ابن زیاد نے یہ بات اوس سے سنکے خوش ہو کر کہا کہ اے بندۂ خدا ابتک
تو میری نیت مین ہزار درہم دینے کا خیال تہا مگر اب ہزار دینار تجہکو دونگا
اور اسکے علاوہ دمشق مین پہونچکر تیری خدمت کرنے کا بہی حق ادا کرونگا
کہ تو مرد باتمکین و وقار معلوم ہوتا ہے القصہ یہ تقریر اوس بے پیر کی سن کے
ازبس شادمان ہو کر عمر ابن حارث نے کہا کہ اے امیر اگر خزانہ بہی ہمراہ لیجانیکا
ارادہ ہو تو میرے پاس سو اونٹ نہایت زبردست و چالاک ہین مال کی
حفاظت کے واسطے اپنے دسون بیٹون بلکہ سب غلامون کو اپنے ہمراہ
لئے لیتا ہون اور دمشق تک ہمراہ حافظ و رہنما ہونگا بس جسوقت تجہکو
چلنا منظور ہو مجہے آگاہ کر دے کہ تیرے در دولت پر حاضر ہون یہ سن کے
ابن زیاد بیدین نے اوسوقت کمر اپنی بے اعتنائی سے لوگون کو بہکانے

لئے لئے اوس سے کہا کہ خیر تو آج شام کو سب اونٹ واپنے بیٹون کو ہمراہ لیکے نماز عشا کے وقت میرے پاس آنا جیسا مناسب دیکھونگا ویسا ظہور مین آجائیگا بس یہ کہکر ابن زیاد لعین منبر سے اوتر کے اپنے گھر مین جاکر سامان چلنے کا درست کرنے لگا اور عمر ابن حارث بھی اپنے مکان پر آکے بیٹون اور غلامون سے اس بات کا ذکر درمیان مین لاکے احتیاطاً اسباب ضروری کو جمع کرکے منتظر وقت نماز عشا رہا کہتے ہین کہ عمر ابن حارث بھی گروہ شیعیان جناب علی ابن ابیطالب علیہ السلام مین تھا مگر اوسنے طمع زر سے بلکہ خوف حکومت لپسر مرجانہ لعین سے دھوکے مین آکے اسکی بارکشی و رہبری کو اختیار کیا تھا اور علاوہ اسکے اس شخص کا یہی پیشہ تھا کہ تمام دیار عرب مین بڑا نامدار بارکش مرد جرار مشہور تھا بلکہ ہمیشہ تاجرون اور حاجیون کو یہ اپنے اونٹ کرایہ مین دیکر بسبب رہنمائی کے لیئے ہمراہ جایا کرتا تھا اور کبھی بیٹے اوسکے ایسے دلاور نوجوان تھے کہ ہر ایک کو برابر سو سواروں کے یہ سمجھکر اکثر تاجرون کے مال کے ساتھ حفاظت کے لیئے اپنے ہمراہ لیجاتا تھا اور قزاقون کو اس مکار کی ایسی دہشت ہوگئی تھی کہ راہ شام و یمن و حجاز مین جہان رہزن اسکے آنے کی خبر سن پاتے تھے وہ اوس راہ سے فرار ہوکر اوس طرف چلے جاتے تھے جسطرف اسکے جانے کا قصد نہ ہوتا تھا القصہ جب نماز عشا کا وقت آیا اور عمر ابن حارث سب اونٹون کو معہ اپنے بیٹون اور پچاس غلامون کے سامان سفر اور سلاح سے آراستہ ہوکر ابن زیاد مردود کے پاس آکر موجود ہوا تو ابن زیاد لعین عمر ابن حارث کو ایسے سامان سے درست دیکھ کے تمام خزانہ و مال اونٹون پر بار کرواکے ہتیار ~~زیب~~ کر گھوڑے پر سوار ہوکے شہر بصرہ سے نکلکر جلدی سے جنگل مین ہو گیا اہل بصرہ کو اوسدن زنہار اس بدکار کی

اس سرعت واضطراب سے چلے جانے کا سبب کچھہ سواے اوس بدکردار
کے بیان کرنے کے اصلا دھیان مین نہ آیا ولیکن بدگہر کے چلے جانے
کے بعد دوسرے دن شہر بصرہ کے لوگون کو جب یہ خبر معلوم ہوئی کہ زیاد
پلید کے وادی جہنم مین گرفتار ہونے کا معاملہ کوفہ مین مشہور ہے چنانچہ اہل
کوفہ نے خروج کر کے خانمان ابن زیاد بدکردار کو قتل وغارت اموال واولاد
سے بالکل برباد کر دیا ہے اور قیدخانہ کا دروازہ بہی توڑ کر تمام محبوسون کو
زندان سے رہائی دے کے اونکو قتل کفار پر موکل کیا ہے پس اوسی دم
مردم بصرہ یہ خبر سنکے ازبس متاسف ہوکر آپس مین کہنے لگے کہ حیف صد حیف
پہلے سے ہمکو یہ حال معلوم نہ ہوا کہ ابن زیاد بدنہاد کو پکڑ کے انتقام خون
امام حسین علیہ السلام کی نیت سے مار کر لباس زندگی سے عریان کر دیتے
پس اب کیا فائدہ کہ ہمکو تو کچھہ معلوم بہی نہین ہے کہ وہ بدکردار فرار ہوکر کس
جنگل کی راہ سے گیا ہے اور یہ لوگ اسی حیرت واندوہ مین ہتے کہ شہر کوفہ مین
سلیمان ابن صرد خزاعی کو یہ حال معلوم ہوا کہ ابن زیاد لعین تو عمرو ابن حارث
نامی ایک شخص کو رہنمائی کے لیئے ہمراہ لیکر بلکہ اوسکے بیٹون اور غلامون
کو بہی حفاظت کے لیئے اپنے ساتھ لے کے بصرے سے سوئے دمشق اس
طرح پر بہاگا ہے کہ فوج کے لوگون مین سے ایک آدمی بہی اوس لعین کے
ہمراہ نہین ہے وہ بیدین فقط بجان واحد اوسکے ہمراہ گیا ہے القصہ سلیمان
ابن صرد خزاعی نے یہ خبر سنکے منادی کو حکم دیا کہ بازار کوفہ مین جا کر ندا کر دے
کہ اے آل ثارات الحسین علیہ السلام جلدی مجتمع ہوکر میرے پاس آو
کہ ایک خبر فرحت اثر سے تمکو آگاہ کر کے دولت مدعا سے کامیاب کر دون
سنتے ہین کہ جب منادی نے جا کے بازار مین یہ ندا کی تو بہی چار ہزار آدمی

منتقمان خون امام حسین مظلوم کربلا فورا سلیمان کے پاس حاضر ہو کے کہنے لگے
کہ اے امیر کیا خبر ہے کہ جسکے لیئے تو نے ہمکو طلب کیا ہے سلیمان نے کہا کہ
ایہا الناس ابن زیاد لعین بصرہ سے بھاگ کر بے خیل و حشم تنہا عمرو ابن حارث
نامی ایک لیل کے ہمراہ چند نفر اوسکے غلام اور بیٹے اپنی حفاظت کے لیئے
ساتھ لیکر دمشق کی طرف جاتا ہے لازم ہے کہ جلدی تیار ہو کر آؤ کہ تعاقب
کر کے اوسکو گرفتار کر لیوین اور انتقام اہلبیت رسالت صلعم کا اوس سے لیکر
روح جناب ائمہ اطہار علیہم السلام کو خوشنود کر کے عزت کونین حاصل کرین
یہ سنکے سب دینداروں نے کہا کہ اے امیر واجب التوقیر ہم سب چلنے کو موجود
ہین جسوقت ہمکو ارشاد ہو تیرے جلو مین راہی منزل مقصود ہون اور سب
مومنین سلاح جنگ زیب جسم کر کے اسپ و شتر پر سوار ہو کر اور جس مومن
یا کسی کے پاس سواری سلاح کے سوا نہ تھی وہ پیادہ چلنے پر آمادہ ہو کر جب
سلیمان کے پاس آکر موجود ہوا تو سلیمان ذیشان جمعیت مومنین کو
ہمراہ لیکر شہر کوفہ سے نکل کے جنگل کی راہ سے سوئے دمشق تلاش ابن زیاد
لعین مین چلا غرض جب آٹھ شبانہ روز یہ جنگل مین چلے گئے اور نوین دن
ایک صبح ایسی اونکے قریب جا پہونچے تو اتفاقاً عمرو ابن حارث کے بیٹون مین
سے ایک لڑکا برابر قافلہ کے جو راستہ دیکھتا ہوا چلا جاتا تھا یکبار اوسکی نظر پس
پشت جو پڑی اور ایک غبار عظیم اوسکو آمد فوج کا نظر آیا تو وہ سکبار راہ ساقہ یہ
حال دیکھکر زیر بار تردد ہو کے اپنے باپ سے پکار کر کہنے لگا کہ اے والد مہربان
دیکھ تو یہ گرد کیسی بحد و بے حساب [illegible] پشت دکھائی دیتی ہے
اے پدر شاید یہ لوگ کوفہ کے [illegible] حضرت ابو تراب علیہ السلام
اس حال سے آگاہ ہو کر ہمارے تعاقب [illegible] ہین اور ایسا معلوم ہوتا ہے

کہ یہ خزانہ ہمسے چھین کر جرم ہمراہی لیسر مرجانہ بیدین مین ہمکوبھی مع ابن زیاد
لعین ہلاک کر ڈالین گے یہ سنکے عمرو ابن حارث بھی بغور تمام اوس گرد کو
دیکھکر بیٹے سے کہنے لگا کہ اے نور دیدہ تو سچ کہتا ہے لیکن یزید ابن معاویہ
بدگہر زندہ ہے اہل کوفہ ایسی بات زنہار نہ کرسکینگے خیر اچھا ابن زیاد بے پیر سے مین
جاکر پوچھتا ہون دیکھون تو وہ بدعمل کیا بیان کرتا ہے اور ہرچند عمرو ابن حارث
اپنے دل مین سمجھ گیا تہا کہ یزید بدگہر مرگیا ہے الا ابن زیاد بدکردار سے احتیاطاً
جاکر پوچھنے لگا کہ اے امیر مین تجھ سے ایک بات پوچھتا ہون خبردار بے کم و کاست
مجھسے بیان کردینا کہ مین ویسی تدبیر کرون وگرنہ بہت پچھتائیگا کہ سامان
خرابی موجود ہوچکا ہے اور اے امیر سچ بتلا دے کہ بصرہ سے تو اسطرح پر کس
سبب سے نکلا ہے کہتے ہین کہ اوسدم ابن زیاد غدار عمرو ابن حارث سے یہ
بات سنکر کچھ منغص سا ہوکر کہنے لگا کہ اے عمرو ابن حارث اس بات سے
پوچھنے کا کیا سبب ہے کہ تجھسے اس بات کو تو دریافت کرتا ہے عمرو ابن حارث
نے کہا کہ اے امیر اس سبب سے پوچھتا ہون کہ میرے بیٹے نے گوشہ سے
ایک گرد و غبار عظیم کوفہ کی طرف سے آتے دیکھا ہے وہ غبار سراسر سوارون کا
معلوم ہوتا ہے پس یہ کیا سبب ہے اسی باعث سے مین تجھسے پوچھتا ہون
کہ تیری فوج تو نہین آتی ہے یا یہ مخالفون مین سے ہین لیس ابن زیاد بدنہاد یہ
بات سنکے مانند بید کانپ کے کچھ زرد ہوکر کہنے لگا کہ اے برادر یزید ابن معاویہ
بدکردار شام مین ایک وادی جہنم مین جا مقیم ہوا ہے مین اسی سبب سے
بصرہ سے اسطرح پر جاتا ہون [illegible] کچھ انتظام و تدبیر امور سلطنت
کرون اور کیا عجب ہے کہ اس خبر [illegible] آگاہ ہوکر مردم کوفہ شیعیان ابو تراب
علیہ السلام نے خروج کرکے [illegible] کے جانے کے حال سے مطلع ہوکر

بئر العاقب کیا ہو اور مجھکو یقین کامل ہے کہ اگر وہ یہان آپہونچین گے تو
مجھکو ضرور مار ڈالین گے مگر تو سلیمان ابن صرد خزاعی سے کچھہ اندیشہ ناک
ہو کہ مجھکو مروان حکم فرعون تمکین نے بلایا ہے القصہ عمرو ابن حارث یہ بات
اوس بدذات سے سنکر ایسا گھبرایا کہ جہان روشن اوسکی نظرون مین تاریک
ہوگیا اور ابن زیاد لعین سے بے رخ ہوکر کہنے لگا کہ تو نے مجھسے بصرے مین
اس بات کو کیون نہ اظہار کر دیا کہ مین اور کچھہ تدبیر کر لیتا بس اے پسر زیاد خراب
نہاد اب میرے خون و میرے بیٹون کے خون ناحق کا تو مشغول الذمہ
ہے کس لیئے کہ انسے مقابلہ کرنے کی مجھہ مین طاقت نہین ہے یہ لوگ پانچ
چار ہزار آدمیون سے بہی زیادہ معلوم ہوتے ہین اور اگر نہ لڑونگا تو بہی
تیرے سبب سے مجھکو زندہ نہ چھوڑینگے کہ تو میرے ہمراہ ہے بس اے پسر مرجانہ
اب مین لاچار ہون کیا کرون محافظت جان کے خیال سے سواے اسکے
کوئی تدبیر میرے ذہن مین نہین آتی ہے کہ تجھکو بے حیلہ و حوالہ اونکے حوالہ کر دون
کس لیئے کہ مین تو حضرت امام حسین علیہ السلام سے لڑنے کو بہی نہین گیا تہا
کہ اوس گناہ کے سبب سے یہ مجھکو ستاوین گے اور تمام ملک عراق و عرب
مین آج شام تا روم بارکش مشہور ہون جب مجھسے تیری کرایہ داری کرنے کی
وجہہ پوچھین گے تو مین یہ کہدونگا کہ کسی سے کیا کام ہے مین ایک مرد
شتربان ہون جو شخص کافر و مسلمان مجھسے اونٹ بہ کرایہ مانگتا ہے تو
مین اوسکو دے کر اپنے مال کے ہمراہ رہتا ہون اسنے بہی جب اونٹ
بہ کرایہ مجھسے طلب کیا تو مین بکرایہ اوسکو بصرے سے لے آیا ہون
بھلا اسمین میری کیا خطا ہے اور اگر یہ بڑا گنہگار ہے تو اسے جو جی چاہے
کرو کہ مین اسکی جان کا مزاحم نہین ہونگا یہ کہا بس اے پسر مرجانہ شاید اس

حیلہ سے وہ دست بردار مجھسے ہوجاوینگے تو البتہ میری جان اونکے ہاتھ سے سلامت رہیگی والا کوئی صورت مجھے اپنے بچاؤ کی معلوم نہین ہوتی ہے لکھا ہے کہ ابن زیاد لعین یہ تقریر عمرو ابن حارث کی سنکے ازبس گھبرا کر بمنت و سماجت اوس سے کہنے لگا کہ خبردار اے بھائی ایسی حرکت نہ کرنا کہ مین نے تیری پناہ مین آکے اپنی جان و مال کو تیرے اعتماد پر سپرد کیا ہے بخدا اگر تو ذرا بھی میری حفاظت مین پہلو تہی کریگا تو یہ لوگ دم بھر مین یہان آکر مجھکو مار ڈالینگے بس اے برادر اگر ہوسکے تو کوئی تدبیر میری جان بچانے کی جلد سوچ کے عمل مین لا کہ تجھکو اپنے مال و دولت سے قارون زمانہ کردونگا یہ سنکے عمرو ابن حارث کو کچھ طمع زر زیادہ دامنگیر ہوگئی کہ یہ ملعون مجھسے پناہ مانگتا ہے اب مین کیا اسکو ہلاک کراؤن ناچار ہوکر اوس بیدین سے کہنے لگا کہ اے پور زیاد بدسیر اس سے بہتر کوئی تدبیر میرے خیال مین نہین آتی کہ تجھکو پشت پر کسی اشتر کے ایک مشک مین دھر کر پہلو پر کسی اونٹ کے کسکر ایک اور مشک پرآب دوسری طرف پہلوی شتر پر ڈالکر تھوڑا سا پانی تیری مشک پر چھڑک کر ایک گردپوش کلان اوسپر ڈالدون کہ اگر تیری زندگی باقی ہے تو وہ اس دھوکے مین آکر تیرے حال سے البتہ آگاہ نہ ہوینگے والا ماہر ہوجانے پر نہ تیری جان سلامت رہیگی اور نہ مجھکو جیتا چھوڑینگے اور اے بسر مرجانہ ہرچند کہ مجھسے اونکو کوئی کینہ نہین ہے ولیکن مجھکو فقط تیرے پوشیدہ کرنے کے جرم پر ہلاک کرینگے ورنہ مجھسے اونہین کیا مطلب ... سفر کربلا مین تم لوگون کا بارکش بھی نہ تھا کہ اوس دشمنی کی علت سے مجھے قتل کرینگے بس یہ بات جو عمرو ابن حارث سے سنی تو ابن زیاد نے بمنت کہا کہ اے عمرو جو کچھ کرنا ہو

وہ اوس حال سے پہلے عمل مین لاکہ اگر ابوترابی یہان آپہونچین گے تو پھر
کوئی تدبیر و تقریر میرے حق مین سودمند نہوگی غرض عمرو ابن حارث نے
اوس ہاتھون کو ایک اونٹ کے پہلو پر مشک مین دہر کے موہنہ باندھکر
دوسری مشک دوسرے پہلو سے اشتر پر ڈال کے ایک گرد پوش کلان
اونٹ پر ڈالدی اور اوس اونٹ کو قطار کے بیچ مین کر کے وہان سے
بسرعت تمام روانہ ہوگیا تو ایک فرسخ بھر راہ بہی اون لوگون نے ابہی
طے نہ کی تہی کہ سلیمان ابن صرد خزاعی معہ فوج مومنین اونکے برابر
ہو نکلے تلوار مین علم کر کے بلکہ نیزے تان کے اونکے گرد حلقہ کر کے کھڑا ہوگیا
تو عمرو ابن حارث یہ حال دیکھکر اوس گروہ مومنین کے روبرو آکر کہنے لگا کہ
ایہا الناس تم کسکی تلاش مین پھرتے ہو اگر طالب خون ناحق جناب امام حسین
علیہ السلام کرتے ہو تو اوس جناب کو یزید پلید نے ابن زیاد و عمر سعد و شمر
ذی الجوشن و سنان ابن انس علیہم اللعنہ والعذاب وغیرہ کے ہاتھ سے
شہید کروایا ہے بھلا مین نے اوس مولائے دوجہان سے کیا بدی کی ہے
کہ اونکے خون کا عوض مجہسے اور میرے لڑکون سے لیتے ہو اور اے
یارو کیا تم نہین جانتے ہو کہ مین ایک مرد شتربان اپنے اونٹون کو بکرایہ
دے کر اپنی اوقات بسری کرتا ہون میرا یہ پیشہ نہین ہے کہ مین بہ طمع زر کسی کے
قتل پر ارادہ کرون بلکہ یہ بہی تمکو ثابت ہے کہ مین سفر کربلا مین نہ فرزند رسول اللہ
علیہما الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ تہا اور نہ لشکر ابن زیاد لعین کے پس جب
عمرو ابن حارث نے یہ کلام کرکے اہل اسلام سے کیا تو سلیمان ابن صرد
خزاعی نے کہا کہ اے ابن حارث مین نے سنا ہے کہ تو سر زیاد شریر کو ہزار
دینار و ہزار درہم کی طمع سے لوٹ لئے ہے اپنے ہمراہ دمشق کو لئے جاتا ہے

بیٹے اسکے عمرو ابن حارث نے کہا کہ اے امیر تو اپنے دل مین اس بات کو
دعیان کر کہ یہ لوگ خدا اور رسول صلعم پر بہتان کرتے نہیں چھوڑتے ہین
مین تو مرد شتربان ہون مجہپر کب اتہام کرنے مین اندیشہ کرین گے
اور اے سلیمان یہ بار جو اونٹون پر لدا ہوا دیکہتا ہے تو یہ مال سوداگرونکا
لیئے جاتا ہون پس معلوم ہوتا ہے کہ میرے کسی دشمن نے تجہسے یہ بات
اظہار کی ہے جو تو میرے تعاقب مین آیا ہے پس واللہ اے امیر میرا خون
اور میرے لڑکون کا تیری گردن پر پیش خدا اور رسول خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام
ثابت ہوئے گا اور بہلا اس بات مین تردد و تامل کرنا کیا ہے اسوقت
تو روز روشن ہے کچہہ شب تار بہی نہین اور یہ سراسر بیابان ہے خاطر خواہ
ابن زیاد بیدین کو ڈھونڈھ کر جہان وہ ہاتھ لگے گرفتار کر کہتے ہین کہ
ابن صرد بہت مرد نیک و خوشخو تہا عمرو ابن حارث کی یہ بات سنکر
اپنی فوج کے لوگون سے کہنے لگا کہ ایہا الناس ابن حارث کے فحوائے
کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مرد نیک سچ کہتا ہے ہمکو اسکے مال سے
کیا کام ہے کس لئے کہ ہم لوگ قزاق نہین ہین کہ مال کسی کا لوٹ
لیوین پر اے یارو تم ابن زیاد لعین کو ڈھونڈھ لو اگر وہ ہاتھ آیا تو اوسوقت
یہ مال و خزانہ سب ہمارا مال ہے اور قتل عمرو ابن حارث بہی معہ اوسکے
بیٹون کے ہم پر واجب ہو جاوے گا اور اگر ابن زیاد بیدین اسکی
ہمراہی مین نہ ملے گا تو پہر کسی طرح سے مال اسکا ناحق لینا ہمپر واجب
نہین ہے القصہ چار ہزار آدمی گہوڑے سے اوتر کر قطار مین ابن زیاد بدکردار
کو جب ڈھونڈھنے لگے تو قریب بارہ سو مرتبہ کے اوس اونٹ کے پاس
جس مین ابن زیاد بدنہاد چہپا تہا لوگ گہڑے ہوے ولیکن اوسکو کسی نے

ابن خیال ہے نہ دیکھا کہ یہ اونٹ شاید پانی کے لئے بار کیا گیا ہے جب سب
آدمی اچھی طرح سے اوس لعین کو ڈھونڈھ چکے تو سلیمان کے روبرو
آکر کہنے لگے کہ اے امیر ہمنے بہت تلاش کیا الا ابن زیاد بیدین کا پتا کہین نہین
ملتا ہے اب آگے جسطرح تو ارشاد کرے عمل مین لاوین یہ سنکے سلیمان
ابن صرد خزاعی نے کہا کہ اے یارو معلوم ہوتا ہے کہ عمرو ابن حارث کا کلام
لباس راستی سے آراستہ ہے شاید ابن زیاد بدنہاد اسکی ہمراہی چھوڑ کر اور
کہین چلا گیا مگر ایہاالناس اسمین زنہار شک نہین ہے کہ وہ بدکردار بصرہ سے
نکل چکا ہے واللہ ہمکو اوسکے تلاش کرنے مین کچھ تامل نہین چلو جنگل کو
چھوڑ کر کنارۂ فرات کی طرف سے چلکر ہر ایک راہ و غار و چاہ مین اوس
دین تباہ کو ڈھونڈھین کہ شاید وہ ستمگر کسی جا پر ہاتھ آجاوے والا قوم
بنی امیہ لعین و بنی مروان مردود مین سے جسکو جہان پر دیکھینگے
تہ تیغ کرکے اپنی مراد حاصل کرینگے یہ کہکر عمرو ابن حارث سے سب
مومنین کو دست بردار ہوکے کنارے فرات کے وہ سردار راہی ہوگیا
تو عمرو ابن حارث یہ حال دیکھکر کہ یہ سب ہمسے دور نکل گئے ہین تو
ابن زیاد سنگدل کو جلدی سے کھول کر دیکھنے لگا کہ آیا یہ پھر زندہ ہے
یا حبس دم ہوکر مر گیا الحاصل جب اوس ستمگر کو وہان سے نکال کر
دیکھا تو وہ لعین خوف قتل سے بیہوش ہوکر مثل مردہ ہو گیا ہے پھر تو اوسنے
پانی چھڑک کے اور پنکھا جھلکر اوس مردود کے لیئے پھر سامان ہوش
و ذیست مہیا کر دیا جب وہ بدکردار ہوش مین آیا تو ممنون احسان ابن
حارث ہوکر ایک لاکھ درہم و تیس ہزار دینار سرخ اوسکو دے کر کہنے لگا
کہ اب کسی طرح یہان سے جلدی چلکر مجھکو دمشق مین پہونچا دے

غرض کہ ابن حارث مکار نے اوس غدار کو چند روز کے عرصہ مین دمشق
مین پہونچادیا اور جب سلیمان نے مع فوج مومنین راہ کنارے فرات
کی لی تو اثنائے راہ مین تاکوفہ جسکو آل بنی امیہ مروان معاویہ مین سے پایا
اوسے بعذاب شدید قتل کرکے سب مال ومتاع اوسکا لوٹ لیا اور
اسی طرح سے لوٹتے بلکہ قتل کرتے ہوئے سب مومنین ابن زیاد کے
ہاتھ نہ آنے سے جب مایوس ومحزون داخل کوفہ ہوئے تو اوس تک
ہزار آدمی اوس سفر مین دشمنان دین وقوم بنی امیہ وغیرہ مین سے
سلیمان کی کوشش سے واصل جہنم ہوئے ولیکن جب یہ کوفہ
مین پہونچے تو ایک نامہ مختار نامدار کے لیئے لکھا اور وہ اوس زمانہ
مین مکہ معظمہ مین جناب محمد حنفیہ علیہ السلام سے اجازت خروج طلب
کررہا تھا جب اس مضمون کا نامہ لکھکر روانہ کیا کہ اے ابن ابو عبیدہ
ثقفی جلدی سے جانب عراق متوجہ ہو کہ ہمنے فضل خدا سے قاتلان
جناب مظلوم کربلا علیہ السلام کو جہانتک ہمارے ہاتھ آئے قتل کرکے
عراق کو بنی امیہ سے پاک کرکے اپنے تحت وتصرف مین کرلیا ہے اور اے
ابن ابو عبیدہ عالی وقار ہمکو اب فقط تیرے آنے کا انتظار ہے جب
تو آئیگا قصد ملک شام کا کرکے انشاء اللہ تعالیٰ ابن زیاد کو مارینگے
پس جب مختار عالی وقار کے پاس یہ نامہ پہنچا تو اوسنے مضمون نامہ
سے مطلع ہوکر یہ جواب لکھ بھیجا کہ اے سلیمان ابن صرد خزاعی مرحبا
تیری ہمت پر کہ تونے اس کام کی بنیاد ڈالدی مگر مین بھی جناب
محمد حنفیہ علیہ السلام سے کہ برادر مظلوم کربلا و نائب جناب امام
علی ابن الحسین علیہ السلام کے ہین طالب اجازت خروج ہون

دیتے ہیں کسدن وہ جناب شریعت مآب اجازت دیتے ہین باوجود اسکے کہ اونکا یہ حق برحق منصب امیری ظالمون نے غصب کرلیا ہے الا اونکو اسکی خواہش کچھ نہین ہے تو اس سبب سے میرے سوال پر بھی خوب اعتنا نہین فرماتے ہین انشاء اللہ تعالے اے سلیمان ذیشان جب مجھکو دولت اجازت خروج حاصل ہوجاوے گی تو پھر مجھکو کچھ اور کام سواے تمہارے پاس آنے کے نہین ہے پس اگر خواہش خداے تعالے سے ہے تو اس مطلب سے کامیاب ہوکر جلد حاضر ہوتا ہون والسلام کُلُّ اَمْرٍ مَرْهُوْنٌ بِاَوْقَاتِهَا

تمت

اطلاع

بخدمت حضرات مومنین اینکہ یہ حصہ ششم کتاب مسیب نامہ کا ہے اور حق تالیف اسکا محفوظ ہے پس کوئی صاحب قصد چھاپنے یا چھپوانے کا نہ کرین ورنہ نقصان ہوگا لینے کے دینے پڑینگے ہان جسقدر جلدین مطلوب ہون راقم سے خرید فرماوین۔ تحریر تاریخ ۲۰ ماہ صفر المظفر ۱۳۲۰ھ بمقام لکھنؤ محلہ فراشخانہ وزیر گنج۔

راقم
سید عابد علی رضوی
مالک مطبع
اثنا عشری

۳۸
۴۳
۹۱

ابجد هوز حطی کلمن سعفص قرشت

۱۹۷

ثخذ ضظغ

ا ب ج د ه و ز ح ط ی ک ل م ن س ع ف ص ق ر ش ت ث خ ذ ض ظ غ

Sajjad Husain

Student - J A H

School Meerut